بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلٰوۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق

المعروف

شرح حدائق بخشش

(جلد ہفتم)

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت،فیضِ ملّت ،مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

()......☆......☆......☆......()

()......☆......☆......()

()......☆......()

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تاثرات

ابونعمان حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی دامت برکاتہم العالیہ

سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدح اور آپ کے کمالات، محاسن اور خوبی اور اوصاف بیان کرنا مسلمان کے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔آپ کی تعریف خواہ نثر میں خواہ نظم میں کی جائے مومن کے لئے بڑی خوش نصیبی کا باعث ہے۔

یوں تو بہت سے نعت گو وغیرہ شعراء نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس سلسلے میں نعتیں لکھیں اور دیوان کی صورت میں وہ شائع ہو چکے ہیں مگر اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت حضرت مفتی الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور فخر دو عالم، رحمت للعالمین ﷺ کی شان میں جو نعتیں لکھی ہیں وہ انفرادی مقام کی حامل ہیں۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یہ کلام امام الاکلام ہے آپ نے اپنی نعتیہ شاعری میں دراصل قرآن واحادیث واقوال صحابہ اور سلف صالحین کی ترجمانی کی ہے اور اس بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ عشق ومحبت سے سرشار ہو کر لکھا ہے۔جس میں تصنع وتکلفات کا دخل نہیں ہے چنانچہ خود ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

آ کچھ سنا دے عشق کے بولوں میں رضؔا ۔۔۔ مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

یہی وجہ ہے کہ جو سوز وگداز اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی نعتوں میں ہے وہ کہیں اور محسوس نہیں ہوتا اور جو مقبولیت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کلام کو حاصل ہے وہ کسی اور کے کلام کو حاصل نہیں۔اطراف واکناف عالم میں منعقد ہونے والی محافل جن میں کلامِ رضا پڑھا جاتا ہے یہ اس بات کا بین ثبوت ہے اور یوں تو ہر ایک نعت اپنے اندر عشق ومحبت کا سمندر لئے ہوئے ہے مگر سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں سلام کا جو نذرانہ جس کا پہلا مصرعہ ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

یہ تو ایسا عقیدت بھرا سلام ہے کہ جس میں آپ نے نبی کریم ﷺ کے سر مبارک سے لے کر پائے مبارک تک آپ کے ہر عضو اور آپ کی ہر ہر خوبی کا اس میں بیان کیا ہے اور یہ اپنی مثال آپ ہے۔فصاحت وبلاغت اور ادب کے حوالہ سے بھی یہ ایسا اعلیٰ شاہکار ہے کہ جس کی مثال کہیں نظر نہیں آتی۔الغرض اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام اپنی جامعیت ومعنویت کے اعتبار سے ایک امتیازی اور انفرادی شان کا حامل ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ آپ کے اس کلام میں جو مطالب اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے جو اوصاف کمالات بیان

ہوئے ہیں عامۃ المسلمین کو آگاہ کرنے کے لئے اس کی کوئی شرح لکھی جاتی تا کہ ہر سطح کا ذہن رکھنے والا مسلمان اس کی معنویت کو سمجھ سکے تو بحمد للہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ نے اس کی شرح لکھ کر بہت ہی مستحسن کام انجام دیا ہے آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی نعتوں کی شرح میں بہت ہی عرق ریزی کی ہے اور بہت کاوش سے حسن خوبی کے ساتھ شرح لکھی ہے۔مشکل الفاظ کے پہلے معنی بیان کئے اور پھر اشعار کا مطلب اور اس کے بعد قرآن واحادیث وغیرہ سے ان اشعار میں جو مفہوم اور مطلب ذکر ہوا ہے اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یا کہیں کسی واقعہ کی طرف اشارہ ہوا ہے تو واقعہ کو مفصل طور پر بحوالہ تحریر کیا ہے۔اس سلسلے میں جو لکھا ہے وہ مدلل طریقے سے تحریر کیا ہے۔ آپ کی یہ شرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کلام بنام حدائق بخشش کی بڑی جامع شرح ہے اور جو لوگ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی لکھی ہوئی نعتوں کے سمجھنے کا ذوق رکھتے ہیں ان کے لئے بہت ہی مفید شرح ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علامہ کی لکھی ہوئی شرح کو قبولیت عطا فرمائے اور عامۃ المسلمین بالعموم اور بالخصوص عوامِ اہل سنت کو اس سے کماحقہ مستفید ہونے اور اس سے بہرہ مند ہونے کی توفیق عنایت فرمائے اور مکتبہ وقارالعلوم کراچی نے اس شرح کو زیورِ طباعت سے مرصع کرکے مستحسن قدم اُٹھایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور آئندہ کے نیک عزائم و مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ اللھم امین

عبدالعزیز حنفی غفرلہ

مفتی دارالعلوم امجدیہ

کراچی

نعت شریف ٦٠

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

حل لغات

پیش، آگے۔ مژدہ، خوشخبری، مبارک باد۔

شرح

حضور اکرم ﷺ قیامت میں گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کی خوشخبری سناتے جائیں گے خود تو گریہ فرمائیں گے لیکن ہم گنہگاروں کو ہنساتے جائیں گے۔

احادیث مبارکہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میدانِ محشر کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا جب لوگ قبور سے نکلیں گے تو میں ان میں اول ہوں گا جب اللہ کے حضور جائیں گے تو میں ان کی قیادت کررہا ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گئے تو میں ان کی نمائندگی کروں گا جب وہ ناامید ہوں گے تو میں شفاعت کروں گا اور جب وہ پریشان حال ہوں گے تو میں انہیں خوش کروں گا۔ کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اولادِ آدم میں سے میرا مقام اللہ کے ہاں سب سے بلند ہوگا۔

يطوف على الف خادم كانهم لؤ لؤ مكنون. (الترمذی)

چمکدار موتیوں سے بڑھ کر خوبصورت ہزار خادم ارد گرد ہوں گے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز بارگاہِ نبوی میں ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام فرشتے حاضر ہو کر اپنے پَروں کو قبر انور کے ساتھ لگا کر زیارت و برکت حاصل کرتے ہوئے درود و سلام عرض کرتے ہیں حتیٰ کہ آپ جب میدانِ محشر میں تشریف لائیں گے

خرج فی سبعین الفامن الملائكة يوقرونه(ﷺ) (التذکرہ للقرطبی صفحہ ۳۱۴)

تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گے۔

امام احمد بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انی لقائم انتظر امتی تعبر عن الصراط اذ جاء نی عیسی علیه الصلوٰة و السلام فقال هذه الانبیاء قد جاء تک یا محمد یسالون تدعوا الله ان یفرق بین جمع الامم الی حیث یشاء الله لعظم ما هم فیه فالخلق یلحمون في العرق وفاما المؤمن فهو علیه کالزکمة وأما الکافر فتغشاه الموت قال یا عیسی انتظر حتی ارجع الیک فذهب نبی الله ﷺ فقام تحت العرش فلقی ما لم یلق ملک مصطفی ولا نبی مرسل. (الحدیث)

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا رہوں گا کہ صراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر عرض کریں گے اے محمد یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق فرما دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی) حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملا نہ کسی نبی مرسل نے پایا۔

مسند احمد و صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اتی باب الجنة یوم القیمة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت ان لا افتح لاحد قبلک

میں روز قیامت درِ جنت پر تشریف لا کر کھلواؤں گا داروغہ عرض کریگا کون ہے؟ میں فرماؤں گا محمد (ﷺ) عرض کرے گا مجھے حضور کے لئے ہی حکم تھا کہ آپ سے پہلے میں کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

انتباہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شفاعت کے بارے میں حدائق بخشش میں زیادا شعار لکھے ہیں۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آپ کے دور میں وہابیت مختلف رنگ و روپ میں خطۂ ہند میں قدم جما رہی تھی آپ نے جس طرح مردانہ وار مقابلہ فرمایا وہ آپ کا حصہ ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے دور سے زیادہ خطرناک ہے اس وقت ریال کا اتنا چرچہ نہ تھا لیکن آج تو ریال کی شاہی ہے کہ اس سے وہابیت کی گردن اور موٹی ہوگئی۔ اس سے ہی وہ ہر ملک میں اپنا سکہ بٹھانا چاہتی ہے اس لئے فقیر ہر ممکن جا بجا اپنے مسلک کے دلائل قائم کرتا چلا جا رہا ہے جس سے وہابیت خودبخو د کمزور ہوتی چلی جائے گی۔ (انشاء اللہ)

انکارِ شفاعت

یاد رہے کہ انکارِ شفاعت ہی اکثر مسائل مختلف فیہا کی جڑ ہے اور وہابیت نجدیت کا زیادہ زور بھی شفاعت کے انکار پر ہے یہاں تک کہ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں صاف لکھ دیا کہ شفاعت کا عقیدہ اصلی شرک ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ

اہل سنت کے نزدیک عقیدۂ شفاعت حق ہے کیونکہ قرآن پاک میں محبوبانِ حق کی شفاعت کا اثبات ہے اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے اور ان کے اس اعتقاد کا ابطال کیا گیا ہے کہ بت بارگاہِ الٰہی میں شفیع ہیں کیونکہ شفاعت مقربین کی ہوسکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی۔ یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں پر صادر فرمایا ہے وہ اس کے محبوبوں اور مقربوں پر لگاتے ہیں باوجودیکہ قرآنِ حکیم میں جابجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین ومحبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا استثناء فرمایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر چند آیتیں حاضر ہیں

آیت نمبر ۱

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ میں ہے

والمعنى لا يشفع عنده احد الاّ بامره وارادته، وذالك ان المشركين زعمرا ان الأصنام تشفع لهم فأخبر أنه لا شفاعة لأحد عنده إلاّ ما استثناه بقوله (اِلَّا بِاِذْنِہٖ) يريد بذلك شفاعة النبى ﷺ وشفاعة بعض الأنبياء والملائكة وشفاعة المؤمنين بعضهم لبعض

یعنی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر وارادہ سے یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گے اس کا رد فرمایا اور خبر دی کہ اللہ کے حضور کوئی شفاعت نہیں سوائے اس کے جس کو اس نے " اِلَّا بِاِذْنِہٖ " کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور بعض انبیاء وملائکہ کی شفاعت اور بعض مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے مگر مقربانِ بارگاہ کا استثناء فرما کر ان کی شفاعت ثابت کر دی۔

آیت نمبر ۲

مَا مِنْ شَفِيعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ا (پارہ ۱۱،سورۂ یونس،آیت ۳)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد

اس میں بھی بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربین ماذونین کا استثناء ہے۔

آیت نمبر ۳

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًاo (پارہ ۱۶،سورۂ مریم،آیت ۸۷)

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔

آیت نمبر ٤

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَه قَوْلًاo (پارہ ۱۶،سورۂ طٰہٰ،آیت ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

فائدہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

الشفاعة ثابتة علىٰ اجمع عليه اهل السنة لقوله تعالىٰ "يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَه قَوْلًا o" بمنع الخوارج وبعض المعتزلة مستدلين بقوله تعالىٰ "فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَo" فانه مخصوص بالكافرين واما تخصيصهم احاديث الشفاعة بزيادة الدرجات فى الجنة فباطل لتصريح الادلة باخراج من دخل النار من الومنين منها. (شرح شفاء للملا علی قاری جلد ۱ صفحہ ۶۰۴)

شفاعت باجماع اہل السنۃ ثابت ہے قرآن میں فرمایا اور قیامت میں شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کے لئے رحمت نے اذان فرمایا اور اس سے راضی ہوا اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیۃ "فَمَا تَنْفَعُهُمْ" سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں کو شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہلِ جنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔

فائدہ

اس سے ظاہر ہوگیا کہ انکارِ شفاعت خوارج ومعتزلہ کی گمراہی تھی وہابیہ نے ان کا اتباع کیا اور خارجی ومعتزلی اپنی دلیل وہ آیت پیش کرتے تھے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے یہی روش وہابیہ نے اختیار کی اور اتنا اور اضافہ کیا کہ معتزلہ وغیرہ تو ایک طرح تو مانتے بھی تھے یہ کسی طرح نہیں مانتے اور وہ فقط وہ آیتیں شفاعت میں پیش کرتے تھے جو کافروں کی شان میں وارد ہیں یہ ان کے ساتھ ایسی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں جو بتوں کے حق میں ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو اس کا مصداق ٹھہرا کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کرتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''فضل اللہ فی تفریق من دون اللہ ومحبوب میں فرق''

دل نکل جانے کی جاہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائینگے

شرح

حضور اکرم ﷺ کی گریہ وزاری سے حق تو یہ ہے دل نکل جائے کہ ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ کی محبوب'' آنکھوں سے ہمارے جیسے پیاسوں کے لئے آنسو کے دریا بہا دیں گے۔

شفاعت ھی شفاعت

اس غزل میں سوائے آخری تین شعروں کے تمام اشعار میں شفاعت ہی شفاعت کا بیان ہے وہ چونکہ مزار سے اُٹھنے سے لے کر جنت کے داخلے تک مختلف اطوار پر مشتمل ہے اسی لئے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر شعر میں نئے رنگ اور نئی طرز طریقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی لئے فقیر بھی تیمناً وتبرکاً احادیث مبارکہ لکھتا چلا آرہا ہے۔

احادیث شفاعت

احمد، بخاری، مسلم، ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة وھل تدرون مما ذلک یجمع اللہ الاخرین فی صعید واحد الحدیث بطولہ

میں روزِ قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا۔ پھر یہ حدیث طویل شفاعت ارشاد ہوئی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے لئے ثرید گوشت حاضر آیا حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندانِ اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا

انا سید الناس یوم القیمۃ — میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں

جب حضور ﷺ نے دیکھا کہ مکرر فرمانے پر بھی صحابہ کو وجہ نہیں پوچھتے فرمایا

الا تقولون کیفہ — پوچھتے ہیں نہیں کہ یہ کیونکر ہے۔

فائدہ

اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی مع ہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال لہٰذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ ارفع فی النفس ہو آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرما کر سوال لیا اور جواب ارشاد کیا (ﷺ) صحابہ نے عرض کی

کیف ھو یا رسول اللہ — ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے

فرمایا

یقوم الناس لرب العلمین — رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

مسلم، ابوداؤد انہیں سے راوی ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید ولد آدم یوم القیمۃ و اول من ینشق عنہ القبر و اول شافع و اول مشفع

میں قیامت کے روز تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید ولد آدم یوم القیمۃ ولا فخر بیدی لواء الحمد ولا فخر و مامن نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی . (الحدیث)

میں روزِ قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لوائے حمد ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں

کہتا اس دن آدم اوران کے سوا جتنے ہیں سب میری زیر لوا ہوں گے۔

دارمی، بیہقی، ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة ولا فخر وانا اول من یدخل الجنة ولا فخر

میں قیامت میں تمام لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ فخر بھی نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور یہ فخر بھی نہیں۔

کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے

شرح

محشر کی گرمی کے ماروں کو وہ جانِ مسیح یعنی نبی پاک ﷺ آج کے دن بھری آہوں سے زندہ فرماتے جائیں گے یعنی سب کو شادکام بنائیں گے۔

دامن کی ٹھنڈی ہوا کا منظر

حاکم وبیہقی کتاب الرویۃ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضوا کرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة و لا فخر ما من احد الا و ھو تحت لوائی یوم القیمة ینتظر الفرج و ان معی لواء الحمد انا امشی و یمشی الناس معی حتی اتی باب الجنة فاستفتح فیقال من ھذا فاقول مر حبا بمحمد فیقال فاذا رأیت ربی خررت له ساجدا انظر الیه

میں روزِ قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان (جھنڈے) کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ساتھ ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا۔ میں جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ جنت پر تشریف لے جا کر کھلواؤں گا پوچھا جائے گا کون ہے میں کہوں گا محمد۔ کہا جائے گا محمد کو ﷺ۔ پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کی وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے۔ حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

ارسلت الی الجن والانس والی کل احمر واحمر واسود واحلت لی الغنائم دون الانبیاء وجعلت

لی الارض کلھا طھورا ومسجد اونصرت بالرعب امامی شھراو اعطیت خواتیم سورۃ البقرۃ وکانت من کنوز العرش وخصصت بھادون الانبیاء واعطیت المثانی مکان التوراۃ والمئین مکان الانجیل والحوامیم مکان الزبوروفضلت بالمفصل وانا سید ولد آدم فی الدنیا والاخرۃ ولا فخر وانا اول من تنشق الارض عنی وعن امتی ولا فخر وبیدی لواء الحمد یوم القیمۃ وجمیع الانبیاء تحتہ ولا فخر والیٰ مفاتیح الجنۃ یوم القیمۃ ولا فخر وبی تفتح الشفاعۃ ولا فخر وانا سابق الخلق الی الجنۃ ولا فخر وانا سابق الخلق الی الجنۃ ولا فخر وانا اما مھم وامتی بالاثر.

میں جن وانس اور ہر سُرخ وسیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لئے تمام غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے ''سورۂ بقرہ'' کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں۔ یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا اور مجھے ''تورایت'' کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور ''انجیل'' کی جگہ سو سو آیت والیاں اور ''زبور'' کے عوض ''حم'' کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی کہ ''سورۂ حجرات'' سے آخر قرآن تک ہے اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں ''لواء الحمد'' ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھ سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں۔ میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

اللھم اجعلنی منھم وفیھم ومعھم بجاھہ عندک (آمین)

فقیر کہتا ہے مسلمان پر لازم ہے کہ اس نفیس حدیث کو حفظ کرلے تاکہ اپنے آقا کے فضائل وخصائص پر مطلع رہے ﷺ

گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

حل لغات

گل کھلنا، کلی پھولنا، کسی انوکھی بات کا ظاہر ہونا، بھید کھلنا، شور مچنا، دھوم پڑنا، آفت آنا، بہتان لگنا، حشر برپا ہونا، طوفان اُٹھنا۔ نسیم، نرم اور بھینی بھینی ہوا۔ مسکرانا، ہونٹوں پہ ہنسنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی تسنیم فیض سے آج بھید کھلے گا کہ خود تو خوب گریہ فرماتے آئیں گے لیکن ہم خوشیوں سے لبریز ہوں گے کہ ہمارے لئے راحت و آرام کے اسباب بن جائیں گے۔

احادیث مبارکہ

احمد، بزار، ابویعلی اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء والاولین والاخرین سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی ہیں لوگ آدم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہوں گے۔ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

لیس ذاکم عندی ولکن انطلقوا الی سیدولد آدم

تمہارا یہ کام مجھ نہ نکلے گا مگر اس کے پاس حاضر ہو جاؤ جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔

لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے حضور والا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے رب تعالیٰ اذن دے گا حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے رب تعالیٰ فرمائے گا سر اُٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ سر اُٹھائیں گے تو ربِ عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے پھر فوراً سجدے میں گریں گے ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے رب تعالیٰ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا حضور ﷺ سر مبارک اُٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے۔ جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے ربِ کریم سے عرض کریں گے

یا رب جعلتنی سید ولد آدم ولا فخر

اے رب میرے تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں۔ (الی اخرالحدیث)

حاکم و بیہقی

صححہ الحاکم قالہ ابن حجر المکی فی افضلا لقری واقرہ علیہ وفی الحدیث قصۃ قلت واما انا فانما اوردتہ فی المتابعات

فضائل صحابہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

"انا سید العلمین" میں تمام عالم کا سردار ہوں

میں اللہ کا حبیب ہوں

دارمی، ترمذی، ابونعیم بہ سند حسن

تحسینه هو الذی حققه السراج البلقینی فی فتاوی کما اثر عنه فی افضل القریٰ وان خالف فیه ابو عیسیٰ رحمة الله تعالیٰ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں درِاقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انہیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا دوسرا بولا حضرت موسیٰ سے بلاواسطہ کلام فرمایا تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں چوتھے نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ جب وہ سب کہہ چکے حضور اکرم ﷺ قریب آئے اور ارشاد فرمایا میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں

الاوأنا حبیب الله ولا فخر وأنا حامل لواء الحمد یوم القیمة تحته آدم فمن دونه ولا فخر وانااول شافع واول مشفع یوم القیمة ولا فخر وانا اول من یحرک حلق الجنة فیفتح الله فیدخلنیهاومعی فقراء المؤمنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والاخرین علی الله ولا فخر

سن لو اور میں اللہ کا پیارا حبیب ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روزِ قیامت ''لواء الحمد'' اُٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شفافع اور پہلا مقبول الشفاعت ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازۂ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

حل لغات

حسرت، افسوس، آرزو، ارمان، شوق۔

شرح

ہاں اے شوق والو چلو محشر میدان میں اس لئے کہ آج وہ دن آ گیا جس کے متعلق سنتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ جلوہ دکھائیں گے

روزِ محشر ہے ان کی زیارت کا دن ایسے یومِ سعادت پہ لاکھوں سلام

حدیث شریف

دارمی، ترمذی (ھوعندالترمذی مختصرا) بافادۂ تحسین اور ابویعلی و ابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم إذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفیعھم إذا حبسوا وانا مبشرھم إذا یسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی واللواء الحمد یومئذ بیدی انا اکرم ولد آدم علیٰ ربی طیوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون ولؤ لو منثور

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اُٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب عرصۂ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انہیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

فائدہ

ظاہر حدیث یہ ہے کہ یہ خدام حضور کے گرد و پیش عرصاتِ محشر میں ہوں گے اور وہاں دوسرے کے لئے خدام ہونا معلوم نہیں۔

آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے

حل لغات

عید، مسلمانوں کے جشن کا روز، خوشی تہوار، نہایت خوشی۔ پیوستہ، ملا ہوا، یک جان۔

شرح

یومِ محشر عاشقوں کی عید کا دن ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا آج حضور اکرم ﷺ ابرو پیوستہ کی طرح ہمارے ساتھ مل کرمیدان طے کریں گے اور ہم زیارت سے سرشار ہوں گے اس سے ہمیں میدان کی تمام دقتیں ومشقتیں بھول جائیں گی زیارت کی وجہ سے تازہ بہار ہوں گے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیمة وانا اول من یقرع باب الجنة

روزِ قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا

مسلم کی دوسری حدیث یوں ہے

انا اول الناس یشفع فی الجنة واکثر الانبیاء تبعا

میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور میرے پیرو سب انبیاء کی امتوں سے افزوں

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی

انا اول من یدق باب الجنة فلم تسمع الاذان احسن من طنین الحلق علیٰ تلک المصاریع

میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جوان کواڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہیں سنی ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان لکل نبی یوم القیمة منبرا من نور وانی لعلی اطولها وانورها فیجی مناد فینادی أین النبی الأمی قال فیقول الأنبیاء کلنا نبی أمی فإلی أینا أرسل فیرجع الثانیة فیقول أین النبی الأمی العربی قال فینزل محمد حتی یأتی باب الجنة فیقرعه(وساق الحدیث الی ان قال)فیفتح له فیدخل فیتجلی له الرب ولا یتجلی لنبی قبله فیخر لله ساجدا. الحدیث (صحیح ابن حبان)

قیامت میں ہر نبی کے لئے ایک منبر نور کا ہوگا اور میں سب سے زیادہ بلند ونورانی منبر پر ہوں گا۔ منادی آکر ندا کرے گا کہاں نبی امی ﷺ! انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے؟ منادی واپس جائے گا دوبارہ آکر یوں ندا

کرے گا کہاں ہیں نبی امی عربی ﷺ ! اب حضور اکرم ﷺ اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت میں تشریف لے جائیں گے۔ دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے رب عزوجل ان کے لئے تجلی فرمائے گا اوران سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا۔ حضور اپنے رب کے لئے سجدہ میں گریں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

يضرب الصراط بين ظهراني جهنم فاكون اول من يجوز من الرسل بامته

جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ وحضرت ابو ہریرہ اور تصانیف طبرانی وابن ابی حاتم وابن مردویہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

يقوم المؤمنون حتى تُزلَف لهم الجنَّة فياتون آدم فيقولون يا ابانا استفتح لنا الجنة فيقول وهل أخرجكم من الجنة الا خطيئةُ أبيكم لست بصاحب ذلک اذهبوا الى ابنى ابراهيم خليل الله قال فيقول ابراهيم لست بصاحب ذلک انما كنت خليلا من وراءَ وراء اعمدُوا الى موسى الذى كلمه تكليما قال فياتون موسى فيقول لست بصاحب ذلک اذهبوا الى عيسى كلمة الله وروحه فيقول عيسى لست بصاحب ذلک فياتون محمدا ﷺ فيقوم فيؤذن له الحديث هذا حديث مسلم وعند الباقين اذا جمع الله الاولين و الآخرين و قضى بينهم و فرغ من القضاء يقول المؤمنون قد قضى بيننا ربنا وفرغ من القضاء يشفع لنا الى ربنا فيقولون آدم خلقه الله بيده و كلمه فيأتونه فياتونه فيقولون قدقضىٰ ربنا وفرغ من القضاء قم انت فاشفع لنا الىٰ ربنا فيقول ائتوا نوحا (وساق الحدیث الی ان قال) فياتون عيسىٰ فيقول ادتكم على العربى الامى فياتونى فياذن الله لى ان اقوم اليه فيثور من اطيب ريح ما شمها احد قطا حتى اتى ربى فيشفعى و يجعل لى نورا من شعر راسى الىٰ ظفر قدمى

یعنی جب مسلمانوں کا حساب کتاب اوران کا فیصلہ ہو چکے گا جنت ان سے نزدیک جائے گی۔ مسلمان آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ سے عرض کر کے ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوا دیجئے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام عذر کریں گے اور فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم نوح کے پاس جاؤ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ کے پاس

جاؤوہ فرمائیں گے میں اس کا کام نہیں مگر میں تمہیں عرب والے نبی امی کی راہ بتاتا ہوں۔لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہو گی یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا وہ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخنوں تک نور کر دے گا۔

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن اور دارقطنی وابن النجار امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

الجنة حرمت على الانبياء حتى اد خلها و حرمت على الامم حتى تدخلها امتى

جنت پیغمبر پر حرام ہے جب تک میں اس میں نہ داخل ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت نہ داخل ہو۔

اسی طرح طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

اسحق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ ''مصنف'' میں امام مکحول تابعی سے راوی ہیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا۔اس سے فرمایا قسم اس کی جس نے محمد ﷺ کو تمام انسانوں پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا یہودی نے قسم کھا کر حضور کرا فضیلت مطلقہ کا انکار کیا۔امیر المومنین نے اسے طمانچہ مارا یہودی بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اکرم ﷺ نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اسے تھپڑ مارا ہے راضی کرلو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا

بل يا يهودى آدم صفي الله وابراهيم خليل الله وموسى نجي الله وعيسى روح الله وانا حبيب الله بل يا يهودى تسمى الله باسمين سمي بهما امتي هو السلام وسمى بها امتي المسلمين وهو المؤمن وسمى بهاامتي المومنين بل يا يهودى ان الجنة محرمة على الأنبياء حتى ادخلها وهي محرمة على الأمم حتى تدخلها أمتى

بلکہ او یہودی آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں بلکہ او یہودی اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا بلکہ او یہودی بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں اس میں تشریف لے جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔

کچھ خبر بھی ہے فقیرو آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خلد اپنی صدقے میں لٹاتے جائیں گے

شرح

اے فقیر و مفلسو کچھ تمہیں معلو ہوا یا نہیں آج وہ دن ہے جس میں رسول اللہ ﷺ جنت کی نعمتیں تقسیم فرمائیں گے کیونکہ آپ قاسمِ رزق اور مالک ملک اللہ باذن اللہ ہیں اس کے لئے دلائل دینے کی ضرورت نہیں اسی لئے اسی شرح حدائق بخشش میں فقیر متعدد مقامات پر آپ کے اختیارِ کُلی کے دلائل قائم کئے ہیں۔

اس شعر میں گویا احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ میدانِ حشر میں کھڑے ہیں اور اپنے دوستوں کو یاد دلا رہے ہیں کہ اے فقیر مفلسو آج وہی دن (حشر) تو ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں غریبوں مسکینوں پر لٹائیں گے ذرہ جھولیاں کھولو اور اپنی خالی جھولیاں خوب بھر لو کہ بحر کرم جوش پر ہے۔

احادیث مبارکہ

امام احمد و ابن ماجہ (ھو عند ابن ماجہ مختصرا) وابوداؤد طیالسی وابویعلی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انه لم يكن نبى الا له دعوة تنجزها فى الدنيا وانى اختبات دعوتى شفاعة لامتى وانا سيد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر وانا اول من تنشق عنه الأرض ولا فخر وبيدى لواء الحمد ولا فخر آدم فمن دونه تحت لوائى ولا فخر (ثم ساق حديث الشفاعة الى ان قال) فاذا اراد الله عز و جل ان يصدع بين خلقه نادى مناد اين احمد وامته فنحن الآخرون الأولون فنحن آخر الأمم وأول من يحاسب فتفرج لنا الامم عن طريقنا فنمضى غرا محجلين من اثر الطهور وتقول الامم كادت هذه الامة ان تكون انبياء كلها

ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روزِ قیامت کے لئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے۔ میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اُٹھوں گا اور کچھ فخر نہیں منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواءِ الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں۔ آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیرِ نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں

احمد اوران کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں۔ ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھےاور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رُخ تابندہ اعضاء۔ سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری کی انبیاء ہو جائے

جمال همنشیں درمن اثر کرد   وگرنه من همان خاکم که هستم

اس کے پَرتو جمال نے مجھ پر اثر کیا ہے ورنہ میں تو خاک ہوں جو سب کو معلوم ہے۔

مالک، بخاری مسلم، ترمذی، نسائی جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اُٹھائے جائیں گے۔

یعنی روزِ محشر حضور اکرم ﷺ آگے ہوں گے اور تمام اولین وآخرین حضور کے پیچھے۔

خاک اُفتادو بس اُن کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گر کر سجدے میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے

حل لغات

خاک افتادہ، عاجز اور ذلیل وخوار۔

شرح

اے عاجز کیوں پریشان ہو ذرا صبر کرو بس حضور اکرم ﷺ کی تشریف لانے کی دیر ہے پھر دیکھنا کہ تمہارے غم ٹل جائیں گے اس لئے کہ آپ تشریف لاتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اذنِ اجازت بخشے گا تو ہم سب عاجزوں کو اسی قیامت کی ذلت وخواری سے بچا کر جنت میں لے جائیں گے۔

اسی مشہور طویل حدیث شفاعت کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت میں شفاعت کے لئے انبیاء مرسلین وملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم سب سر بگریباں وہ ساجد وقائم، سب محل خوف ہیں وہ امن وناعم، سب اپنی فکر میں انہیں فکر عوالم، سب زیر حکومت وہ مالک وحاکم۔ بارگاہ الٰہی سجدہ کریں گے ان کا رب انہیں فرمائے گا

یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع

اے محمد اپنا سر اُٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت

مقبول ہے۔

اس وقت اولین وآخرین میں حضور کی حمد وثنا کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست دشمن، موافق مخالف ہر شخص حضور کی افضیلت کبریٰ وسیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔ (والحمد للہ رب العلمین)

مقام تو محمود و نامت محمد — بدیساں ونامی که دارد

آپ کا مقامِ محمود اور آپ کا اسم گرامی محمد ہے ﷺ۔ ایسا بلند مقام اور ایسا میٹھا نام سوائے آپ کے اور کس کا ہے۔

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

حل لغات

وسعتیں، وسعت کی جمع، چوڑائی، گنجائش۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کے دامن مبارک کو خوب وسعتیں بخشی ہیں کہ اگر ہمارے جرم کھلیں بھی تو آپ اپنے دامن مبارک میں چھپالیں گے۔

میدان حشر کا جس طرح منظر احادیث مبارکہ میں ہے فقیر نے بھی اسی شرح حدائق میں مفصل بیان کیا ہے اور اپنی تصنیف منظر شفاعت میں تو مفصل سے مفصل تر عرض کیا ہے۔ ایسے حال میں اس کریم ﷺ کا یہ حال ہوگا کہ امت کو گرم ہوا تک لگنے نہ دیں گے بلکہ اپنے قریب تر مقامِ محمود کے سامنے اونچے ٹیلوں پر جگہ دلوائیں گے یہ دامن محبوب ﷺ وسعت نہیں تو اور کیا ہے۔

احادیث ملاحظہ ہوں

صحیح بخاری شریف وصحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

نحن الاخرون السابقون یوم القیمة. (بخاری)

امام مسلم کی روایت اس سے یوں زائد ہے کہ

ونحن اول من یدخل الجنة

ہم (زمانے میں) پچھلے اور قیامت کے دن (ہر فضل میں) اگلے ہیں اور ہم سب سے پہلے داخلِ جنت ہوں گے۔

اسی میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ امم سابقہ کی نسبت فرماتے ہیں

هم تبع لنا يوم القيمة نحن الاخرون من اهل الدنيا ولاولون يوم القيمة المقضى لهم قبل الخلائق

وہ قیامت میں ہمارے توابع ہوں گے ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت میں پیشی رکھیں گے تمام جہان سے پہلے ہمارے ہی لئے اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا۔

دارمی عمرو بن قیس ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان الله تعالىٰ ادرک بى الاجل المرحوم واختصر لى اختصارا فنحن الاخرون ونحن السابقون يوم القيمة وانى قائل قولا غير فخر ابراهيم خليل الله وموسىٰ صفى الله وانا حبيب الله ومعى لواء الحمد يوم القيمة.الحديث

جب رحمت خاص کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لئے کمالِ اختصار کیا ہم ظہور میں پچھلے اور روزِ قیامت رتبے میں اگلے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر و ناز کو دخل نہیں۔ ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسیٰ اللہ کے صفی اور میں اللہ کا حبیب اور میرے ساتھ روزِ قیامت لواء الحمد ہوگا۔

فائدہ

اس کی شرح میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ ''قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اختصرلى اختصارا'' فرماتے ہیں یعنی مجھے اختصار کلام بخشا کہ لفظ ہوں اور معنیٰ کثیر یا میرے لئے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

فائدہ

میرے لئے امت کی عمریں کم کیں کہ مکار دنیا سے جلد خلاصی پائیں، گناہ کم ہوں نعمت باقی تک جلد پہنچیں یا کہ میرے غلاموں کے لئے پل صراط کی راہ کہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کوند گئی۔ ''كما فى الصحيحين من ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه'' یا یہ کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لئے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے ''كما فى حديث احمد وابى يعلى وابن جرير وابن عدى والبغوى والبيهقى عنه رضى الله تعالىٰ عنه'' یا یہ کہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمت گاری میں میرے اصحاب

پر منکشف فرما دیئے یا یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کردی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہولیا یا یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے محدود ورقوں میں تمام اشیائے گذشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں اس سے زیادہ اور کیا اختصار متصوز ہوگا کہ شرق وغرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرمادیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والے ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں

کانما انظر الی کفی ھذہ جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں

"کمافی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عند الطبرانی و غیرہ" یا یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

"کمافی حدیث الاجراء فی الصحیحین قال ذالک فضلی اتیہ من اشاء"

یا اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ طویلہ تھے ان سے اُٹھالئے پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب ثواب میں پوری پچاس۔

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

حل لغات

لو (اردو) اس کے کئی معانی ہے، خطاب، لو ادھر دیکھو یہاں یہی معنی ہے، تعجب لو کیا سے کیا ہوگیا، استفسار، لو سچ کہو کہ تو نے اسے کیا کہا، تنبیہہ لو اس کا نتیجہ دیکھ لیا، تزئین کلام لو آؤ خدا کو مانو۔ خرمن کھلیان، اناج کا ڈھیر۔

شرح

اے مجرموں دیکھو ہمارے غمگسار نبی تشریف لائے ہیں اب ہم اگر چہ کتنے ہی جرائم کے قیدی ہیں لیکن ہمارے ہاں مسکراتے تشریف لا رہے ہیں اور تشریف لاتے ہی ہمارے گناہوں کی کھلیان پر بجلی گرا کر انہیں نیست و نابود فرمائیں گے۔

فائدہ

اس میں امام احمد رضا محدث بریلوی نے شفاعت کبریٰ کے بعد کا ذکر فرمایا ہے جو خالص اہلِ ایمان کے لئے ہوگی۔ دوسرے مصرعہ میں خرمن عصیاں پر بجلی گرانے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

احادیث صحیحہ میں طالبین شفاعت کے لئے صریح لفظ ''مومنون'' ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ''یجمع المومنون الخ''(بخاری شریف جلد۲صفحہ۱۱۰۸) میں ہے ''یحبس المومنون الخ''

سوال

اسی بخاری شریف میں طالبین شفاعت میں لفظ ''الناس'' عام کا مخصص ہے جیسا کہ علم اصول میں ہے۔

جواب

فتح الباری شرح بخاری صفحہ ۱۹۶ پارہ ۲۷ میں قاعدہ لکھا ہے کہ تفصیل و تصریح اور اجمال ابہام کا بیان ہوئی ہے چنانچہ ان کی عبارت ملاحظہ ہو

بان هذا الذى وصف من كلام اهل الموقف كله يقع عند نصب الصراط بعد تساقط الكفار فى النار

اہلِ موقف کی یہ گفتگو کفار کے جہنم میں گر چکنے کے بعد صراط کے نصب کے وقت واقع ہوگی

لطیفہ

شفاعت کی طلب کفار کو سرے سے ہوگی ہی نہیں اور یہ طلب بھی اہل ایمان کو نصیب ہے۔

یاد رہے کہ آج دنیا میں جسے شفاعت کا انکار ہے وہ بھی کفار کے زمرہ کے میں شامل ہوکر جہنم رسید ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من کذب بالشفاعة فلا نصیب (فتح الباری صفحہ ۱۹۰،جلد ۲۷ قال اخرج سعید بن منصور وبسند صحیح)

جو شفاعت کو جھٹلاتا ہے شفاعت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

وھابی دیوبندی جواب دیں

تقویۃ الایمان مصنفہ شاہ اسماعیل دہلوی میں متعدد مقامات پہ شفاعت کا صاف انکار مذکور ہے مثلاً حضور اکرم ﷺ کے لئے لکھتا ہے میں آپ ہی ڈرتا ہوں دوسروں کو کیا بچاسکوں گا۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳)

اللہ تعالیٰ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔

اسی طرح کی متعدد عبارات تقویۃ الایمان میں موجود ہے۔ ہمارا سوال ہے کہ تقویۃ الایمان کی عبارات مذکورہ تمہارے نزدیک ق اور مبنی برصواب ہیں تو تم بھی منکرینِ شفاعت کے زمرے میں ہو اگر یہ عبارات مبنی برخطاء ہیں تو صاف اقرار کرو۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا سراسر موم ہو یا سنگ ہوجا

آنکھ کھولو غمزدہ دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے

حل لغات

آنکھ کھولنا، جاگنا، ہوشیار ہونا، ہوش سنبھالنا۔ گریاں، روتا ہوا۔ لوح، لکھنے کی تختی، پتھر کی چوڑی، سل۔ نقش، چھاپ، مہر۔

شرح

اے مجرمو ہوش میں آؤ وہ دیکھو تمہارا آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ گریہ فرماتے ہوئے تشریف لائے ہیں اب تمہارے دلوں پر گناہ کی چھاپ مٹا کر رکھ دیں گے۔

اھل سنت کو مبارک

یہ مژدہ شفاعت بھی حضور اکرم ﷺ ان خوش قسمت لوگوں کے لئے سنائیں گے جو دنیا میں آپ کی شفاعت اور وسیلہ کے قائل ہوں گے منکرین شفاعت اور منکرین وسیلۂ رسول ﷺ کو محرومی ہی ہوگی (ان شاءاللہ) شفاعت کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے شارح بخاری امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری صفحہ ۱۹۹ پارہ ۲۷ میں لکھتے ہیں کہ

وفیہ ان الناس یوم القیمۃ یستصحبون جاء ھم فی الدنیا من التوسل الی اللہ فی حوا ئجھم بانبیائھم والباعث علیٰ ذلک الالھام

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت میں لوگ اس حال میں ہوں گے کہ جو دنیا میں تھا کہ اپنی حاجات میں انبیاء علیہم السلام سے توسل کرتے تھے اور طلب شفاعت کا باعث الہام ہوگا۔

فائدہ

فیصلہ ہی ہوگیا کہ الحمدللہ اہل سنت ہی آج اپنے نبی کریم ﷺ کے وسیلہ کے قائل ہیں اور اپنی حوائج میں آپ ہی کو

یاد کرتے ہیں اور منکرین خود ہی شفاعت سے بے نصیب ہو گئے وہ وسیلہ رسول ﷺ کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ نجدی وہابی اور ہندی وہابی برملا وسیلہ کو شرک کہتے ہیں البتہ دیوبندی وہابی شرماتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ بھی ان کے ساتھی ہیں۔

غمز دوں کو مژدہ

یہ جملہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادِ گرامی کی ترجمانی میں فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذ جاء عیسیٰ فقال یا محمد ھذہ الانبیاء قد جاء تک یسئلونک دعوا اللہ ان یفرق جمیع الامم الی حیث شاء لغم ماھم فیہ. (فتح الباری صفحہ ۱۹۰۶ پارہ ۲۷)

میں منتظر کھڑا ہوں گا کہ میری امت پلصراط پر گزرے اُس وقت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی امت میں حاضر ہوئے ہیں درخواست کرتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ تمام امتوں کو جہاں چاہے متفرق کر دے تاکہ جس غم میں ہیں اس سے نجات ملے۔

سوختہ جانوں پہ وہ پرجوش رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

حل لغات

سوختہ، جلا ہوا، جھلسا ہوا، اندوہگین، یعنی دل سوختہ، دل جلا عاشق، بجھانا، ٹھنڈا کرنا، دھیما کرنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ اب ایسی پرجوش رحمت سے تشریف لائے ہیں کہ آبِ کوثر سے دل جلوں کے جو دل جل گئے تھے اب ان کی ساری آگ کو بجھا دیں گے۔

الکوثر جنت کی وہ نہر ہے جس کی تعریف وتوصیف خود محبوب کریم ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس سے فرمائی اس کے کنارے موتیوں سے بنے ہوئے ہیں اس کی تہ خالص کستوری سے ہے، پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس پر ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں جوان پرندوں کا گوشت کھا لے گا اور اس نہر کا پانی پی لے گا وہ پھر کبھی بھوک اور پیاس محسوس نہیں کرے گا اس کے بعد اس کا پینا محض تلذذ کے طور پر ہوگا نہ کہ بھوک اور پیاس دور کرنے کے لئے۔

دنیا کی نہر اور جنت کی دوسری تمام نہروں کو لفظ نہر سے ہی تعبیر کیا گیا ہے تو اس قاعدہ اور اطلاق و استعمال کی رُو سے اسے بھی لفظ نہر سے ہی تعبیر کیا جانا چاہیے تھا لیکن اسے کوثر کہہ کر واضح فرما دیا کہ دنیا و آخرت کی کسی نہر کو اس نہر سے نسبت نہیں ہے جو میں نے اپنے محبوب کو عطا کی ہے۔ اس نہر کا پانی سب سے زیادہ اس میں منافع اور فوائد سب سے زیادہ اس سے سیراب ہونے والے سب سے زیادہ بلکہ جنت کی تمام انہار کا منبع اور سرچشمہ بھی یہی ہے وہ سب نہر کہلانے میں، جاری رہنے میں، پیاسوں کو سیراب کرنے میں اس کی طرف محتاج ہیں۔ تمام انبیاءِ کرام اور امم سابقہ جن نہروں سے اپنی پیاس اور تشنگی دور کریں گے وہ محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس نہر سے جاری ہوں گی لہٰذا یہ نہر نہر نہیں بلکہ کوثر ہے اس لئے فرمایا

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ (پارہ ۳۰، سورۃ الکوثر، آیت ۱)

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

اسی کوثر سے ایک حوض نکالا جائے گا یہ وہ حوض ہے جو میدانِ محشر میں ہوگا اور گرمی محشر سے گھبرائے ہوئے امتیوں کو حساب و میزان کی ہولناکیوں سے پریشان غلاموں کو اس حوض پر ساقی مئے وحدت کے دست اقدس سے ایک جام ملے گا تو ساری تلخی اور گھبراہٹ کافور ہو جائے گی، دل کو آرام و سکون نصیب ہوگا اور پھر کبھی پیاس نہ ستائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ان موعدکم الحوض وانی لا نظر الیه وانا فی مقامی هذا

میری اور تمہاری ملاقات کا مقامِ موعود حوضِ کوثر ہے اور میں اب اپنے اس مقام پر کھڑا ہونے کے باوجود اس حوض کو دیکھ رہا ہوں۔

ولا نیته اکثر من نجوم السماء

اس حوض پر جو برتن رکھے ہوئے ہیں وہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں

روایاه سواء

اس کے کنارے برابر اور مربع شکل کے ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ لذیذ و شیریں ہے۔

آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
صرصر جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

حل لغات

آفتاب،سورج۔ چراغ،دیا،گیس،لالٹین۔صرصر،آندھی،تیز ہوا۔جھلملانا،چراغ یا ستارے کا کم کم چمکنا۔

شرح

قیامت کے میدان میں حضور اکرم ﷺ کا سورج ہی چمک رہا ہوگا جب کہ دوسروں کے چراغ جوش بلا کی آندھی سے ٹمٹماتے جائیں گے۔

جیسا کہ حدیث شفاعت میں تفصیل گذری ہے کہ خلقِ خدا میدانِ حشر میں جب تمام انبیاء علیہم السلام سے مایوس ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوکھٹ پر جبہ فرسائی کرے گا اور تکمیلِ مدعا و مراد کے لئے عرض پرداز ہوگا لیکن کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے اعزاز اور مقامِ امتیاز کا مالک مجسمۂ عجز نظر آئے گا اور بے بسی کا پیکر بن کر کسی اور کریم کی بارگاہ بے کس پناہ پر حاضری کا مشورہ دیں گے اور فرمائیں گے کہ تم محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دو وہاں جا کر اپنے دامن امید کو پھیلاؤ صرف وہی ذات اقدس ہیں جنہیں مغفرت و بخشش کی بشارت دنیا ہی میں دے دی گئی ہے۔ آج انہیں اپنی ذات کے لئے کوئی خوف و خطر نہیں اور نہ اپنے انجام کا کوئی ڈر ہے اگر تمہارے لئے پناہ گاہ بن سکتی ہے تو اسی کریم کی بارگاہ اگر تمہارا ملجاو ماویٰ بن سکتا ہے تو وہی بیکس پناہ اگر تمہارا دامنِ تمنا ثمرِ مقصود و مراد سے بہرہ ور ہو سکتا ہے تو صرف انہی کے دربارِ گوہر بار پر آج بارگاہ رب جبار و قہار میں صرف وہی زبانِ شفاعت کھول سکتے ہیں، بابِ شفاعت کی کلید صرف انہی کے دست کریم میں ہے اور بیقراروں کے لئے آرامِ جان صرف انہی کی کلام راحت نشان ہے۔

جب سب اہل محشر اس کریم کے درِ اقدس پر اپنی زبوں حالی اور کسمپرسی کی داستانِ غم اور حکایت رنج والم زبان بے زبانی سے عرض کریں گے تو محبوبِ خدا، محمودِ خدا، امام الانبیاء، فخر الاولین والآخرین ﷺ فرمائیں گے ''انا لھا'' شفاعت کے لئے تو میں ہی تھا یہ تو حصہ ہی میرا تھا تم کہا بھٹکتے رہے ہو؟ اور کہاں ٹھوکریں کھاتے پھرے ہو وہ مجرموں اور عاصیوں کا سہارا بن کر ان کے لئے پیغامِ امن و راحت بن کر بارگاہ رب العالمین میں سجدہ ریز ہو کر حمد و ثناء کے پھول، تسبیح و تہلیل، تکبیر و تحمید کے جواہر بارگاہ کبریاء میں پیش کریں گے عجز و نیاز کا پیکر بن کر اللہ تعالیٰ سے اہلِ محشر کے لئے شفاعت کے طلبگار ہوں گے۔

آفتابِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ فتوحاتِ مکیہ شریف میں لکھتے ہیں کہ مقامِ محمود قیامت میں مرکزی مقام ہے بلکہ تمام اسماءِ الٰہیہ کی نظارہ گاہ ہے اور وہ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ سے خاص ہے اور بابِ شفاعت سے کھلے گا

اے ذات تو در دو کون مقصود وجود　　　نام تو محمد و مقامت محمود

اے محبوب ﷺ آپ دونوں جہانوں اور جملہ آکوان کے مقصود ہیں آپ کا نام مبارک محمد اور آپ کا مقام محمود ہے (ﷺ)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

مقام محمود مقامیست که ستوده شود صاحب وبزبان همه کس رشك بروند برئے همه خلائق و آن مقام قرب وشفاعت است که تمام عالمیان حیران و سرگران باشند وهیچکس از انبیاء ورسل از هیبت و دشت دم نتواں زد وسربالا کرد پس آنحضرت ﷺ درسراپردۂ عزت در آید وایں رابکشاید

مقامِ محمود وہ مقام ہے کہ جس کا مالک ہر شخص کے نزدیک قابلِ ستائش ہوگا اور تمام مخلوق انہیں نگاہِ رشک سے دیکھے گی اور مقامِ محمود مقامِ قرب و شفاعت ہے کہ جب تمام جہان والے حیران و سرگرداں ہوں گے اور انبیاء و رسل میں سے کوئی بھی ہیبت و دہشت کی وجہ سے دم نہ مار سکے گا اور اپنا سر بلند نہ کر سکے گا تو اسی مقام کے مالک آنحضرت ﷺ سراپردۂ عزت وجلال میں حاضر ہو کر دروازۂ شفاعت کھولیں گے۔

ونیز آمده است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم رابرعرش بنشانند
وخلعت خاص از حله خضراء بپو شانند واذن دهند که هرچه
خواهد بگوید وهر چه رضائے اوست بخواهد آں روز معلوم شود که
مقامِ محمدی چیست وصدر وسلطان آں مجلس ومعرکه کیست؟
درمقامے که صدارت به بزرگاں بخشند
چشم دارم که بجاه از همه افزوں باشی

اور روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو عرشِ عظیم پر بٹھایا جائے گا اور خلعت خاص حلۂ سبز زیب تن کرایا جائے گا اور اجازت دی جائے گی کہ جو چاہیں کہیں اور جو پسند کریں طلب کریں اس دن معلوم ہوگا کہ مقامِ محمدی کیا ہے اور اس مجلس و معرکہ کا صدر و سلطان کون ہے؟

امروز جائے ھر کس پیدا شود زخوباں　　　　کاں ماہ مجلس آرا اندر صدارت آید

پائے کو ہاں پل سے گزریں گے تری آواز پر
ربِ سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

حل لغات

کوہان، اونٹ کی پیٹھ کی بلندی، بیل کا اونچا کندھا۔

شرح

اے حبیب پاک ﷺ آپ کی آواز پر ہم تو ان شاءاللہ تعالیٰ پل صراط پر اونچی پرواز سے گزریں گے بلکہ آپ کی ربِ سلم کی پکار پر تو ہم وجد میں ہی آجائیں گے۔

پل صراط پر وجد

یہ امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشق نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلم کی برکت کا اظہار فرمایا یہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پلصراط پر سب سے پہلے خود حضور اکرم ﷺ قدم رکھیں گے اور آپ کے پیچھے آپ کی امت ہوگی آپ گذرتے وقت رب سلم کی پر درد دعا فرمائیں گے تو سننے والے وجد میں آجائیں گے یہ سب کو معلوم ہے کہ جب محبّ محبوب کی آواز سنتا ہے اسے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی۔

یاد رہے کہ پل صراط کے طول کی تین ہزار سال کی چڑھائی ہے اور ایک ہزار سال برابر پھر ایک ہزار سال نیچے اترنا ہوگا۔ اس کی صورت یوں ہے۔

جب امت مصطفیٰ ﷺ گذر جائے گی اس کے بعد انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کو لے کر چلیں گے حضور اکرم ﷺ کی امت کے گزر جانے کے بعد سب سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کو لے کر چلیں گے اسی طرح ہر نبی علیہ السلام باری باری اپنی امتوں کو لے کر پلصراط سے گزریں گے سب سے آخر میں نوح علیہ السلام اپنی امت کو لے کر گزریں گے پل صراط کے سرے پر جبریل علیہ السلام اور درمیان میں میکائیل علیہ السلام کھڑے ہوں گے ہر ایک سے دو سوال کرتے رہیں گے کہ دنیا میں زندگی کیسے گزاری اور کیا کیا عمل کئے۔

پل صراط جہنم کی پشت پر بصورت مسطورہ بالا بچھی ہوئی ہے

اذق من الشعرۃ وواحد ہ من السیف　　　　بال سے باریک تر اور تلوار سے تیز تر

اس کے صرف دوراستے ہی ہوں گے دائیں بائیں۔ دائیں راستے پر مومن چلیں گے جس کا منتہی جنت ہے اور بائیں راستہ پر کافر چلیں گے ان کا گرنا ہی جہنم ہوگا۔

عبور کرنے کا طریقہ

پل صراط پر بعض کا عبور مختلف طریقوں سے ہوگا بعض تو برق رفتار ہوں گے بعض ہوا کی طرح گزریں گے بعض کی پرواز پرندوں جیسی ہوگی بعض کی رفتار آدمی کی طرح لیکن دھکے دھکے سے بعض الٹے سر چلیں گے۔ (معاذاللہ)

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتوانوں کی خبر
نفس وشیطان سیدا کب تک دباتے جائیں گے

حل لغات

سرورِ دیں، دین کے سردار حضور اکرم ﷺ۔ ناتواں، عاجز۔ سیدا، اے سردار نبی پاک کو التجاء وعرض کے طور خطاب۔ دبانا، نقصان دینا وغیرہ۔

شرح

اے حضور سرورِ دین عالم ﷺ اپنے عاجز غلاموں کی خبر لیجئے اے میرے سردارِ کریم ﷺ نفس و شیطان کب تک ہمارا نقصان کرتے رہیں گے۔

اس شعر میں نفس و شیطان کی شرارت کی شکایت بارگاہِ حبیب ﷺ میں پیش کی ہے کیونکہ آپ ہی جملہ عالمین کے مرشد کامل ہیں اوران دوموذی دشمنوں سے نجات مشکل ہے جب تک مرشد کامل کی نگاہ نہ ہو۔ حضرت مولانا محمد یار بہاولپوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سرائیکی زبان میں اس مضمون کو یوں ادا فرمایا

پیردے ہتھ وچ ہتھ کوں ڈیکر نفس دی بانھہ مروڑ
تاں توں ھلک تھیویں

یعنی مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نفس کا بازو مروڑ (مٹادے) تا کہ تجھے مقامِ فنا نصیب ہو۔

نفس وشیطان کی شرارت

ان کی شرارت نے بیشمار زاہدوں کو تباہ کیا۔ اسی لئے بار بار امام احمد رضا قدس سرہ ان کی شرارت کا ذکر فرماتے ہیں منجملہ ان کے برصیصیا کا قصہ ملاحظہ ہو۔

برصیصیا کا قصہ

بعض مفسرین نے کہا کہ اس سے بنی اسرائیل کا برصیصیا مراد ہے اس کا واقعہ یوں ہے کہ دورِ فترت میں اس نے گرجا (عبادت خانہ) بنا رکھا تھا۔ اس میں ستر سال عبادتِ الٰہی میں مشغول رہا۔ شیطان اس کے گمراہ کرنے سے عاجز آ چکا کوئی چارہ نہ رہا۔ ایک دن گروہ شیاطین کو جمع کرکے کہا کوئی تم میں سے ایسا ہے جو اسے گمراہ کرلے ایک نے دم مارا یہ کہہ کر برصیصیا کے گرجا میں راہبوں کی شکل بنا کر چلا گیا اور کہا مجھے اپنے ساتھ رہنے دیجئے میں بھی تنہا عبادتِ خداوندی میں مشغول ہونا چاہتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا تمہارا میرے ساتھ کیا سروکار تیرے ساتھ رہنے میں میری عبادت میں خلل آئے گا کیونکہ وہ دس دن تک مسلسل نماز میں گزار دیتا اور ساتھ روزہ بھی رکھتا دس دن افطار (روزہ نہ رکھتا) کرتا شیطان نے گرجا کے باہر نماز شروع کردی اور چالیس روز تک کھائے پیئے بغیر مسلسل نماز میں رہا۔ برصیصیا کو اس کی یہ ادا پسند آ گئی ایک سال یکجا گزار کر شیطان نے کہا کہ میرا ایک اور ساتھی ہے میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے سمجھا کہ آپ اس سے بڑھ کر ہوں گے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے اسی لئے اب یہاں میرا رہنا میری عبادت کی مشغولی میں کمی کا خطرہ ہے۔ برصیصیا نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے جدا ہو لیکن شیطان بضد تھا۔ برصیصیا کو اس کی عبادت کا طریقہ کار پسند آیا بہت بڑی منت سماجت کی لیکن شیطان نہ مانا کہا میں نے لازماً جانا ہے البتہ تجھے ایک گُر سکھا دوں جس سے اللہ تعالیٰ ہر بیماری بالخصوص جنون، دیوانگی اور دیگر عسیر العلاج بیماریاں اس دعا کی برکت سے شفاء بخشے گا اور یہ کام تیری ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے کیونکہ بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع دے۔ برصیصیا نے کہا یہ کام میرے بس سے باہر ہے لیکن شیطان نے خوب سبز باغ دکھا کر منوالیا اور وہ دعا سکھا کر الوداع کی۔ ابلیس کے پاس پہنچ کر کہا کہ میں نے برصیصیا کو ہلاک کرڈالا (قابو میں لے لیا) اور اپنی کاروائی سنائی۔ اس کے بعد ایک شخص سے وہی کیا جو جنات کرتے ہیں پھر خود طبیب بن کر اس کے گھر والوں کے پاس اس کے علاج کے لئے پہنچ گیا۔ معمولی دیکھ بھال کے بعد کہا اس کا علاج برصیصیا کے پاس ہے اس کی دعا سے یہ ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ اس پر دیو کا اثر ہے اور وہ میرے قابو میں نہیں آ سکتا وہ لوگ اس جوان کو برصیصیا کے پاس لے گئے۔ برصیصیا نے دعا کی تو اُسے آرام ہو گیا۔ پھر اُس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ کی لڑکی پر جنون و دیوانگی ڈال دی وہ شہزادی حسن و جمال میں پری پیکر اور دنیا بھر میں اپنی مثال خود تھی۔ اس کے تین بھائی تھے شیطان بصورت ڈاکٹر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گیا اسے دیکھ کر کہا اس پر دیو کا اثر ہے اور ہے بھی سرکش میرے قابو میں نہیں آسکے گا البتہ میں تمہیں ایک شخص کا نام بتادوں اگر وہ دعا کرے تو شہزادی تندرست ہو سکتی ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ

شخص کون ہے کہا برصیصیا۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مستغنی ہے کسی کے پاس آتا جاتا نہیں۔ شیطان نے کہا اس کی آسان صورت یہ ہے کہ اس کی عبادت گاہ (گرجا) کے ساتھ شہزادی کا کمرہ تیار کریں اور برصیصیا سے کہیں کہ یہ آپ کی امانت ہے اس پر نظر کرم فرمائیے شفایاب ہوجائے گی تو آپ کو اجر عظیم ملے گا۔ ایسے کیا گیا شیطان نے برصیصیا کے پاس پہنچ کر وسوسہ ڈالا کہ ایسی حسن و جمال کی پری پیکر پھر کہاں اس سے جماع کرلے تو پھر توبہ کرلینا رحمت حق وسیع اور توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ برصیصیا پر شہوت کا بھوت سوار ہوا شہزادی سے جماع کیا تو وہ حاملہ ہوگئی برصیصیا اس سے سخت پریشان ہوا۔ شیطان دوست کی صورت میں آیا اسے تمام ماجرا سنایا تو شیطان نے کہا یہ کام آسان ہے شہزادی کو قتل کرکے کمرہ کے باہر کہیں دفن کردے اس کے ورثاء آئیں تو کہہ دینا کہ اسے دیو لے گیا۔ بد بخت برصیصیا نے وہی کیا چند دنوں کے بعد شہزادی کے بھائی آئے پوچھا تو وہی کہہ دیا۔ انہوں نے برصیصیا کی بات کو مان لیا گھر واپس گئے شیطان مسلسل تین بار خواب میں آیا اور برصیصیا کی تمام کہانی بتادی اور مدفونہ شہزادی کے دفن کی نشاندہی بھی کردی۔ تینوں بھائی آئے اور شہزادی کو مدفن سے نکال کر برصیصیا کو گرفتار کیا اس کے گرجا کو تباہ و برباد کرکے اسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ کو حال سنایا تو اس نے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ پھانسی پر لٹکانے سے پہلے برصیصیا کے پاس شیطان نے آکر کہا یہ تمام کاروائی میں نے کی ہے اگر اب میرا کہا مان لے تو تیری جان کی رہائی ہوسکتی ہے وہ یہ کہ تو مجھے سجدہ کرلے۔ برصیصیا نے سجدہ کیا تو ایمان گیا پھانسی پر لٹکا تو جان گئی آخر میں شیطان نے کہا "انا بریءٌ" (میں تیرے سے بیزار ہوں) (روح البیان سورۃ الحشر)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

حل لغات

مولیٰ، مالک حضور اکرم ﷺ۔ دھوم ڈالنا، غل مچانا، ہنگامہ برپا کرنا، شہرت و افواہ۔

شرح

تا قیامت ہم اپنے نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف کے چرچے کریں گے جیسے فارس کے قلعے ولادت کے وقت گر پڑے اب ہم نجد کے قلعے گرائیں گے یعنی ان کے انکار کے قلعوں کو ذکر رسول ﷺ سے مٹا کر رکھ دیں گے۔

فراست رضوی

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی فراست سے مستقبل کو تا قیامت واضح فرمایا کہ نجدی، وہابی، دیوبندی جتنا ہی زور لگائیں لگالیں لیکن ہم سنی (جماعت) تا قیامت میلادِ مصطفیٰ ذکر حبیب اللہ کے نہ صرف چرچے کرتے رہیں گے بلکہ ان کے مضبوط قلعے (جوانہوں نے میلاد شریف اور ذکر رسول ﷺ کے مٹانے کے لئے کر رکھے ہوں گے) مٹاتے رہیں گے یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی فراست نہیں تو اور کیا ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے محافل میلاد و مجالس ذکر رسول (ﷺ) نت نئی آن بان اور محبوبی شان کے ساتھ اجاگر ہوتی جارہی ہیں۔ پہلے یہ محافل و مجالس محلوں تک محدود تھیں اب ویرانوں جنگلوں تک پھیل گئی ہیں۔ پہلے صرف غریبوں اور مسکینوں کے جھونپڑوں میں ان کا انعقاد ہوتا تھا اب امراء، وزراء اور بڑی کوٹھی اور اونچے بنگلوں میں سجائی جارہی ہیں۔

روکنے والوں نے بھی حد کردی کبھی اسے کنھیا کے جنم سے تشبیہ دی کبھی اس پر بدعت و کفر کے ڈوگر برسائے اور کبھی اس کی خوشی کو شیعہ کے ماتم سے ملایا کبھی اس کی بارہویں تاریخ سے اختلاف وغیرہ وغیرہ لیکن ہر دور میں ان کا زور ٹوٹتا رہے گا خودمٹ جائیں گے لیکن ذکر رسول ﷺ ہر روز نئی آن اور بڑی شان سے ہوتا رہے گا۔

اسلاف صالحین رحمۃ اللہ علیھم اور میلاد شریف

ہمارے اسلاف رحمھم اللہ تعالیٰ نے ماضی میں ذکر میلاد پر لازوال (ماضی) ہمیشہ رہا کہتے آئے چنانچہ نمونہ کے دو چار عبارات زینت قرطاس کرتا ہوں

لا زال اهل الاسلام من سائر الاقطار والمدن الكبار يعلمون المولد .(سیرت حلبیہ صفحہ ۸۰)

ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے بڑے شہروں میں محافلِ میلاد کا انعقاد کرتے رہے ہیں۔

صاحب جواہر البحار علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ محافل میلاد کا منعقد کرنا جہاں تبلیغ دین اور شوکت اسلام کا اظہار ہے وہاں پر منکرین میلاد کے لئے بھی بغض کا باعث ہے چنانچہ فرماتے ہیں

وفيه اغاظة الكفرة والمنافقين — صرف منافقین اور کفار ہی محفل میلاد سے بغض رکھتے ہیں

حرم کعبہ مکہ مکرمہ میں ہمیشہ میلاد شریف ۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا رہا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں جب سے موجودہ نجدی سعودی قابض ہوئے ہیں اس وقت سے نہ صرف حرمین طیبین مکہ مکرمہ اور مدینہ کے احترام واجلال کو تباہ کیا گیا ہے، مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور صحابہ کبار کی قبروں اور مزارات مقدسہ کو حذفِ بربریت بنایا گیا بلکہ چودہ سو سال سے مکہ شریف میں منعقد ہونے والی نورانی محافلِ میلاد کو بھی بند کردیا گیا ورنہ اس سے پہلے تو تمام اہلِ مکہ ۱۲ ربیع الاول کی رات کو

کعبۃ اللہ شریف میں جمع ہو کر نبی کریم ﷺ کا میلاد مناتے تھے۔

چنانچہ علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اھل مکة یذھبون الیه کل عام لیلة المولد ویختطفون بذلک اعظم من احتفال بالاعیاد.

(جواہر البحار صفحہ ۱۱۲۲)

اہل مکہ ہر سال عید میلاد کی رات نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت میں حاضر ہوتے اور عیدوں سے بڑھ کر محفل کرتے۔

فائدہ

سلف اور خلف میں محافلِ میلاد کا انعقاد نہ صرف معمول رہا بلکہ لاکھوں برکات کا موجب بھی رہا چنانچہ منکرین میلاد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام پر اپنی سیاسی اور مذہبی دکان چمکانے کے باوجود ان کے میلاد شریف سے متعلق عقائد اور عمل پر بڑی سنگ دلی سے پردہ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی بھی اکابر اسلاف کی طرح محفل میلاد کو اپنا معمول اور وظیفہ رکھتے تھے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ان احادیث مقدسہ کا مجموعہ مرتب فرمایا جو فخر کون و مکاں نے خواب میں مشرف فرماتے ہوئے زبانِ وحی ترجمان سے ارشاد فرمائیں اس مجموعہ میں اپنے والد ماجد کا وہ مشہور واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی فرماتے ہیں میں ہر سال عید میلاد کے مبارک موقع پر حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں کھانے پکا کر تقسیم کیا کرتا مگر ایک سال کچھ میسر نہ ہوا تو میں نے صرف بھنے ہوئے چنے ہی تقسیم کر دیئے تھے مگر جب رات کو جمالِ جہاں آراء اور حسن ازل روئے انور اور جمالِ مصطفیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا تو حضور کی بارگاہ میں وہی چنے موجود دیکھے اور حضور اکرم ﷺ اس پر خوشی کا اظہار فرما رہے تھے۔ (درثمین فی مبشرات نبی الامین صفحہ ۸)

مکہ معظمہ میں عید میلاد النبی ﷺ

روزِ پیدائش حضور اکرم ﷺ مکہ میں بڑی خوشی منائی جاتی ہے۔ اس کو عید یومِ ولادتِ رسول اللہ کہتے ہیں اس روز جلیبیاں بکثرت بکتی ہیں، حرم شریف میں حنفی مصلے کے پیچھے مکلّف فرش بچھایا جاتا ہے، شریفِ مکہ اور کمانڈر حجاز مع اسٹاف کے لباس فاخرہ زرق برق کا پہنے ہوئے موجود ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی جائے ولادت پر جا کر تھوڑی دیر نعت شریف پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ حرم شریف سے مولد النبی تک دو رویہ لالٹینوں کی قطاریں روشن کی جاتی ہیں اور راستے میں جو مکانات اور دکانیں واقع ہیں ان پر روشنی کی جاتی ہے۔ جائے ولادت اُس روز بقعۂ نور بنی ہوئی ہے جاتے

وقت ان کے آگے مولودخوان نہایت خوش الحانی سے نعت شریف پڑھتے چلے جاتے ہیں۔۱۱ ربیع الاول بعد نمازِ عشاء حرم محترم میں محفلِ میلاد منعقد ہوتی ہے۔۲ بجے شب تک نعت، مولوداور ختم پڑھتے ہیں اور اس رات مولد النبی پر مختلف جماعتیں جاکر نعت خوانی کرتی ہیں۔۱۱ ربیع الاول کی مغرب سے ۱۲ ربیع الاول کی عصر تک ہر نماز کے وقت ۲۱ توپ سلامی کی قلعہ جیاد سے ترکی توپ خانہ سر کرتا ہے ان دنوں میں اہلِ مکہ بہت جشن کرتے ہیں نعت پڑھتے اور کثرت سے مجالسِ میلاد منعقد کرتے ہیں۔(ماہنامہ طریقت لاہور، جنوری ۱۹۱۷ء صفحہ ۲، ۳)

مکہ معظمہ کی تقریب میلاد

گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے درودیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اُٹھے جب کہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارک باد دینے لگے۔مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلٰی پر ادا کی۔نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی پھر تمام وزراء اور ارکانِ سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیانِ شہر بھی شامل تھے نبی کریم ﷺ کے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام واحتشام کے ساتھ مولد النبی ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔قصرِ سلطنت سے مولد النبی ﷺ تک راستے میں یہ دورویہ اعلیٰ درجے کی روشنی سے کا انتظام تھا اور خاص کر مولد النبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشکِ جنت بنا ہوا تھا۔زائرین کا مجمع وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہوگیا اور ایک شخص نے نہایت موثر طریقے سے سیرتِ احمد یہ بیان کی جس کو تمام حاضرین نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی تھی اور اس یومِ سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی۔اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلابِ عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وخلاصۃ الموجودات تھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔آخر میں فاضل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محفوظ ہوئے اس سے فارغ ہوکر سب نے مقامِ ولادت کی ایک ایک زیارت کی پھر واپس ہوکر حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیانِ میلاد سننے کے لئے جمع ہوگئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصافِ نبی کریم ﷺ بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے

اور اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد (ماخوذ از اخبار ''القبلۃ'' مکہ مکرمہ)

انتباہ

سابق دور میں سب سے بازی لے گیا شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جسے آج کل مشرک گر بدترین بادشاہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہنوئی تھا اور صلاح وتقویٰ وطہارت میں صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دوقدم آگے تھا اس کا مختصر سا تعارف یاد رکھئے۔ سلطنت چلانے کے لئے اپنا مشیر کار سیدنا شہاب الدین سہروردی (بانی سلسلہ سہروردیہ) کو منتخب کیا تھا جس کی سلطنت میں حرام کاری کا تو تصور تک نہ تھا وہاں خلافِ اولیٰ اور مکروہ تنزیہی کو بھی جگہ نہ ملتی تھی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''شاہ اربل کا تحفہ میلاد''

نوٹ

فراستِ رضوی تائیدات اگلے شعر میں ملاحظہ ہوں

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حل لغات

خاک، مٹی، راکھ۔ عدو، دشمن۔ دم، جان، روح، سانس۔

شرح

دشمنانِ دین بالخصوص منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ جل کر راکھ ہو جائیں ہم تو جب تک جان میں جان ہے حضور سرورِ عالم ﷺ کا ذکر مبارک سناتے رہیں گے۔

خدا اہل سنت کو آباد رکھے محمد (ﷺ) کا میلاد ہوتا رہے گا

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انعقادِ محفلِ میلاد کے لئے ایک بہترین دلیل قائم فرمائی وہ یہ کہ جب زمانۂ ولادت شریف کا قریب آیا تمام ملک وملکوت میں محفلِ میلاد تھی، عرش پر محفل

میلاد، ملائکہ میں مجلس میلا دہورہی تھی۔ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں، دولہا کا انتظار ہورہا ہے، جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے، سبع سماوات میں عرش وفرش پر دھوم ہے۔

ذرا انصاف کرو تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر جس کا مدت سے اسے انتظار ہو کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا؟

وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادتِ محبوب کے پیش خیمے تیار فرمارہا ہے اب وقت ایا ہے کہ وہ مراد المرادین ظہور فرمانے والے ہیں یہ قادر علی کل شئی کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیاطین اب بھی جلتے ہیں ور ہمیشہ جلیں گے غلام تو خوش ہورہے ہیں ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے اس نے بچالیا ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے دو کو بچا سکتا یہ کوئی قوی ہوگا زیادہ سے زیادہ بیس کو بچالے گا یہاں کروڑوں، اربوں پھلنے والے اور بچانے والے وہی ایک

انا اخذ بحجز کم عن النارھم الی

میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم

درود وسلام اے خدا بھیج بے حد بروح محمد وآل محمد ﷺ

علامہ اقبال مرحوم اور مجالس و محافل میلاد

اپنے دور میں علامہ اقبال نے محافل میلاد کے انعقاد کے لئے بھرپور کوشش کی چند نمونے حاضر ہیں۔

۱۹۳۰ء میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجادہ نشین صاحبان، علمائے کرام، مشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف کو منانے کے لئے اخبارات میں مندرجہ ذیل اپیل شائع کی۔

اتحاد اسلام کی تقویت اور حضور سرورِ کائنات احترام واجلال حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیاں مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لئے ۱۲ ربیع الاول کو ہندوستان کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمت قدر کے شایانِ شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔ اس دن ہر ایک آبادی میں عَلَم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندانِ اسلام بلا استثناء اس عَلَم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ کا نقش قدم تلاش کریں گے ان ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی

اطاعت میں جان دیں گے۔

انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ لوگوں کی سیرت کمیٹیاں بنادی جائیں اس دن جمع ہوکر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر قدم پر اسوۂ رسول کی پیروی کریں گے اور ہماری تمام زندگی اور موت اللہ کے لئے وقف ہوگی۔

اس موقع پر جن اکابر اسلام نے حضرت علامہ کا ساتھ دیا ان میں سے چند یہ ہیں

مفتی نثار احمد آگرہ، میاں سر محمد شفیع لاہور، مولانا شوکت علی دہلی، مولانا سید غلام بھیگ نیرنگ انبالہ، پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا سید حبیب لاہور، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد سجاد بہار، مولانا کشفی نظامی، ڈاکٹر شفاعت احمد خان، مولانا غلام مرشد لاہور، مولانا سید علی حائری لاہور وغیرہ۔

حضرت علامہ اقبال نے محفل میلاد النبی میں ایک دفعہ تقریر کی جسے اخبار ''زمیندار'' نے شائع کیا۔ آثار اقبال کے مرتب نے حضرت علامہ کی اس تقریر کو اپنے مختصر نوٹ کے ساتھ ''آثارِ اقبال'' میں شائع کیا وہ نوٹ اور تقریر درجِ ذیل ہے۔

میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے دانش مندانہ غلو سے کام لے کر محض ایک مجموعہ رسوم بنادیا دوسری طرف اس کے مقابلے میں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی ہے جو سرے سے ان محفلوں ہی کو مٹادینا چاہتی ہے۔ حضرت اقبال نے ایک موقع پر اس بات میں جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں وہ اتنی بڑی حد تک معقول ومعتدل ہیں کہ ان کی تقریر کی رپورٹ کو ''زمیندار'' کے صفحات پر ثبت ہے نیز فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے یومِ ولادت سرورِ کائنات کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کرکے لاہور میں اسوۂ رسول روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور کے احترام واجلال کا عَلم بلند کریں کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ ''وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' کی تصویر بن جائے۔

مسلمانانِ لاہور میں ہزارہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور سید عالم ﷺ کے عشق واحترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلالحاظ اختلاف تمام برادرانِ اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور اکرم ﷺ کے پاک نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے ایسی گرم جوشی اور عزم وہمت کے ساتھ کام کریں کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبی کے نام لیوا ''المسلمو کا'' پیکر اور ''جسدِ واحد'' کی تصویر بن جائیں۔

اس اپیل پر حضرت علامہ کے علاوہ جن اکابرین ملت نے دستخط کئے ہیں ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں۔

سید غلام بھیک نیرنگ انبالہ، مولانا غلام فرید مرشد لاہور، مولانا شوکت علی بمبئی، مولانا حسرت موہانی موہان، پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا قطب الدین عبدالوالی لکھنؤ، دیوان سید محمد پاکپتن شریف، مولانا محمد قمر الدین سیال شریف، مولانا فاخر الہ آباد، مولانا سید حبیب "مدیر سیاست" پیر سید فضل شاہ جلالپور شریف، مولانا علی الحائری لاہور، مولانا محمد شفیع داؤدی بہار وغیرہم۔

جون ۱۹۳۱ء میں تحریک یوم النبی کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال نے مسلم زعما اور اکابر ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں اپیل کی وغیرہ وغیرہ تفصیل دیکھئے ندائے اہل سنت لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء

یک نشد دوشد

ایک عرصہ وہابی دیوبندی اور ان کی ذیلی جماعتیں محافل میلاد اور سلام و قیام روتے رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے جلوس بارہ ربیع الاول کا اہتمام خود ان کے ہاتھوں سے کرایا چنانچہ اس کی تفصیل آتی ہے۔ اگر اس کا آغاز اہل سنت میں سے کوئی عالم دین یا کوئی لیڈر کرتا تو مخالفین ممکن ہے اس کی ابتداء میں ہی شور مچاتے لیکن اس مالک عزوجل نے ان کے لیڈروں اور مقتداء کے ذریعہ سے کرایا تاکہ شوریدہ خیال لوگ شور نہ مچائیں۔ جب مکمل طور پر جلوس بارہ ربیع الاول تمام ممالک اسلامیہ پھیل گیا تب یہ لوگ حسب دستور بدعت کے ڈوگر برسانے لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے گلے میں ایسا جلوس کا ہار بنایا ہے کہ جب تک جوتے نہ کھائیں ان کا جلوس اختتام پذیر نہیں ہوتا۔

بارہ ربیع شریف کا جلوس اور وہابی دیوبندی فرقہ کے لیڈر مولوی محمد حیات کوثر نیازی نے لکھا

بات ہے بڑی دلچسپ سب جانتے ہیں مولانا داؤد غزنوی اہل حدیث مسلک کے جید عالم تھے مگر مراسلہ نگار محمد ابراہیم صاحب ناظم آباد فیصل آباد نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے یوم ولادت کو وسیع پیانے پر منانے کی تجویز انہوں نے ہی پیش کی تھی۔ مراسلہ نگار لکھتے ہیں آپ (کوثر نیازی) نے روزنامہ جنگ کی ایک گذشتہ اشاعت میں مولانا داؤد غزنوی امرتسری پر ایک مضمون سپرد قلم کیا تھا جس میں آپ نے مولانا کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی مگر ان کا ایک کارنامہ نظر انداز کر دیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۲۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے مگر مولانا غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار

اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ''احیائے یومِ ولادت سرورِ عالم'' تھا مجلس کے ایک شاعرورکر جناب غلام نبی جانبازؔ نے ایجنڈا تقسیم کیا اور مقررہ تاریخ پر مجلس احرار کے دفتر میں جو نیشنل بینک کے سامنے والی بلڈنگ کی اوپر والی منزل کی بیٹھک میں تھا اجلاس منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی انہوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا صاحبو یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو امتیں قابل ذکر چلی آرہی ہیں مسیحی اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یومِ ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے میں مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمادیں۔ اس پر مباہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلے میں دو چار دن پہلے کچھ علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہوجائیں۔ شیخ حسام الدین نے فرمایا کہ اس کے لئے پوسٹر شائع کرنے اور لاؤڈ اسپیکروں اور دریوں وغیرہ کے لئے اچھی خاصی رقم درکار ہوگی ایک صاحب غالباً اصغر نام تھا کہنے لگے ہم چندہ وغیرہ مانگنے کو تیار نہیں لوگ پہلے بھی ہم کو ''ککڑ خور'' کہتے ہیں۔ آخر چودھری افضل حق کی تجویز منظور ہوئی کہ بینک کے طریقے پر ان خوبصورت رسیدوں پر لکھا تھا ''برائے جشن میلا دالنبی'' اجلاس کی کاروائی سے لاہور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے دفتروں کو مطلع کیا گیا اور ایسا ہی اختیار کرنے کو لکھا گیا۔

عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس

امرتسر انجمن پارک سے نکلا آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ اسپیکروں پر گونج رہا تھا اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں، گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرۂ تکبیر اللہ اکبر اور نعرۂ رسالت یارسول اللہ ﷺ بلند کرتی جارہی تھیں کفار ہیبت زدہ تھے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۱۳ مارچ ۱۹۸۲ءازقلم کوثر نیازی)

فائدہ

اس سے دیوبندیوں وہابیوں کا جلوس کے بارے میں اعتراض کرنا محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے اگرچہ اس جلوس کے دلائل قرآن وحدیث ہے لیکن ان کے اکابر کا عمل ہے اسی لئے انہیں مان لینا چاہیے اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ ''۱۲ ربیع الاول کے جلوس کا ثبوت'' پر دیکھئے۔

نجدیوں سے پہلے کا عرب

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی اپنے دور کی بات لکھتے ہیں

وکنت بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی ﷺ فی یوم ولادتہ والنا س یصلون علی النبی ﷺ ویذکرون ارھا صاتہ التی اظھرت فی ولادتہ ومشاھدۃ قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ. (فیوض الحرمین صفحہ ۲۷)

شاہ صاحب اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ میلا دشریف (ماہِ ربیع الاول) میں مَیں مکہ معظّمہ میں تھا تو ۱۲ ربیع الاول کو لوگ درودوسلام پڑھتے اور ولادت کے وقت معجزات بیان فرماتے میں نے اسی دن ایک بار انوار چمکتے دیکھے۔ (سبحان اللہ)

اس طرح کے کئی واقعات فقیر پہلے سے درج کر آیا ہے۔

سوال

جس دور میں عرب میں میلا دشریف کا زور تھا اسی دور میں ڈاکے، چوریاں بھی زوروں پر تھیں۔

جواب

بھوک کیا کچھ نہیں کراتی لیکن ان کے ڈاکے عجیب طرز کے تھے ایک دیوبندی لکھتا ہے کہ میلا دشریف کے زمانہ میں ڈاکوؤں کے گروہ حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا کرتے تھے۔ حاجی لوگ ان ڈاکوؤں کو سلام کرتے تو وہ جواب نہ دیتے تھے لیکن اگر ڈاکو حاجیوں کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہتے تو پھر اُس قافلے کو نہ لوٹتے اور اگر لوٹنے کے بعد سلام کا جواب دیتے تو لوٹا ہوا مال واپس کردیتے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ السلام علیکم اور علیکم السلام کا مطلب ومعنی سمجھتے تھے جس کے لئے وہ زبان سے سلامتی کے الفاظ کہہ دیتے اس کی جان و مال ہرقسم کی حفاظت کرتے۔ (خدام الدین ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی فراست کا ایک ثبوت خود نجدی ہیں کہ اگرچہ عرب میں سعودی نجدی حکومت کی طرف میلا دشریف کی محافل ومجالس پر قانونی پابندی ہے لیکن بفضلہٖ تعالیٰ وہاں بھی یہ محافل ومجالس نہایت ذوق شوق سے بپا ہوتی ہیں اگرچہ کھلے میدانوں میں نہ سہی گھروں اور نجی مجلسوں میں لیکن مندرجہ ذیل امور زوروں پر اور کھلم کھلا ہیں وہابی دیوبندی نجدیوں کے ریال کا حق ادا کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ وہاں تو غیر شرعی امور اور بدعات نہیں بلکہ قرآن وسنت کا چلن ہے ہمارا ان پر سوال ہے کہ سعودی عرب میں بادشاہوں کی تصاویر اور دیگر تصاویر کی بھرمار ہے یا نہیں اور کیا

یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم وبدعت ہے؟

کیا وہاں ریڈیو، ٹیلی ویژن میں گانا بجانا اور فلموں کی نمائش ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم وبدعت ہے؟

کیا وہاں اسکولوں، کالجوں میں لڑکیوں کی مروجہ تعلیم ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم وبدعت ہے؟

کیا وہاں اسپتالوں میں نرسوں اور ہوائی جہازوں میں ائیر ہوسٹسوں کی بے پردگی اور غیر محرموں سے خلا ملا ہے یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن وحدیث کا چلن ہے یا غیر شرعی رسم وبدعت؟

کیا وہاں بڑی بڑی ذاتی وسرکاری عمارات ومحلات اور تعیّشات وتکلفات ہیں یا نہیں اور کیا یہ خالص قرآن و حدیث کا چلن ہے یا عجمی رسم وبدعت ہے؟

لطیفہ

چونکہ نجدی فقہ میں تا حال میلاد شریف بدعت سیءہ کی زد میں ہے اسی لئے سعودی حکومت کے نمائندے ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ کہیں ایسے مجرم مل جائیں گذشتہ چند سال پہلے کسی مدنی عربی گھر میں محفلِ میلاد منعقد تھی نجدی شرطے اندر چلے گئے تاکہ انہیں گرفتار کریں۔

انہوں نے ان شرطوں کی خوب پٹائی کردی۔ معاملہ سربراہ مملکت نجد تک پہنچا اہل خانہ نے سربراہ مملکت نجدیہ پر سوال اُٹھایا کہ یہ کہاں کی شریعت ہے کہ غیروں کے گھر بلا اجازت چلے جاؤ۔ جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شرابی کے گھر صرف سوراخ سے دیکھ کر مجرم کو سزا دینی چاہی تو اس نے یہی سوال اُٹھایا تو آپ نے مجرم کو معاف کردیا۔ میلاد کرنے والوں کی اس قوی دلیل سے اُلٹا نجدیوں کو معافی مانگنی پڑی۔

نعت ٦١

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

شرح

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں اللہ کا نور ہوں اور تمام کائنات میرے نور سے بنی ہے۔اس کے پیش نظر مطلع میں کہا گیا ہے کہ زمین وآسمان میں جس قدر بھی چمکنے والے ذرے اور ستارے ہیں وہ سب یارسول اللہ ﷺ آپ ہی سے چمک پاتے ہیں اور روشن ہیں۔اے ساری کائنات کو چمکانے والے میرا دل بھی منور کردے اور یہ خطاب ذاتِ باری تعالیٰ سے بھی ہوسکتا ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے لیکن یہ نعت مصطفیٰ ﷺ ہے یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات مراد لینا اگرچہ مراد ہوسکتی ہے لیکن موزوں وہی ہے جو مذکور ہوا۔

یہ شعران جملہ احادیث کا خلاصہ ہے جن میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نور سے جملہ مخلوق نبی کریم ﷺ سے مستفیض ہورہی ہے یہاں تک کہ انبیاء ورسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام بھی۔

اس شعر کا مصرعہ اول حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شعر کا ترجمان ہے

وکلھم من رسول اللہ ملتمس   غرفا من البحر او رشفا من الدیم

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

بعضے عرفا گفتہ اند کہ روح شریف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح میکرد چنانکہ در یں عالم بجسد شریف مربی اجساد وبود و بہ تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل از اجساد۔ (اشعۃ اللمعات)

بعض عرفاء نے اس حدیث پاک کی تشریح میں فرمایا کہ آنخضرت کا روح مبارک عالم ارواح میں منصب نبوت پر فائز تھا اور آپ عالم ارواح میں تمام روحوں کی تربیت فرماتے تھے جیسا کے عالم اجسام میں جسم پاک کے لحاظ سے آپ تربیت فرماتے رہے اور تحقیق سے ثابت ہے کہ ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا فرمایا۔

احادیث مبارکہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وآدم بین الروح والجسد۔ (رواہ الترمذی)

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کب سے ثابت ہے آپ نے فرمایا ابھی آدم روح وجسم کے درمیان میں تھے یعنی روح کا جسم سے تعلق نہ ہوا تھا۔

عن العرباض بن سارية رضى الله تعالىٰ عنه قال عن رسول الله ﷺ انه قال انى عندالله مكتوب خاتم النبيين و آدم لمنجدل فى طينة . (رواہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اُس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم الانبیاء لکھا ہوا ہوں جبکہ آدم اپنے آب وگل میں تھے یعنی ان کا خمیر مکمل ہی نہیں ہوا تھا۔

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

شرح

مثل مشہور ہے کہ آسمان کا بادل زمین کو دیکھ کر نہیں برستا سمندر ہو، کھیت ہو، پہاڑ ہو، ہر جگہ برستا ہے اس شعر میں تمنا کی گئی ہے کہ جب ابر رحمت اچھے بُرے کو دیکھ کر نہیں برستا تو اے رحمت للعالمین ﷺ تو اپنی رحمت کی بارش بُروں اور گنہگاروں پر بھی برسادے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صالح اور نیک لوگ اللہ کے ہیں اور گنہگار میرے یعنی رسول اللہ ﷺ۔

اس شعر میں آیت ذیل کی ترجمانی کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا کیونکہ آپ کائنات کے ہر فرد کے لئے رحمت کا سبب ہیں جس طرح اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کی رحمت پاک کا دائرہ بھی بلا استثناء عالمین کے ہر فرد کے لئے ہے اور یہ بھی بالکل واضح ہے کہ جس طرح ہر فرد عالم اپنی بقاء اور ارتقاء کے لئے رحمت سرورِ عالم ﷺ کا محتاج ہے اسی طرح اپنی ایجاد میں بھی آپ کی رحمت کا محتاج ہے بلکہ ہر ذرہ آپ کی رحمت کی احتیاج رکھتا ہے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں بالخصوص حضرت انسان کی روح تو حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت سے محتاج ہے اس لئے کہ جیسے آدم علیہ السلام ہیں حضور سرورِ عالم ﷺ ابوالارواح ہیں۔

مفسر شہیر حضرت اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ پارہ ۴، سورۃ النساء کی آیت مبارکہ نمبر ۱ "اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جس طرح آدم علیہ السلام کے نفس واحدہ سے تمام انسانوں کو پیدا کیا گیا

فکنا لا رواح خلقت من روح واحد وھو روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکان ھو بالارواح کما کان ادم ابا بشر

اسی طرح تمام ارواح کو بھی ایک روح سے پیدا کیا گیا اور وہ روح محمد ﷺ ہے۔ جس طرح آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اسی طرح محمد ﷺ کی روح مبارک بھی تمام ارواح کے لئے مرتبہ باپ میں ہے۔

اسی اعتبار سے آپ کی رحمت کی تخصیص صرف نیکوں سے نہیں بلکہ بُرے بھی نیکوں کی طرح رحمت کے مستحق ہیں۔

امام احمد رضا اور حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے "بدوں پر برسادے" جیسی تمنا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حکم کی تعمیل کی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں مروی ہے حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہلِ مدینہ منورہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی

فقالت اُنظر واقبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السمآء حتی لایکون بینہ وبین السمآء سقف ففعلوا فمطرا حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفبتق. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۵، زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۶۸)

تو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر جاؤ اور حجرۂ مبارک کی چھت میں ایک سوراخ کردو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان پردہ نہ رہے۔ لوگوں نے حکم کے مطابق کر دیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی یہاں تک کہ زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور اونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ چربی سے پھٹے جارہے تھے چنانچہ اس سال کا نام ہی بہت زیادہ سرسبزی کا سال ہوگیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ چھت میں سوراج کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ جب آسمان قبر انور کو دیکھے گا تو رونا شروع کر دیگا۔

بکت علیھم السمآء والارض

اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ طلب شفاعت کرتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۴۸۸، حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۵)

دائمی حکم

یہ صرف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وقت نہیں بلکہ تا قیامت بدوں رحمت کی بارش ہوتی رہے گی چنانچہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ قاضی زین الدین مراغی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت رشن دان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے وہ قبۂ خضراء مقدسہ کے اسفل میں بجانب قبلہ (جنوب) میں کھول دیئے ہیں اگر چہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی بارش ہو ہی جاتی ہے۔

فائدہ

قاضی زین الدین ابو بکر بن حسین بن عمر عثمانی مراغی المتوفی ۸۱۶ھ نزیل مدینہ نے مدینہ منورہ کے حالات لکھے کتاب کا نام ہے "تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار لھجرۃ" ۷۶۶ھ میں اس کتاب کے مبیضہ سے فارغ ہوئے۔ (کشف الظنون)

علامہ سمہودی المتوفی ۹۱۱ھ اپنے دور کا حال لکھتے ہیں کہ آج کل اہلِ مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ ہے اس کا وہ دروازہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔ (وفا الوفاء)

فائدہ

روشندان کا کھولنا نجدیوں نے بند کیا ورنہ اس سے قبل یہ طریقہ مروج رہا ہاں طریقہ تو بند کر دیا لیکن روشندان کا نشان تا حال باقی ہے چنانچہ گنبد خضریٰ کے زائرین اور نقشہ مطبوعہ کو اب بھی دیکھ سکتے ہیں کہ قبلہ (جنوب) کی جانب اس روشن دان کا نشان تا حال حقیقت کی خبر دے رہا ہے۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

شرح

مدینے شریف کے علاقے اللہ تعالیٰ آپ کو باقی اور سلامت رکھے کیونکہ آپ تو ہم جیسے فقیروں کو پناہ دیتے اور ٹھہراتے ہیں۔

مدینہ پاک کے قیام کی دعا

حضور اکرم ﷺ مدینہ پاک میں تو ہیں ہی لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پھر بھی دعا کر دی یہ ایک محبت کا انداز ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مدینہ پاک سے پیار و محبت ہے اور پیارے کو پیار والی بات پیش کی جائے تو محبوب خوش ہو جاتا ہے۔

مدینہ پاک سے پیار

حضور اکرم ﷺ کو مدینہ پاک سے کتنا پیار تھا اسکے متعلق مندرجہ ذیل روایات ملاحظہ ہوں

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے

اللھم لا تجعل منایا بمکة . (جذب القلوب)

اللہ ہمارے موت مکہ میں نہ ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں اس بات کی طاقت ہو کہ وہ مدینہ شریف میں مرے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینے ہی میں مرے اور جو مدینے میں مرے تو میں یقیناً قیامت والے دن اس کی شفاعت کرونگا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

رمضان المدینة خیر من الف جمعة فیما سواھا من البلدان وجمعة بالمدینة خیر من الف جمعة فیما سواھا من البلدان

یعنی جو رمضان شریف مدینہ شریف میں گزارا جائے اس کا ثواب دوسرے شہروں کے رمضان سے ہزار گنا زیادہ ہے اور مدینہ شریف کے ایک جمعہ کا ثواب بھی دوسرے شہروں کے جمعوں سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

فائدہ

اسی وجہ سے پوری دنیا اور بالخصوص ہندو پاک کے مسلمان ہر سال کوشش کرتے ہیں کہ عمرہ ادا کرنے کے لئے ماہ رمضان میں مدینہ کو جائیں اور یہ مبارک مہینہ مدینہ میں گزاریں اور بفضلہٖ تعالیٰ ماہ رمضان میں عمرہ پر جانے والوں کی

تعداد میں ہر سال اضافہ ہورہا ہے اگرچہ سعودی حکومت کے کارندے ہزاروں روڑے اٹکاتے ہیں لیکن عشاق کب رُک سکتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اول من اشفع له من امتی اهل المدینة واهل مکة واهل الطائف .(طبرانی شریف)

یعنی قیامت والے دن میں اپنی امت میں سب سے پہلے مدینہ والوں کی شفاعت کروں گا پھر مکہ والوں کی پھر طائف والوں کی۔

فائدہ

دیکھئے شفاعت میں اولیت اہل مدینہ کونصیب ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اللهم اجعل بالمدینة ضعفی ماجعلت بمکة من البرکة

اے اللہ تو مدینے میں اس سے دوگنی برکت دے جو تو نے مکہ مکرمہ میں دے رکھی ہے۔

فائدہ

اسی سے علمائے اہل سنت نے استدلال کیا ہے کہ مکہ میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے تو مدینہ طیبہ میں اڑھائی لاکھ۔پچاس وہ جو حدیث میں ہے اور دولاکھ اس دعا کی برکت سے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''محبوبِ مدینہ''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرور تان.(مسند فردوس)

یعنی جس نے مکہ شریف میں آ کر حج کیا پھر میری زیارت کے ارادے سے میری مسجد میں آیا تو اس کے لئے دومقبول حج لکھے جائیں گے۔

نکتہ

حضور اکرم ﷺ جب مدینہ طیبہ پہنچے تو شکرانے پر بکری ذبح فرمائی گویا اظہار مسرت فرمایا کہ الحمد للہ ہم اپنے مدینہ میں بسلامت وعافیت پہنچے گویا امت کو سبق دینا تھا کہ میری آمد پر تمہیں خوشی اور اظہارِ مسرت کرنا چاہیے اس سے علمائے امت نے منکرین میلاد کو جوازِ میلاد کی دلیل پیش کی ہے۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل احادیث میں آپ کا یہ عمل ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے حضورﷺ کے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا لیکن امام موصوف اس کا رد کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عقیقہ تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کر چکے تھے

العقیقة لا تعاد مرة ثانیة فیحل ذالک علیٰ ان امری فعله النبی اظهارا لشکر علی ایجاد الله ایاه رحمة للعالمین وتشریح لامة. (الحاوی للفتاوی، جلد ا صفحہ ۱۹۶)

اور عقیقہ زندگی میں دو بار نہیں کیا جاتا اس لئے آپ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور اکرمﷺ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہر کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کے لئے اسے مشروع بنانے کے لئے بھی آپ نے یہ عمل فرمایا۔ آپ کے دونوں اعمال کو ملاحظہ کرنے والا از کو داس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ دونوں اعمال ولادت کی خوشی میں کئے جب آپ کا مبارک عمل ہمارے سامنے ہے تو اس کے بعد کس کا تقاضا ہے؟

لطیفہ

عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تمام رسل سے افضل ہیں حضور اکرمﷺ سے بھی کیونکہ حضور اکرمﷺ مدینہ میں زیر خاک مدفون ہے اور عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر جلوہ افروز ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارے نبی پاکﷺ کی امت سے محبت اور وفا کی دلیل ہے کہ شب معراج باجودیکہ لامکاں تک پہنچے ”دَنَا فَتَدَلّٰی“ کے مقام سے نوازے گئے لیکن پھر بھی حق تعالیٰ سے عرض کی کہ مجھے واپس زمین پر لُوٹایا جائے تاکہ میری امت کو کوئی گزند نہ پہنچے لیکن اس کے برعکس سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کی خطرناک سازش پر آسمان پر جانے کو ترجیح دی......... اس آخری لطیفہ کی طرف امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی اشارہ فرمادیا کہ اب غریبوں وفقیروں کو نہ صرف ٹھہراؤ نصیب ہے بلکہ امت کے ہر دکھ اور تکلیف کے وقت فریادرسی اور حل مشکلات فرماتے ہیں۔ ایک اعرابی روضۂ رسولﷺ پر حاضر ہوا اور عرض کی

اللهم ان العرب الکرام اذا مات منهم سید اعتقوا علیٰ قبره و ان هذا سید العالمین فاعتقنی علیٰ قبره قال الا صمعی فقلت یا اخاالعرب ان الله قد غفرلکم وهذا

اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی سردار مرتا ہے اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا جاتا ہے اور یہ

(حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) سید العالمین ہیں ان کی قبر پر مجھے آزاد کر دے۔ الاصمعی فرماتے ہیں میں نے کہا اے عربی بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور تیرے اس سوال پر۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

شرح

اے دنیا کی آنکھوں سے پردہ فرمانے والے اور مدینہ منورہ کے روضۂ مبارک میں آرام فرمانے والے خدا کی قسم تو زندہ ہے خدا کی قسم تو زندہ ہے اس تکرار سے معنوی طور پر تاکید کا فائدہ اُٹھایا ہے اور ان لوگوں کو جواب دیا ہے جو ظاہری آنکوں سے پردہ فرمانے کے بعد حضور اکرم ﷺ کو زندہ نہیں مانتے۔

عقیدہ

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ بحیات حقیقی وحسی ہیں۔

احادیث مبارکہ

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلاة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلاته حتی یفرغ منها قلت وبعد الموت قال ان الله حرم علی الارض ان تاكل اجساد الأنبياء فنبی الله حتی یرزق.

(رواہ احمد مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الجمعہ)

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز مجھ پر درود بکثرت بھیجا کرو تحقیق روزِ جمعہ حاضر کیا گیا ہے حاضر ہوتے ہیں اس کو فرشتے اور تحقیق کوئی شخص درود بھیجتا تو وہ درود پیش کیا جاتا ہے مجھ پر میرے ہاں یہاں تک کہ فارغ ہو دور دبھیجنے سے۔ ابو درداء نے کہا اور بعد موت کے آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے پیغمبروں کا جسم کھانا پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں (انتہی) امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

فائدہ

اسی باب کے فصل ثانی کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

حیات انبیاء متفق علیه است هیچ کس رادروے خلافِ نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی

حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں یہ حیاتِ حقیقی دنیاوی حسی ہے۔

واقعۂ حرہ سے حیات کا ثبوت

عن سعید ابن المسیب عن عبدالعزیز قال لما کان یوم الحرة لم یوذن فی مسجد اللنبی صلی الله علیه وسلم ثلثا ولم یقم ولم یبرح سعید ابن المسیب المسجد ولم یعرف وقت الصلوٰة الا بهمهة یسمعهامن قبرالنبی صلی الله علیه وسلم. (رواہ الدارمی ومشکوٰۃ شریف باب فی الکرامات)

سعید بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب حرہ کا دن تھا تین دن تک مسجدِ نبوی ﷺ میں نہ اذان ہوئی اقامت اور سعید بن المسیب تین دن تک برابر مسجد میں رہے اور باہر نہ گئے اور نہ ہی اذان وا قامت سنائی دیتی کیونکہ لوگ مسجد نبوی چھوڑ کر چلے گئے نماز کا وقت نہ پہچانتے تھے مگر آہستہ آواز سے کہ سنتے تھے قبر نبی (ﷺ) سے۔

فائدہ

واقعہ حرہ میں حضرت سعید بن مسیّب کا تین شب و روز قبر شریف سے اذان و اقامت کی آواز آنا حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ جسمانی حقیقی کا بین ثبوت ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

خلق الله تعالیٰ لی ملکین یردان السلام علی من سلم علی من شرق البلاد وغیربها الا من سلم علی فی داری فانی ارد علیه السلام بنفسی ولا سیما اهل المدینة فانی ارد علیهم لاحسابهم والنسابهم قیل وهل لا یعرف الجار جاره وهل لا یعرف الجار جاره وهل لا یعرف الجار جاره. (ابن النجار عن ابن عمر) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۵۳)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے دو فرشتے پیدا کئے ہیں کہ پورب پچھم کے شہروں میں جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے وہ فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں مگر جو شخص پر سلام کرتا ہے میرے مکان (یعنی) قبر پر تو میں اس کا خود جواب سلام دیتا ہوں خاص کر اہلِ مدینہ کو جواب سلام دیتا ہوں ان کے حسب ونسب کے سبب سے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی آپ پہچانیں گے حالانکہ آپ کے بعد نسلاً بعد نسل پیدا ہونگے آپ نے فرمایا کیا ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو نہیں پہچانتا ہے کیا ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو نہیں پہچانتا ہے کیا ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو نہیں پہچانتا

ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

الی انی لکم بمکان صدق حیاتی فاذا مت لا ازال انا دی فی قبری یا رب امتی امتی حتی ینفخ فی الصور النفخة الثانیة. (الحکیم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۲۰)

حضرت انس سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آگاہ ہو تحقیق کہ تم لوگوں کے لئے مکان پسندیدہ میں ہے میری پس جب میں وفات پاؤں گا تو ہمیشہ قبر میں پکاروں گا یارب امتی یارب امتی۔ یہاں تک کہ پھونکا جائیگا صور میں پہلا نفخہ پھر میری دعا قبول رہے گی یہاں تک کہ پھونکا جائے گا صور میں دوسرا نفخہ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

بمراد برحال صحیح از روایت عبداللہ بن مسعود آرد کہ فرمود کہ مرخدا ئے تعالیٰ را فرشتگان از سیاہ در ز میں کہ می رسانند مرا اعمال امت فرمود وفات من بہتر است مر شمار از میرا کہ عرض کردہ می شود برمن اعمال آنچہ بہتر است شکری گویم مرخدا را داز انچہ بدمی بینم استغفار می کنم مرشمارا استاد منصوربغدادی می گوید محققین برآنند کہ رسول اللہ علیہ وسلم حی است بعد وفات ومسرور می شود اطاعت امت واجساد انبیاء علیہم السلام بوسیدہ نمی شود درقبر۔

بیہقی درکتاب الاعتقاد گوید کہ ارواح انبیاء علیہم السلام بعد از قبض باز فرستادہ می شود برایشاں وایشاں زندہ اند پیش خدا مثل شہداء۔ (جذب القلوب باب چہاردہم)

بزار برجال صحیح عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے سیاح فرشتے ہیں وہ زمین پر پہنچ کر تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کرتے ہیں اسی لئے میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال پر تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔

استاد منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ محققین و متکلمین کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد وصال زندہ ہیں آپ امت کے نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مبارکہ بوسیدہ نہیں ہوتے امام بیہقی کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں ارواح انبیاء علیہم السلام بعد از قبض واپس بھیجے جاتے ہیں اسی لئے یہ شہداء کی طرح اللہ کے ہاں زندہ ہیں۔

احادیث معراج سے ثبوت

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لقد رأيتنی فی الحجر وقريش تسألني عن مسرای فسألتني عن اشياء بيت المقدس لم اشتها فكربت كربا كربت مثله قط فرفعه الله لی نظر اليه ما يسئلونی عن شئی الا نبا تهم به ولقد رأيتنی فی جماعة من الانبياء فاذا موسی قائم يصلی فاذا رجل جعد ضرب كانه من رجال شنؤة واذا عيسیٰ بن مريم قائم يصلی اقرب الناس شبها عروة بن مسعود الثقفی واذا ابراهيم قائم يصلی اشبه الناس به صاحبكم يعنی نفسه فی انت الصلاة فامتهم فلما فرغت من الصلاة قال لی قائل يا محمد هذا مالک خازن النار فسلم عليه فبدانی بالسلام. رواه مسلم (مشکوٰۃ باب فی المعراج)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تحقیق بچھا رہے ہیں میں نے اپنے کو حجر میں اور مشرکان قریش سوال کرتے تھے مجھ سے میرے رات کے جانے سے بیت المقدس کو پس پوچھا انہوں نے بیت المقدس کی چیزوں کو یاد نہ رکھا میں نے ان کو (یعنی بیت المقدس کے نشان اور علامتیں) پس اندوہگین کیا گیا میں کہ مثل اس کے میں اندوہگین نہیں کیا گیا۔ پس اللہ نے بیت المقدس کو اُٹھالیا میرے لئے کہ میں اس کو دیکھتا اور جو چیز پوچھتے ان کو بتا دیتا اور تحقیق دیکھا میں نے اپنے کو جماعت انبیاء میں۔ پس ناگاہ دیکھتا ہوں کہ موسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں پس ناگاہ موسیٰ سبک بدن پیچیدہ بال گویا وہ قبلہ شنوعہ کے لوگوں سے ہیں اور ناگاہ عیسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں زیادہ قریب مشابہت کی رو سے ان کے ساتھ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور ناگاہ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے تمہارے یار ہیں مراد لیتے تھے اپنے نفس نفیس کو۔ پس نماز کا وقت ہوگیا تو ان پیغمبروں کی میں نے امامت کی (بیت المقدس میں) پس نماز سے جب میں فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا اے محمد یہ مالک خزانچی دوزخ کے ہیں ان کو سلام کرو تو میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے سلام کی ابتداء کی مجھ پر۔

فائدہ

مکہ سے بیت المقدس تک ایک رات رسول اللہ ﷺ کا جانا قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ا (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱)

پا کی ہے اسے جوراتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

اور انبیاء علیہم السلام کا جمع ہونا اور حضور اکرم ﷺ کا امام ہو کر نماز پڑھانا یہ حالت بیداری کا واقعہ بیان فرمایا ہے اگر خواب کا واقعہ ہوتا تو کفارِ قریش انکار نہ کرتے اور بیت المقدس کی نشانیاں پوچھتے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اتیت علی موسیٰ لیلة اسریٰ بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ وھو صحیح. (کنزالعمال جلد ششم صفحہ ۹۹)

حضرت انس سے حدیث صحیح ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شب اسریٰ میں آیا میں موسیٰ علیہ السلام پر نزدیک تو وہ سرخ ریگ کے اور وہ کھڑے نماز پڑھتے تھے اپنی قبر میں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب اسریٰ میں رسول اللہ ﷺ کا براق پر سوار ہو کر بیت المقدس جانے کا حال حدیث طویل میں بیان کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

وخرج معی جبریل لا یفوتنی ولا افوته حتی انتھی بی الی بیت المقدس فانتھی البراق الی موقفه الذی کان فیه وکان مھبط الانبیاء ورایت الانبیاء جمعوا الی فرایت ابراھیم وموسی وعیسی فظننت انه لا بد من ان یکون لھم امام فقدمنی جبریل حتی صلیت بین ایدیھم وسالتھم فقالوا بعثنا للتوحید. (کنزالعمال جلد ششم صفحہ ۹۹)

نکلے میرے ساتھ جبریل علیہ السلام وہ مجھ سے علیحدہ نہیں ہوتے اور میں ان سے علیحدہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ پہنچے میرے ساتھ بیت المقدس تک اور پہنچا اپنے ٹھہرنے کی جگہ تک جو اس مقام میں تھی وہ جگہ انبیاء کے نازل ہونے کی تھی اور دیکھا میں نے انبیاء کو جمع ہوئے میری طرف اور دیکھا میں ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تو میں نے گمان کیا کہ ان کا امام ضرور ہوگا تو آگے بڑھ کر جبریل نے مجھ کو امام بنایا یہاں تک کہ نماز پڑھائی میں نے ان کے آگے ہو کر اور پوچھا میں نے انبیاء سے (آپ لوگ کس واسطے مبعوث ہوئے) تو کہا اُنہوں نے توحید کے واسطے ہم لوگ بھیجے گئے۔

حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے حیاۃ الانبیاء میں حضرت انس سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الانبیاء لا یترکون فی قبورھم بعد اربعین لیلة ولکن یصلون بین یدی اللہ تعالیٰ حتی ینفخ فی

الصور . (تاریخه هو فی حیاة الانبیاء عن انس)

انبیاء چالیس راتوں قبور میں نہیں چھوڑے جاتے وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے حتی کہ صور پھونکا جائے گا۔

بیہقی نے ضعفاء میں طبرانی نے اپنی مسند میں ابونعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مامن نبی یموت فیقیم فی قبرہ الاربعین صباحا (ھب فی الضعفاء عن انس) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱)

نہیں ہے کوئی نبی کہ وفات پا کر رہا اپنی قبر میں مگر چالیس دن

حضرت ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

واما موسیٰ ادم کانی انظر الحذر فی الوادی یلبی علیٰ جمل مختوم بخلبۃ (طب عن ابن عباس) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۱)

موسیٰ پیچیدہ بال گندمی رنگ گویا میں دیکھ رہا ہوں ان کی طرف اترے جنگل میں تلبیہ کہتے سرخ رنگ اونٹ پر کہ مہار دیا ہوا ہے پوست خرما سے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لیلۃ اسریٰ بی علیٰ موسیٰ قائم یصلی فی قبرہ . (حم م ن عن انس) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۷)

شب اسریٰ میں گزرا میں موسیٰ پر کہ وہ کھڑے نماز پڑھتے رہے تھے اپنی قبر میں۔

عن ابن عباس قال سرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکۃ و المدینۃ فمرونا بواد فقال ای واوھذا فقالوا وادی الازرق قال کانی انظر الی موسی فذکر من لونہ وشعرہ واصنعا اصبعیہ فی اذنیہ لہ جؤار الی اللہ تعالی بالتلبیۃ فارا بھذا الوادی ثم سرنا حتی اتینا علیثنیۃ فقال ای ثنیۃ ھذہ فقلناھرشا اولفت فقال کانی انظر الی یونس علی ناقۃ حمراء علیہ جبۃ صوف خطام ناقۃ خلبۃ مارا بھذالوادی ملبیا. (رواہ مسلم مشکوۃ کتاب الفتن باب بدء الخلق ذکر الانبیاء)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ چلے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درمیان مکہ اور مدینہ کے پس گزرے ہم ایک جنگل میں تو فرمایا آپ نے یہ کون سا جنگل ہے صحابہ نے کہا یہ وادی الارزق ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں موسیٰ کی طرف پس ذکر کیا آپ نے رنگ اور بال موسیٰ کے کہ اپنی دونوں انگلیاں رکھے ہوئے اپنے دونوں کانوں میں

ان کی آواز بلند ہے اللہ کی طرف لبیک کہنے میں ایسے حال میں کہ گزرنے والے ہیں پھر چلے ہم یہاں تک کہ آئے ہم ایک پہاڑ پر تو فرمایا آپ نے یہ کون سا پہاڑ ہے؟ صحابہ نے کہا یہ ہرشا یا لفت کہا تو فرمایا آپ نے دیکھ رہا ہوں میں گویا میں حضرت یونس کی طرف سرخ اونٹنی پر سوار ان پر پشمینہ کا جبہ ہے مہار اُن کے اونٹ کی پوست خرما کی ہے۔ لبیک کہتے ہوئے اس جنگل میں گزرتے ہیں (روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے

کانی انظر الی یونس بن متی علیه عباء تان قطعوا یکبتنان یلبی تجییه الجبال والله عزوجل فیقول له لبیک یا یونس هذا انا معک (فی الافراد عن ابن عباس) (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۰)

گویا میں دیکھ رہا ہوں یونس بن متی کی طرف ان پر دو سفید عبا ہیں لبیک کہتے ہیں ان کا جواب پہاڑ دیتے ہیں اور اللہ عزوجل پس ان کو اللہ کہتا ہے میں موجود ہوں اے یونس میں تیرے ساتھ ہوں۔

فائدہ

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، لبیک کہتے ہیں، حج کرتے ہیں لیکن مخلوق کی نظر سے مثل فرشتوں کے پوشیدہ ہیں جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ و دیگر محدثین نے اپنی تصانیف میں تصریح فرمائی ہے۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

شرح

ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں جو اس کے اچھے بُرے عمل کو لکھتے رہتے ہیں اسی طرح اس دنیا میں تھانے والے بھی جرم کرنے والوں کے کاموں کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ شعر میں کہا گیا ہے کہ اے میرے آقا میں مجرم اور گنہگار ہوں مجھے اپنے ساتھ رکھیئے کیونکہ راستہ میں پولیس والے ہیں کہیں مجرم شناخت کر کے گرفتار نہ کرلیں آپ کے ہمراہ رہونگا تو کسی پولیس والے اور کسی فرشتے کی یہ ہمت نہ ہوگی کہ مجھے گنہگار سمجھ کر پکڑ لیں۔

اہلِ محبت کا مرتبہ

اس شعر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ یہ عقیدہ سمجھا رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے سچی

پکی محبت ہوتو وہ آقا کریم ہیں اپنے غلاموں کوخوب سمجھا لیتے ہیں۔

شاہ غلام علی دھلوی

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوحضور اکرمﷺ سے اس قدر عشق تھا کہ حضور اکرمﷺ کا نام مبارک سنتے ہی بے تاب ہوجاتے تھے۔ایک مرتبہ آتش دوزخ کے خوف کا مجھ پر سخت غلبہ ہوا۔خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺتشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جومجھ سے محبت رکھتا ہے دوزخ میں نہیں جائے گا۔

سچی عقیدت

نبی کریمﷺ اور اولیائے کرام سے سچی اور پکی محبت دنیا میں کام دیتی ہے اور حشر میں بھی حضورغوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دھوبی کا قصہ مشہور ہے۔شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ قبر میں نکیرین کو اتنا کہنے سے اس کی نجات ہوگئی کہ وہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہے۔ (الافاضات الیومیہ)

روح البیان میں ہے کہ بایزید بسطامی قدس سرہ کا خادم صرف اتنا کہنے سے نجات پا گیا کہ وہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبا اٹھانے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میدانِ حشر میں تو اور زیادہ فضل ہوگا کہ صرف وضو کے پانی دینے کی یاددہانی پر مجرم کو معافی ملے گی جیسا کہ باب الشفاعۃ میں تفصیل سے احادیث نقل کی گئی ہیں بلکہ جب اکثر لوگ بہشت میں چلے جائیں گے تو بہت سے لوگ اب بھی جہنم میں ہونگے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ میرے کسی بندے سے تیرا تعارف بھی ہے یا نہیں جب کوئی مجرم کسی محبوبِ خدا کا نام بتائے گا تو اسے بھی نجات مل جائیگی یہ تو غلاموں اور عام امتیوں کے متعلق ہے لیکن جسے خود سرکارﷺ کا سہارا مل جائے پھر اس کی نجات کا کیا کہنا۔

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

شرح

اے حرم شریف کی زمین پر چلنے والے اس مقدس زمین پر قدم رکھنا بے ادبی ہے یہ تو وہ زمین ہے کہ جس پر چلنے والے کو سر کے بل چلنا چاہیے یعنی انتہائے کمال ادب ملحوظ رکھا جائے۔

آدابِ مدینہ

تفصیل آداب اگلے شعر میں عرض کروں گا۔ امام احمد رضا قدس سرہ اپنے اسلاف صالحین کے عملی ادب کی ترجمانی فرمارہے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ پاک میں کئی روز قیام کے دوران پیشاب و پائخانہ نہ کیا فرمایا کہ میں اس مقدس زمین کونجاست آلود کروں جس پر آقائے کونین ﷺ کے قدم لگے۔

فائدہ

یہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے کہ اتنا عرصہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم سے باہر دور (بارہ میل) قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے اور حرم سے باہر جاتے تو آہستہ قدم رکھتے فراغت پاکر دوڑکر حرام میں داخل ہوتے۔ معلوم کرنے پر فرمایا کہ قضائے حاجت کے لئے موت آئے تو حرم کی حدود میں اور فراغت پاکر جلد لوٹتا ہوں کہ کہیں موت حرم کے باہر نہ آجائے۔

چل اُٹھ جبہ فرساہو ساقی کے در پر
درِ جود اے میرے مستانے والے

حل لغات

جبہ (عربی) فرسا، فارسی، دونوں مل کر فاعل ترکیبی ہیں۔ جبہ، پیشانی، ماتھا۔ فرسا از فرسودن، گھسنا، رگڑنا۔

شرح

اے میرے مستانے دیکھ ساقی کے جودوکرم کا دروازہ کھلا ہوا ہے اُٹھ اور اس دروازے پر جاکر اپنی پیشانی رگڑ۔

یہ دونوں اشعار بارگاہ نبوی ﷺ کے گنبد خضراء پر حاضری کے ادب اور حاضری کی ترغیب کے لئے ہیں فقیر چند آداب بقلم امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتا ہے۔

آدابِ حاضری بارگاہ نبوی ﷺ

(۱) زیارتِ اقدس قریب ہوا جب ہے بہت لوگ دوست بن کرطرح طرح سے ڈراتے ہیں راہ میں خطرہ ہے وہاں بیماری ہے خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن جانی ضرور ہے اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جوان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں کیل کا کھٹکا نہیں

ہوتا۔ والحمد للّٰہ

(۲) حاضری میں خاص زیارتِ اقدس کی نیت کرو یہاں تک امام ابن الہمام فرماتے ہیں اس بار مسجد شریف کی بھی نیت نہ کرے۔

(۳) راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

(۴) جب حرمِ مدینہ نظر آئے بہتر کہ پیادہ ہولو روتے سر جھکاتے، آنکھیں نیچی کئے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ

جائے سراست اینکہ تو پامی نہی ۔۔۔ پائے نہ بینی کہ کجامی نہی

حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا ۔۔۔ ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

(۵) جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو جلال و جمالِ محبوب ﷺ کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات جن کا لگے دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو معاً وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل ہے۔

(۸) اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگدلی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب درِ مسجد پر حاضر ہو صلاۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار ﷺ سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو "بسم اللہ" کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیالِ غیر سے پاک کرو، مسجد کے نقش و نگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اکرم ﷺ سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے

تھےان کی اور تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں

لا فرق بين موته صلى الله عليه وسلم فى مشاهدته لا مته ومعرفته باحوالهم دنيا تهم وعزائمهم وخواطرهم و ذالك عنده جلى لا خفآء به(مدخل جلد ۱صفحہ ۲۱۵مطبوعہ مصر)

حضور اکرمﷺ کی حیات وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں ان کے دلوں کو خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور اکرمﷺ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام منسلک متوسط اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں

انه صلى الله عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك اى بجميع افعالك و احوالك وارتحالك ومقامك.(شرح المواہب زرقانی صفحہ ۳۴۸)

بیشک رسول اللہﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق اجازت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری دربار اقدس "قــل يــا" اور "قل" سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیبﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب کر۔آمین

(۱۵) اب کمالِ ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور اکرمﷺ کے عفو وکرم کی امید رکھتے حضور والا کے پائیں یعنی مشرق کی طرف مواجہہ عالیہ میں حاضر

ہو گی حضور اکرم ﷺ مزارِ انور میں روبقبلہ جلوہ فرما ہیں اس سمت سے حاضر ہو کر حضور اکرم ﷺ کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمدللہ

(۱۶) اب کمالِ ادب و ہیبت و خوف و امید کے ساتھ زیر قندیل اس کی چاندی کی کیل کے جو حجرۂ مطہرہ کے جنوبی دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے رہو۔ لباب و شرح لباب و اختیار، شرح مختار، فتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ ''یقف فی الصلوٰۃ'' حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عالمگیری و مختار کی ہے اور لباب میں فرمایا

واضعا یمینہ علیٰ شمالہٖ دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا۔ اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ والحمدللہ

(۱۸) الحمدللہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے جو اللہ عزوجل کے محبوب اور عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآواز حزیں و صورت درد آگیں و دل شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند و سخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے) اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحاتِ ائمہ سے گزرا۔

مجرا اور تسلیم بجالاؤ اور عرض کرو

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ ، السلام علیک یا شفیع المذنبین

السلام علیک وعلیٰ الک و اصحابک وامتک اجمعین

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبانِ یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوٰۃ و سلام کی کثرت حضور اکرم ﷺ سے اپنے لئے اور اپنے ماں باپ، پیر و مرشد، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو بار بار عرض کرو

اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرض سلام کی وصیت کی بجالاؤ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں وصیت کرتا ہے کہ جب انہیں حاضریٔ بارگاہ نصیب ہو فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہان میں جزا بخشے آمین

الصلوٰة والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک و ذویک فی کل اٰن ولحظة عدد کل ذرة الف الف مرة من عبیدک احمد رضا بن نقی علی یسالک الشفاعة له وللمسلمین

(۲۱) پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو

السلام علیک یا خلیفة رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمة اللہ وبرکاته

(۲۲) پھر اتنا ہی ہٹ کر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرے

السلام علیک یا امیر المومنینط السلام علیک یا متمم الاربعین

السلام علیک یا عزا لاسلام والمسلمین ورحمة اللہ وبرکاته

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو

السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہط السلام علیکما یا وزیر ی رسول اللہ ط السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتهط اسئلکما الشفاعة عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلیکما وبارک وسلم

(۲۴) یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں دعا میں کوشش کرو، دعائے جامع کرو، درود پر قناعت بہتر ہے۔

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دعا مانگو۔

(۲۶) پھر روضۂ جنت میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرۂ منورہ کے درمیان ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آ کر دو رکعت نفل غیر وقت مکروہ میں پڑھ کر دعا کرو۔

(۲۷) یونہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو ایک سانس بیکار نہ جانے دو ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو۔ نماز، تلاوت و درود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہیں چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے اعتکاف کی نیت کرلو یہاں تمہاری یا د دہانی ہی کو دروازے سے بڑھتے ہی یہ کتبہ ملے گا

نویت سنة الاعتکاف

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو کھانے پینے کی کمی ضرور کرو۔

(۳۲) قرآن مجید کا حکم ہے کم از کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظّمہ میں کرلو۔

(۳۳) روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظّمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود وسلام عرض کرو۔

(۳۴) پنجگانہ یا کم از کم صبح و شام مواجہہ شریف میں عرضِ سلام کے لئے حاضر رہو۔

(۳۵) شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کرکے صلوٰۃ وسلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزر ہو کہ خلافِ ادب ہے۔

(۳۶) ترکِ جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام وگناہِ کبیرہ ہے اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی محرومی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔

(۳۷) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

(۳۸) روضۂ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

(۳۹) بقیع، واحد، قبا کی زیارت سنت ہے۔ مسجد قبا کی دو رکعت کا ثواب ایک عمرے کے برابر ہے اور چاہو تو یہیں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہ جب حضور ہوتے آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے ایک دن بقیع وغیرہ زیارت کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لئے کھلا ہے اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں

سرایں جا سجدہ ایں جا بندگی اینجا قرار ایں جا

(۴۰) وقت رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آداب کہ کعبہ معظّمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن

ہونا نصیب ہو۔

اللھم ارزقنا آمین آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وصحبہٖ وابنہٖ وحزبہٖ اجمعین آمین والحمد للہ رب العلمین

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

حل لغات

غرانا،بضم الغین،مثلاً غصے کی آواز نکالنا،دھاڑنا،چنگھاڑنا،الجھنا۔

شرح

مثل مشہور ہے کہ جس کا کھائیں اسی پر غرائیں ۔احسان فراموش اور نمک حرام لوگوں کے لئے یہ کہاوت بولی جاتی ہے اسی مطلب کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ منکر عجیب کھانے اور غرانے والے ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ ہی کی عطا کی ہوئی نعمت کھاتے ہیں اور آپ ہی کے غلاموں سے لڑتے اور جھگڑتے ہیں مثلاً اب نجدیوں کو دیکھو کہ حضور اکرم ﷺ کے صدقے امیر ترین بنا دیئے گئے دنیا کی ریل پیل ہے،کالا سونا پانی طرح ٹھاٹھیں مار ہا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کے ادب وتعظیم کرنے والوں پر کوڑے برسائے جاتے ہیں اور بے ادبی وگستاخی کرنے والوں پر ریال نچھاور کئے جاتے ہیں۔ دنیائے دولت کا حصول نجدیوں کی ہنرمندی سے نہیں آقائے کونین ﷺ کے لطف وکرم کا صدقہ ہے اب ان کی دنیوی حیثیت کا یہ حال ہے کہ دوسرے مما لک کے لوگ ان کے زرخرید غلاموں کی طرح سمجھتے جاتے ہیں ان کی نزاکت کا حال بھی کسی سے مخفی نہیں بلکہ آج کل وہاں کے بدو کی نزاکتیں بھی ہنسی خیز ہیں۔

ایک بدو کا واقعہ

۱۴۰۲ھ میں فقیر عمرۂ زیارتِ گنبدِ خضراء کے لئے حاضر ہوا فقیر کے ایک مصاحب نے سنایا کہ ایک بدو دیہات کے رہنے والے نے فون لگوانے کی اس لئے درخواست دی ہے کہ بھیڑ بیمار ہوجائے تو ڈاکٹر کو فون پر جلد سے جلد بلا سکوں۔

ہندی وہابی

یہی حال ہر علاقہ بالخصوص ہندی وہابی کا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صدقے دنیا میں جی رہا ہے بلکہ ہر شے کھا پی

رہا ہے لیکن اسے حضور اکرم ﷺ کے کمالات متعلقہ امور شرک و بدعت نظر آئیں گے اگرچہ خود بقولِ خود ہزاروں شرکیہ و بدعت کے امور کا مرتکب ہوتا ہوگا۔

لطیفہ

ایک صاحب جو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے مخالف تھے جس میں ''یا اللہ یا محمد'' لکھا ہوا ایک ایسی بس میں سفر کر رہے تھے جس کے اندر سامنے کے حصے پر نمایاں حروف میں لکھا تھا

یا اللہ ________________ یا محمد

ان کے ایک واقف کار نے ان سے کہا کہ جناب! آپ کو تو ایسی بس میں بھی سفر نہیں کرنا چاہیے تھا جس میں ''یا اللہ یا محمد'' لکھا ہوا ہے وہ صاحب جواب کیا دیتے کھسیانے سے ہو کر خاموش رہ گئے۔

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے دشمن حسد کی آگ میں جل جل کر خاک ہوتے رہیں مگر ان کا ذکرِ خیر اور چرچا تو انشاء اللہ ہمیشہ یوں ہی رہے گا۔

چرچہ محمد کا ﷺ

تجربہ کر لیں ہر عبادت میں کمی کوتاہی ہوتی چلی آرہی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے ذکرِ خیر میں روز بروز ترقی ہوتی چلی آرہی ہے اگرچہ شرک و بدعت کے فتویٰ بھی زوروں پر ہیں لیکن ذکرِ رسول ﷺ مختلف طور طریق سے نئی آن اور نئی شان سے بڑھ رہا ہے۔ دور بدلتے ہیں تو اللہ بھی اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے بدلتے ہوئے ادوار میں اسی طریق کے بندے پیدا فرماتا ہے مثلاً ہر ملک اور ہر علاقہ میں شعراء اور مدح خوانانِ رسول اپنی اپنی زبانوں میں اشعار بناتے بھی ہیں اور خوش الحانی سے گاتے بھی ہیں جن سے عوام کے قلوب میں عشقِ رسول ﷺ بیدار رہتا ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہ

مدینہ طیبہ کے شہر سے باہر ایک میل دور سڑک کے کنارے کھڑا تھا ایک گروہ کو گنبدِ خضراء کی جانب چلتا دیکھا قریب ہو کر سنا تو اپنی خصوصی طرز میں قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھتے ہوئے زیارت مزار شریف کی طرف بڑھ رہے

ہیں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ وہاں میلاد شریف کی محفل کے انعقاد کی طرح قصیدہ بردہ اور دلائل الخیرات شریف کی ممانعت ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جامع تقریر

نہیں ہمارے حضور شافع یوم النشور ﷺ کے اسم گرامی کا ہر ہر ذرہ میں اپنے رب کے اسم پاک کے ساتھ لکھا ہوا ہے جس کو کشف حاصل ہے وہ دیکھ لیتا ہے آنکھوں سے اس کا ہر وقت مشاہدہ کرتا ہے مگر چونکہ یہ بیچارہ اس کا اہل نہیں اس لئے اس سے یہ راز مخفی ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو فرماتا ہے

وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

یعنی ہم نے ہر شے میں ملک و فلک، زمین و آسمان، عرش و فرش، حجر و شجر کی ہر شے کے اندر آپ کے ذکر کو رکھا ہاں اکثر لوگ اس کے مشاہدہ سے بے خبر ہیں

وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۴۴)

اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ (شرح شفاء ملا علی قاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

اس عبارت کو پڑھیئے

والذی یخطر بالبال الفاتر واللہ اعلم بالظواھر والسرائران ھذا کلھا کشوفات لاھلھا لا یراھا من لم یستا ھلھا وربما یقال ان اسمہ سبحانہ وتعالیٰ "وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ" ای جعلنا ذکرنا معک فی کل شئی ملک وفلک ربنا وسماء فرش و عرش وحجر ومدر وشجر وثمر ونحوذلک ولکن اکثر الخلق لا یبصرون تصویر ھم ونظیرھم قولہ تعالیٰ "وَ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَ لٰکِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِیۡحَهُمۡ ؕ (شرح شفا للملا علی جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے)

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

شرح

اے میرے گھبرانے والے کیوں گھبراتا ہے ذرا تو صبر کر تیری شفاعت کا وقت بھی اب آنے ہی والا ہے۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے حضور اکرم ﷺ کے ہر امتی کو تسلی دی ہے گویا میدانِ حشر میں ہم سب کھڑے ہیں اور پریشانی کا عالم یہ ہے کہ ہر طرف سے نفسی نفسی کی پکار سنائی دیتی ہے اس حال کو دیکھ کر فاضل بریلوی قدس سرہ سب کو سمجھا رہے ہیں گھبراؤ نہیں ابھی وہ حبیب کبریا ﷺ تشریف لانے والے ہیں سب کی شفاعت فرمائیں گے۔ان شاءاللہ تمام گھبراہٹ دور ہو جائے گی۔

شفاعت کا انکار اور اقرار

سب کو معلوم ہے کہ شفاعت کا انکار خوارج ومعتزلہ کے بعد نجدی، وہابی اور اس کے ہمنوا فرقوں نے کیا لیکن الحمدللہ اہل سنت شفاعت کے مسئلہ میں متفق ہیں۔

ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

وقال الامام الاعظم رحمه الله تعالىٰ فى كتابه الوصية وشفاعة محمد صلى الله عليه وسلم حق لكل من هو من اهل الجنة وان كان صاحب كبيرة انتهى ان الشفاعة لست مختصة باهل الكبائر من هذه الامة فانه عليه السلام بالنسبة الى جميع الامم كاشف الغمة ونبى الرحمة وقد ثبت ان له عليه الصلوٰة والسلام الواعا من الشفاعة ليس هذا مقام بسطها وفى العقائد النسفية والشفاعة ثابتة للرسول ﷺ والاخيار فى حق اهل الكبائر بالمستفيض من الاخيار و فى المسئلة خلاف المعتزلة الا فى نوع الشفاعة لرفع الدرجة. (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۱۲ للملا علی قاری رحمہ اللہ)

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفی ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق ثابت ہے جو اہلِ جنت میں سے ہو اگر چہ صاحبِ کبیرہ ہو اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اس امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہے یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اور نیک لوگوں کے لئے اہل کبائر کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے اس شفاعت کے جو رفع درجہ کے لئے ہو۔

اہل سنت خوش قسمت

اگر چہ ہم عوام کشف نہ سہی لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے سے وہ کام لے رہا ہے جو اس نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے رفع ذکر کا کام اپنے ذمہ لگایا۔ تمام دنیا کا کونہ کونہ چھان ماریئے بڑے بڑے لمبے چوڑے دین کے دعویٰ کرنے والے دین کے بڑے کے بڑے امور سرانجام دینے میں رات دن منہمک نظر آئیں گے لیکن ان کی زبان وقلم سے ذکر رسول ﷺ اور اظہارِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ میں --- ہونگے اور ادھر یہ حال ہے کہ سنی کا کوئی گھر اور فرد ایسا نہ ہوگا جس کی زبان اور قلمِ عشق رسول ﷺ کے موتی نہ بکھیرے بلکہ اس خوش قسمت کا حال یہ ہے کہ جب تک اس کی زبان پر ذکر رسول ﷺ جاری نہ ہو اور اس کے کان میں ذکر مصطفیٰ ﷺ کی آواز نہ گونجے اسے چین نہیں آتا۔

لطیفه

عام سنی کسی ایسی مسجد میں چلا جائے جہاں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہ سنے تو وہ فوراً اس مسجد سے بھاگ نکلتا ہے یا کم از کم بے چین ضرور ہو جاتا ہے اور پھر وہ اپنے ہجولیوں سے اظہارِ افسوس کے طور پر کہتا ہے کہ آج میں منحوس قوم میں پھنس گیا یہ ایک فطرتی امر ہے نہ کسی کے پڑھانے سے آتا ہے نہ کسی کے سمجھانے سے۔

رضؔا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندر رانے والے

حل لغات

چندرانا (ہندی) جھٹلانا، تجاہل، عارفانہ کرنا۔

شرح

اے رضؔا نفس تمہارے ساتھ لگا ہوا ہے اور وہ تمہارا دشمن ہے دیکھو کہیں اس کے فریب میں نہ آجانا کیونکہ تم نے بہکانے والے پھسلانے والے دیکھے ہی نہیں ہیں۔

نفس دشمن

نفس کی دشمنی کے متعلق قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پہ انتباہ ہے اور احادیث مبارکہ میں بے شمار مضامین موجود ہیں اور نفس شیطان کے پھسلنے ہوئے بھی بیشمار ہیں۔ چند نمونے فقیر بھی عرض کردے تا کہ امام احمد رضا قدس سرہ کی نصیحت وزنی محسوس ہو۔

برصیصیا

اس کا مفصل قصہ پہلے گذرا ہے یہاں ایک دوسری روایت مطابق ہے عرض ہے کہ زہرۃ الریاض میں ہے کہ برصیصا کو دوبیس سال کی عبادت کرنے کے باوجود گمراہ کرڈالا حالانکہ اسی مدت میں اس نے لمحہ بھر (آنکھ جھپکنے کی مقدار) بھی کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی تھی اس کے ساتھ ہزار ایسے تلامذہ شاگرد مرید تھے جو اس کی برکت سے ہوا پر اُڑتے تھے اور عبادت میں ایسا بے مثال تھا کہ ملائکہ اس کی عبادت پر تعجب کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں اس سے تعجب کیوں میں اسے جانتا ہوں تم نہیں جانتے میرے علم میں ہے کہ یہ عنقریب کفر کرکے ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائیگا یہ گفتگو ابلیس نے سن لی اور یقین کرلیا کہ اس کی ہلاکت اس کے ہاتھوں ہوگی اسی لئے اس کے گرجا میں آیا اور صورت عابد کی اختیار کی اور ٹاٹ پہن کر برصیصا کو پکار کر کہا کون ہے تو اور کیا چاہتا ہے کہا میں عابد ہوں عبادتِ الٰہی میں تیری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ برصیصا نے کہا اللہ تعالیٰ جس سے عبادت لینا چاہے کسی دوسرے کی مدد کا کیا معنی۔ ابلیس نے یہ کہہ کر تین دن مسلسل عبادت میں مشغول رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ برصیصا نے کہا تو عجیب عابد ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے نہ آرام کرتا ہے میں تو کھاتا پیتا سوتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دوسوبیس برس سے عبادت کررہا ہوں میرا یہی معمول ہے (تو میری عبادت کا کیا حال ہوگا) ابلیس نے کہا دراصل بات یوں ہے کہ مجھ سے ایک گناہ ہوگیا ہے جب یاد آتا ہے تو مجھ سے کھانا پینا سونا دوبھر ہوجاتا ہے۔ برصیصا نے کہا تو مجھے بھی کوئی حیلہ بتائیے تاکہ میں بھی تیرے جیسا مشغول بخدا ہوجاؤں کہ نہ کھاؤں، نہ پیوں، نہ نیند کروں۔ ابلیس نے کہا کہ کوئی گناہ کرلے اس کے بعد توبہ کرلے وہ رحیم بخش دیگا اس کے بعد تجھے طاعت کی خوب حلاوت پائیگا۔ برصیصا نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اتنے سال کی عبادت کرکے اب گناہ کروں اس سے مجھے شرم آتی ہے۔ ابلیس نے کہا انسان گناہ کرنے کے بعد بھی معذرت کرسکتا ہے برصیصا تو پھر کون سا گناہ کروں؟ ابلیس نے کہا زنا کہا یہ مجھ سے نہ ہوسکے گا۔ ابلیس نے کہا تو پھر کسی اہلِ ایمان کو قتل کردے کہا یہ بھی مجھ سے نہ ہوسکے گا ابلیس نے کہا ایسا نشہ پی جو تجھے بیہوش کرڈالے کہا ہاں یہ آسان ہے کہا تو شراب لاؤں کہاں سے ابلیس نے کہا فلاں بستی میں عام ملتی ہے وہاں چلا جا۔ برصیصا چل پڑا بستی میں پہنچا وہاں ایک حسین وجمیل عورت شراب بیچتی تھی اس سے شراب لے کر پی نشہ میں غرق ہوکر زنا بھی اسی عورت سے بدل کیا اس عورت کا شوہر آیا تو اسے برصیصا نے قتل کردیا۔ ابلیس نے انسانی بھیس بدل کر بادشاہ کو واقعہ سنایا بادشاہ نے برصیصا کو گرفتار کرکے اسی کوڑے مارے شراب نوشی کی سزا میں اور زنا کی سزا میں سو کوڑے مارے اس کو سولی چڑھانے کا حکم دیا تاکہ قتل کا بدلہ ہو۔ جب سولی چڑھایا جارہا تھا تو ابلیس اسی پہلی صورت میں اس کے پاس آیا اور کہا کیا حال ہے سن لے جو بھی میرے دوست کی طاعت کریگا اس کا یہی

حشر ہوگا۔ابلیس نے کہا میں نے تیرے گمراہ کرنے میں ایک سوبیس سال لگا دیئے تو اب میرے قابو میں آیا ہے اب بھی چاہوں تو تجھے سولی سے بچا سکتا ہوں۔ برصیصیا نے کہا تو پھر دیر کیا ہے کہا تو مجھے ایک بار سجدہ کر لے تیری جان کی رہائی ہو جائے گی کہا لکڑی پر کیسے کہا صرف اشارہ کافی ہے۔برصیصیا نے ابلیس کو سجدہ کیا تو وہ کافر ہو گیا۔

کرسف زاھد

صاحب روح البیان رحمہ اللہ نے ایک کرسف زاہد کا قصہ بھی لکھا ہے کہ وہ ایک عورت پر عاشق ہو گیا باوجویکہ عابد، زاہد اور صائم الدہر تھا لیکن عورت کے عشق میں کافر ہو گیا لیکن بعد کو توبہ کی تو ایمان بچا لیا ورنہ نفس و شیطان نے تو پھسلا ڈالا تھا۔(روح البیان)

اسی کرسف کی طرف اشارہ ہے ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے کسی واقعہ پر بی بی زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمایا

النساء ناقصات العقل والذین وھن صواحب یوسف وصواحب کرسف

عورتیں ناقصات العقل والدین ہوتی ہیں اور وہ صواحب یوسف وصواحب کرسف کی طرح ہیں۔

فائدہ

اس سے عمومی حیثیت مراد ہے ورنہ بہت سی خواتین کو اللہ تعالیٰ نے عقل و دین اور تقویٰ و پرہیز گاری سے ایسا نوازا اور نوازتا ہے کہ مرد دیکھتے ہی رہ گئے اور دیکھتے رہ جاتے ہیں۔واقعۂ برصیصیا کی طرح بلعم باعورا کا بھی واقعہ ہے کہ وہ بھی ان چندرانے والوں میں سے تھا۔

نعت ٦٢

آنکھیں رورو کے سوجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

حل لغات

سوجانے والے،اسم فاعل ازسوجانا،خون کی حرکت بند ہوکرسن ہوجانا۔

شرح

اے رورو کے آنکھیں سوجانے والو جوالوداع ہوکر چلے گئے اب وہ واپس نہیں آئیں گے اسی لئے تم نے بھی اسی ملک کوچھوڑکر چلے جانا ہے اسی لئے اس دارِ دنیا سے دل نہ لگاؤ بلکہ آخرت کی فکرکرو۔

کوئی دل میں یہ سرا اوجڑ ہے
اے او چھاؤنی چھانے والے

حل لغات

سرا،کنارہ،اخیر،ابتداء۔اوجڑ(بےآباد،ویران)مکان،خانہ،گھر،مسافرخانہ یہی مراد ہے۔چھاؤنی،چھاؤں کرنے کی چیز،چھپر۔چھانے والے،اسم فاعل ازچھانا،پاٹنا،پھونس یاکھپرے سے ڈھکنا،غالب ہونا،گھرنا۔

شرح

ایک دن ہوگا کہ یہ دنیا ویران ہوگی ارے بڑے بڑے محلات تیار کرنے والے سوچ لوکہ اس ویرانے کوآباد کرنے کا کیامعنی۔قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دنیا کی فنائیت کی تصریح فرمائی ہےاوراحادیث مبارکہ میں بھی بے شمار مضامین میں اس کی تباہی وبربادی موجود ہیں۔حضوراکرمﷺ نے فرمایا

کن فی الدنیا کانک غریب اوعا برسبیل

دنیامیں اسے رہوگویاتومسافرہے یارہگذر(مسافر)

ممالک دنیا کی تباھی

مفسرین نے فرمایا کہ مکہ معظّمہ کوحبشی اورمدینہ طیبہ کوبھوک اوربصرہ کوغرقابہ اورایلہ کوعراق اورجزیرہ کوجبل اورشام کوروم اورفارس کوزلزلے اوراصفہان کودجال اورنہاوند کوپہاڑاورمصرکودریائے نیل کاانقطاع اوراسکندریہ کوبربراور

اندلس کو روم اور خراستان کو گھوڑوں کے کھر اور ری کو ویلم اور ویلن کو ارمن اور ارمن کو خزر اور خزر کو ترک اور ترک کو آسمانی کڑک اور سندھ کو ہند اور ہند کو سد سکندری کے مکین اور انہیں یاجوج ماجوج تباہ و برباد کریں گے۔

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ جزیرہ تباہی سے امن میں رہے گا یہاں تک کہ ارمینیہ تباہ ہوگا اور ارمینیہ امن میں ہوگا یہاں تک کہ مصر تباہ ہوگا اور مصر امن میں رہے گا یہاں تک کہ کوفہ تباہ ہو جائیگا اور کوفہ ایک بہت بڑی خونریز جنگ سے تباہ ہوگا اور جب خونریز جنگ ہوگی تو قسطنطنیہ بنی ہاشم کے ایک فرد کے ہاتھوں تباہ ہوگا۔ (روح البیان پارہ ۱۵)

ذبح ہوتے ہیں وطن سے بچھڑے
دیس کیوں گاتے ہیں گانے والے

شرح

وطن سے دور ویسے بھی جدائی وطن سے غم اور ملال سے پریشان حال ہوتے ہیں پھر انہیں دیس کے گانے سنانے والے کیوں سناتے ہیں گویا ان کے زخموں پر بجائے مرہم پٹی کے نمک چھڑکتے ہیں۔

وطن کی تحقیق

حدیث شریف میں "حب الوطن من الایمان" وطن کی محبت ایمان میں سے ہے یعنی ایمان کی علامت ہے اس سے یہ دنیوی وطن بھی طبعی طور پر مراد ہوسکتا ہے لیکن حقیقی وطن وہ عالم بالا ہے جہاں سے روح آئی۔ صاحب روح البیان آیۃ الروح کے تحت لکھتے ہیں کہ ارواح کو اجساد سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا اس تخلیق کے بعد جہاں روح کی بود و باش رہی وہی اس کا اصلی وطن ہے اور اسی کی محبت علامت ایمان ہے اسی وطن سے جدائی مراد ہے اس کی یاد میں اہلِ دل ہر وقت بسر کرتے ہیں۔

ارے بدفال بُری ہوتی ہے
دیس کا جنگلا سنانے والے

حل لغات

ارے، حرفِ ندا۔ دیس، وطن، ملک، جائے پیدائش۔ جنگلا، ایک راگ کا نام، کُھڑا۔

شرح

ارے فلاں بدفال بُری ہوتی ہے اے دیس کا راگ سنانے والے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ مدینہ پاک میں ہیں تو شاید کسی نے وطن کی باتیں بیان شروع کردی ہونگی آپ نے مدینہ پاک سے جدائی کے خطرہ سے اسے ایسی باتوں سے روکا کہ کہیں وطن کی باتیں مدینہ پاک سے جدائی کی بدفال نہ بن جائیں۔اسی لئے وطن کا راگ الاپنے والے ان باتوں سے خاموش ہو جا ہمارے لئے مدینہ پاک کی فضاؤں سے محرومی کا سبب نہ بن۔

سن لے اعداء میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

حل لغات

بگڑنے (مصدر بگڑنا) خراب ہونا، نکما ہونا، خفا ہونا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

اعداء (دشمن) سن لیں کہ میں تمہاری ستم کاریوں سے خراب و تباہ ہونے کا نہیں اس لئے کہ میرے وارث و والی گنبد خضراء کے والی ﷺ زندہ موجود ہیں وہ میری بگڑی بناتے بلکہ بگڑنے ہی نہیں دیتے بلکہ اُلٹا میرے اعداء کو تباہ و برباد فرماتے ہیں۔

عقیدہ کی پختگی

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں یہ سمجھایا ہے کہ عقیدہ و عقیدت پر اتنی پختگی و مضبوطی ہو کہ اعدائے دین کو چیلنج کرنے میں باک نہ ہو اسی لئے فقیر اپنے عزیزوں سے کہا کرتا ہے کہ تم اپنے وجود میں تو شک کر سکتے ہو لیکن عقیدہ و عقیدت میں خس برابر بھی شک نہ ہو ورنہ مارے جاؤ گے یعنی عقیدہ و عقیدت اتنی پختگی اور مضبوطی ہو تو اپنے امور میں انجام بخیر میں ذرہ بھر شک نہ ہو جیسے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات پڑھنے والے جانتے ہیں کہ آپ احادیث مبارکہ کے ارشادات پر پختگی عقیدہ و عقیدت کا نہ صرف اظہار فرماتے بلکہ عملی طور پر مشاہدہ کرا دیتے مثلاً مولانا محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں کہ والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ جب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے قرآنِ مجید کا ترجمہ ''کنزالایمان'' مکمل فرمایا تو میری خواہش یہ ہوئی کہ اس کی اشاعت اپنے نعیمی پریس سے کروں۔میں حاضر خدمت ہوا اور اس کی اشاعت کی اجازت لی اب مرحلہ کتابت کا آیا تو میں تین کاتبوں کی کتابت کے نمونے لے کر بریلی حاضر ہوا تا کہ انہیں دکھا کر یہ منظوری لوں کہ کس سے کتابت کرائی جائے۔فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جب

نمونے پیش کیئے تو آپ نے سب سے ادنیٰ تحریر کو پسند فرمایا۔ ابا جان فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کاتب دوسرے دو کے مقابلے میں پست تر ہے تو آپ نے فرمایا مجھے یہی اچھا معلوم ہوتا ہے ابا جان فرماتے ہیں معاً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ عقیدہ کے اعتبار سے یہی کاتب راسخ العقیدہ تھے اور بقیہ دو کاتب راسخ العقیدہ نہ تھے حالانکہ ان کے عقیدہ کے بارے میں کوئی بات نہ ہوئی تھی۔

فائدہ

پختگی عقیدہ گویا اتنا راسخ ہوگیا کہ فہم وفراست سے ہی کھرے کھوٹے کا امتیاز فرمادیتے۔

اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے ہر امتی کے حال پر آگاہی ہے بے شمار واقعات شاہد ہیں اور اپنے ہر اس امتی کی بگڑی بھی بناتے ہیں الٹا اس کے اعداء کو تباہ فرماتے ہیں۔ آپ سے رابطہ قوی اور مضبوط ہو تو اس پر بھی بے شمار واقعات ومشاہدات کتب احادیث وسیر اور تواریخ میں موجود ہیں۔

شاہ عبدالحق دہلوی ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اولیاء میں سے تھے جن کو روزانہ خواب میں دربارِ نبوی (ﷺ) کی حاضری نصیب ہوتی تھی۔ آپ جب مدینہ منورہ میں تکمیل حدیث کر چکے تو حضور اکرم ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جا کر علم حدیث کی اشاعت کرو تا کہ وہاں کے لوگ فیضیاب ہوں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) بغیر حضوریٔ آستانہ مبارک میری زندگی کیسے کٹے گی؟

حکم ہوا پریشان مت ہو رات کو مراقب ہو کر بیٹھ جایا کرو کہ تم ہمارے پاس پہنچ جایا کرو گے تم کو ہر روز زیارت ہوا کرے گی اس پر مطمئن ہو کر جب آپ ہندوستان آنے لگے تو ارشاد ہوا کہ خاکسارانِ ہند پر نظرِ عنایت رکھنا اس کا آپ پر اتنا اثر ہوا کہ جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو شیخ صاحب نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ جب کسی مقام پر باخدا درویش کا سنتے تو اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اس سے ملاقات کرتے۔

چنانچہ آپ سے منقول ہے کہ مجھے ایک مرتبہ دکن کے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شہر کے قاضی عبدالعزیز نامی (شافعی المذہب) سے ایک روز میں نے دریافت کیا کہ آپ کے شہر میں کوئی نیک دل فقیر یا درویش صفت انسان ہو تو بتائیں میں ملنا چاہتا ہوں۔

قاضی صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص اہلِ باطن سے مشہور ہے بہت سے لوگ اس کے مرید اور معتقد ہیں مگر میں

اس کی خلافِ شرع باتوں کی وجہ سے خوش نہیں ہوں۔ قاضی صاحب کے بتائے ہوئے پتہ پر میں فجر کے وقت درویش کے پاس گیا مجھے دیکھتے ہی وہ فقیر بولا مولوی عبدالحق آپ کا بڑا انتظار تھا جب میں بیٹھ گیا تو بعد مزاج پرسی اسی فقیر نے صراحی نکال کر ایک جام خود نوش کیا اور دوسرا جام بھر کے مجھے دیا۔

میں نے کہا میں تمہارے فعل پر اعتراض نہیں کرتا لیکن میرے واسطے حرام ہے تین بار انکار کیا اس نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا جب رات کو میں مراقب ہوا تو دیکھا کہ جہاں خیمۂ دربارِ رسول (ﷺ) ایستادہ ہے وہاں سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لئے کھڑا ہے ہر چند میں نے آگے جانے کا ارادہ کیا لیکن فقیر نے نہ جانے دیا۔ ناچار واپس آ گیا صبح کے وقت پھر اسی فقیر کے پاس گیا اس نے پھر جام پیش کیا میں نے نہ لیا اور کہا میرے لئے حرام تیرے حکم سے خدا اور رسول کا حکم افضل ہے۔ فقیر نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا نہایت حیران ہوا۔ تیسرے روز پھر اس فقیر کے پاس پہنچا اس نے پھر وہی پیالہ پیش کیا میں نے انکار کیا۔

چوتھی شب جو مراقب ہوا تو پھر فقیر کو سدراہ پایا اور وہ لٹھ لے کر میری جانب دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم بڑھایا اس وقت حالت اضطراب میں میری زبان سے نکلا

یا رسول اللہ (ﷺ) الغیاث　　　　یا رسول اللہ (ﷺ) امداد فرمائیے

اسی وقت حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ عبدالحق چار راتوں سے حاضر نہیں ہوا دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ۔ انہوں نے ہم دونوں کو حاضر کیا آپ ﷺ نے فرمایا عبدالحق چار راتوں سے کہاں تھا؟ میں نے سارا قصہ بیان کیا اس پر حضور اکرم ﷺ نے فقیر کی نسبت فرمایا

اخرج یا کلب　　　　نکل جاؤ کتے

صبح میں پھر فقیر کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا تو دیکھا کہ اس کا حجرہ بند ہے دو چار مرید بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا کیا وجہ ہے کہ پہر دن چڑھا ہے اور دروازہ نہیں کھلا تو فقیر صاحب اندر ہیں بھی کہ نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر ندارد حیران ہوئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ کوئی جانور تو یہاں سے نہیں نکلا؟ تو وہ بولے کہ ایک کالا کتا ہم نے یہاں سے جاتے دیکھا ہے جنابِ شیخ نے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا جو کتا بن کر نکل گیا ہے۔ رات کا سارا معاملہ ان کو سنایا اب چاہے تم بیعت رکھو یا توڑو۔ اس واقعہ سے تمام لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ تمام درویشوں نے توبہ کی اور

حضرت شیخ سے بیعت ہوئے۔(تذکرۂ غوثیہ شاہ غوث علی پانی پتی)

اس شعر میں یہ بھی ثابت فرمایا کہ غلامی مصطفیٰ میں پختہ ہو جاؤ دشمن خود بخو د تباہ و برباد ہو جائیں گے جیسے اوپر شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا واقعہ شاہد ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اعداء کا حال بھی سب کو معلوم ہے کہ کیسے تباہ و برباد ہوئے۔

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام

او درِ یار کے جانے والے

شرح

درِرسول ﷺ کی حاضری کے لئے جانے والو ہماری آنکھوں کی طرف دیکھو یہ تمہیں کوئی پیغام دیتی ہیں ان کا پیغام لے جاؤ۔

اس شعر میں دیارِ حبیب ﷺ کا اشتیاق اشاروں کنائیوں سے بیان فرمایا ہے جیسا کہ عشاق کا طریقہ ہے کہ کبھی بادِ صبا کو پیغام دیتے ہیں تو کبھی جانے والوں کو قاصد بنا کر معروضات پیش کرتے ہیں۔

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے اپنے متعدد اشعار میں عرض کیا

نسیما جانب بطحا گزر کن　　　زا حوالم محمد ﷺ را خبر کن

اے بادِ صبا مدینہ پاک پہنچ کر میرے حالات سے حضور اکرم کو خبر دے۔

ازالۂ وہم

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی امت کے حالات سے بے خبر ہیں وہاں تو یہ حال ہے کہ ہر آن ہر لحہ ذرہ ذرہ کائنات کا مشاہدہ فرمارہے ہیں سابقہ جلدوں میں حضور اکرم ﷺ کے علم شریف کے متعلق احادیث بکثرت نقل کر چکا ہوں چند مضامین آپ کے غلاموں کے ملاحظہ ہوں۔

عرش تا فرش

ایک مرتبہ حضرت زید بن حارثہ جو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے پوچھا کس حال میں دن گزرا عرض کی سچا مومن کہہ کر فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے زید نے عرض کی

وکانی انظر الی عربی ربی بارزا وکانی انظر الی اھل الجنة یتزاورون فیھا وکانی انظر الی اھل

النار يتضاعون فيها. (سیرتِ حلبیہ جلد۲صفحہ۱۷۲)

میں گویا عرشِ الٰہی کو ظاہراً دیکھ رہا ہوں اور گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں ملتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور مچاتے دیکھتا ہوں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا

گفت خلقاں چوں نیند آسماں　　　من بہ بینم عرش را باعرشیاں

جس طرح لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں اسی طرح عرش کو اہلِ عرش سمیت دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من　　　ہست پیدا ہم جو بت پیش ثمن

آٹھواں بہشت اور ساتواں دوزخ میرے سامنے اس طرح ظاہر ہیں جس طرح بت پرست کے سامنے بت

اہل جنت پیش چشم زاختیار　　　در کشیدہ یك بہ یك را در کنار

جنتی لوگ میری آنکھ کے سامنے پسندیدگی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ بغل گیر ہو رہے ہیں

کہ شد ایں گوشم زبانگ آہ آہ　　　از حنین ونعرہ واحرتا

میرے یہ کان دوزخیوں کی ہائے ہائے آواز چلانے اور ہائے افسوس کے نعرہ سے بہرے ہو گئے۔

اس شعر میں ان آیات کے مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ (پارہ۲۲،سورۂ فاطر،آیت ۳۷)

اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ۝ (پارہ۱۲،سورۂ ہود،آیت ۱۰۶)

تو وہ بد بخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے۔

یارسول اللہ بگویم سر حشر　　　در جہاں پیدا کنم امروز نشر

یارسول اللہ ﷺ میں حشر کا بھید کہہ ڈالوں میں آج ہی جہاں میں سب راز ظاہر کر دوں۔ (مثنوی شریف جلد ۱صفحہ ۴۰۶)

فائدہ

یہ فخرِ کونین کے غلاموں اور جانثاروں کی نگاہ کا کمال ہے کہ کھڑے ہیں فرش پر دیکھ رہے ہیں عرش کو فرشِ زمین پر کھڑے ہو کر جنت اور اہلِ جنت دوزخ اور اہلِ دوزخ کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ جنت ساتویں آسمان پر اور دوزخ عرش و

فرش، جنتی اور دوزخیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس آفتابِ کونین کی نظر کا کیا پوچھنا۔

نگاہِ ولایت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن طفسونجی اپنی آنکھوں میں سرمہ ڈال رہے تھے ایک آدمی نے عرض کیا حضور اسی سلائی سے میری آنکھوں میں بھی سرمہ ڈال دیجئے۔ آپ نے اس کی آنکھوں میں اس سلائی سے سرمہ ڈال دیا۔ اس پر اس آدمی نے کہا

نظر ت من الفرش الی العرش

میں نے فرشِ زمین سے عرشِ الٰہی تک کی تمام چیزوں کو دیکھ لیا۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۵۸)

اجمیری غریب نواز

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ ایک ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھو جب میں پڑھ چکا تو فرمایا آسماں کی طرف دیکھو میں نے دیکھا فرمایا کہ اب تمہیں کیا نظر آرہا ہے میں نے عرض کی عرشِ اعظم تک دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا زمین کی طرف دیکھو میں نے زمین کی طرف دیکھا آپ نے فرمایا کہ اب تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے؟ میں نے عرض کی تحت الثریٰ تک۔ (انیس الارواح صفحہ ۱۲)

فائدہ

جس نبی کے امتیوں کی قوت باصرہ کا یہ کمال ہو کہ تحت الثریٰ سے لے کر عرشِ مجید تک کی ہر چیز ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اس نبی کی اپنی نگاہ میں کتنی طاقت ہوگی۔

پیام و سلام

عشاق کا طریقہ ہے کہ عشق کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس طرح سے دل بہلاتے ہیں کہ کبھی مدینہ کے راہی کو کبھی بادِ صبا کو (وغیرہ وغیرہ) اپنا سلام و پیام محبوب کے حضور پیش کرتے ہیں۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے سرائیکی زبان میں عرض کیا ہے

ہوا ویندی مدینے پئیں — میڈے ڈھکڑے سناویں چا

یعنی اے صبا مدینے جارہی ہے تو میرے دکھ درد بھی سنا دینا۔

سیدنا محبوبِ الٰہی حضور خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی قدس سرہ نے عرض کی

صباء بسوئے مدینه رو کن　　　ازیں دعا گو سلام برخواں

اے صبا! مدینہ کی طرف رُخ کر اور اس دعا گو کی طرف سے بصد احترام سلام عرض کر۔

بگردِ شاهٔ مدینه گردو　　　بصد تضرع پیغام برساں

حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کا طواف کر اور الحاح وزاری کے ساتھ میرا پیغام پہنچا دو۔

به بابِ رحمت گھے گزر کن　　　به باب جبریل گه جبین سا

اے صبا! کبھی بابِ رحمت کی طرف سے حاضر ہو اور کبھی بابِ جبریل پر اپنی پیشانی جھکا دے

سلام ربی علیٰ نبی گھے　　　به باب السلام برخواهاں

کبھی بابُ السلام پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کر۔

به گو زمن صورتِ مثالی　　　نماز بگذار اندر آں جا

(اے صبا) میرے طرف سے صورتِ مثالی اختیار کر اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر نماز ادا کر۔

به لحن خوش سورۂ محمد　　　تمام اندر قیام برخواں

اور خوشحانی کے ساتھ کھڑے ہو کر سورۂ محمد کی تلاوت کر

بنه به چندیں ادب طرازی　　　سرارادت به خاکِ آں گو

(اے صبا) اس درِ اقدس پر ادب واحترام کے ساتھ سرارادت کو جھکا

صلوٰۃ واقربه روحِ پاك　　　جناب خیر الانام برخواں

کثرت سے درود شریف روحِ مقدس حضور خیر الانام ﷺ پر

به لحن داؤد هم نواشو　　　به نالۂ در و آشنا شو

(اے صبا) لحن داؤدی کے ساتھ ہم نوا ہو جا اور نالۂ درد سے واقف ہو جا۔

به بزمِ پیغمبراں غزل را　　　زعبد عاجز نظام برخواں

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی بزمِ مقدس میں اس غزل کو عبد عاجز نظام کی طرف سے پیش کر

پھر نہ کروٹ لی مدینہ کی طرف
ارے چل جھوٹے بہانے والے

حل لغات

کروٹ، پہلو۔طرف، جانب، ڈھنگ، طور۔ارے، حرفِ ندا، تعجب ظاہر کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ارے کیا ہوا۔کروٹ نہ لینا، خبر نہ ہونا، بھول کر بھی یاد نہ کرنا، واپس نہ پھرنا۔

شرح

بھول کر بھی مدینہ کی جانب یاد نہ کی اب کس لئے عذر کرتا ہے یہ غلط طریقہ ہے اسے جھوٹے اور فضول بہانے بتانے والے دیر نہ کر بس اب چل مدینہ۔

اس شعر میں عاشق مدینہ کو تنبیہ فرمائی ہے کہ عرصہ تک تو یادِ مدینہ سے غافل رہا یاد دلانے پر بہانے بناتا ہے ایسے جھوٹے حیلے بہانے عشق کے مفتی کے ہاں قابلِ قبول نہیں۔

تحقیق لفظ مدینہ

مدینہ کے لغوی معنی ہیں شہر۔ یہ بات متفقہ طور پر تسلیم شدہ ہے کہ دنیا میں آج تک کوئی ایسا شہر نہیں ہوا جس کا نام کسی زبان میں شہر ہے۔

یہ عظمت ورفعت صرف سیدالاولین وآخرین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے دارالہجرت اور آخری آرام گاہ کو ہی حاصل ہے کہ آج صرف مسلمان ہی نہیں غیر مسلم بھی اس کو مدینہ شہر کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔مدینہ عربی زبان میں اسم نکرہ ہے اور گرامر کے لحاظ سے مدینہ کسی شہر کو بھی کہا جا سکتا ہے اسے اسم معرفہ بنانے کے لئے یعنی مخصوص شہر مراد لینے کے لئے المدینہ کہنا ہوگا اس کے باوجود جب بھی کوئی مطلقاً مدینہ کہے گا اس سے یہی شہر معظم یعنی مدینہ منورہ مراد ہوتا ہے۔

اسماءِ مبارکہ

ایک سو کے قریب اس شہر کے نام ہیں فقیر کی کتاب ''محبوبِ مدینہ'' پڑھیئے۔

ایامِ قدیم میں مدینہ

تاریخ قدیم کے مطابق جب نمرود بن کنعان نے بابل میں بادشاہی کے دوران کفر وسرکشی اختیار کی تو ان میں

سے ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کے الہام سے عربی زبان وضع کی اور بابل سے چل کر مدینہ کے گردونواح میں سکونت اختیار کی یہ لوگ عملاق بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اس لئے ان کو عمالقہ یا عمالیق کہتے ہیں شام کے جبابرہ اور مصر کے فراعنہ انہی کی اولاد میں سے ہیں عمالیق نے صدیوں تک مکہ معظّمہ، یثرب (مدینہ منورہ) حجاز وغیرہ پر حکومت کی پھر ان کی اولاد میں یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سرکشی اور تکبر جیسی برائیاں شامل ہوگئیں ایک عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے غرق ہونے کے بعد ملک شام کو فتح کرلیا اور یہاں سے فارغ ہونے کے بعد عمالیق کے قلع قمع کے لئے ملک حجاز کی طرف فوج روانہ کی ایک دوسری روایت کے مطابق یہودیوں کا یثرب آنا بخت نصر کے ظلم تشدد کی وجہ سے تھا عمالیق کے ساتھ ساتھ یمن میں شالخ بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد نے سکونت اختیار کی۔ عمالیق کی تباہی کے بعد یمن سیل عرم (عرم کا سیلاب) کے بعد ان کی اولاد میں سے یمن سے عمرو بن عامر نے یثرب میں آکر سکونت اختیار کی اس کے بڑے لڑکے کا نام ثعلبہ بن عمرو بن عامر تھا یہی اوس وخزرج (قبائل انصار مدینہ) کے مورثِ اعلیٰ تھے۔

تبع

حضور سید المرسلین ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً ایک ہزار برس پہلے تبع بادشاہ ممالک شرقیہ فتح کرتا ہوا جب یثرب پہنچا تو اس کے ساتھ چار ہزار یہودی علماء وحکماء تھے۔ ان میں سے ایک مشہور عالم اور حکیم کا نام شامول تھا جس نے حساب لگا کر تبع بادشاہ کو بتایا کہ یہ جگہ نبی آخر الزمان ﷺ کا دارالہجرت اور آخری آرام گاہ ہوگی اور باقی علماء نے تصدیق کرنے کے ساتھ ہی بادشاہ سے وہیں رہنے کی اجازت حاصل کی تاکہ ان کی اولاد میں سے کسی کو شفیع معظم ﷺ کی زیارت نصیب ہوجائے۔

بادشاہ نے ان کے علیحدہ علیحدہ مکانات تعمیر کرائے اور ایک نہایت نفیس کتاب میں حضور اکرم ﷺ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں نہایت عاجزی سے اپنے ایمان لانے کا اظہار کرکے شفاعت کی درخواست کی۔ خط پر سونے کی مہر لگا کر شامول یہودی عالم کے سپرد کیا اور اس کو پشت در پشت سپرد کرنے کی درخواست کی تا آنکہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شاموں کی اکیسویں پشت سے تھے نے وہ خط حضور سید الانبیا ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ (معارج النبوۃ، جذب القلوب)

مدینہ اقدس ایسا پیارا شہر ہے کہ خود حضور سرورِ عالم ﷺ اپنی برزخی زندگی کے لئے مکہ معظّمہ پر مدینہ طیبہ کو ترجیح

دیتے ہیں۔آپ دعا فرماتے

اللھم لاتجعل منایا بمکۃ اے اللہ ہماری موت مکہ میں واقع نہ ہو۔(جذب القلوب)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوائے ایک حج فرض کے اور حج نہیں کیا اور پھر کبھی بھی مکہ شریف نہ گئے صرف اس ڈر سے کہ مدینہ شریف کے سوا کہیں اور موت نہ آجائے۔آپ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں ہی گزاری اور آخر کار آپ کو وہیں موت آئی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔(ایضاً)

نفس میں خاک ہوا تو نہ مٹا
ہے مری جان کے کھانے والے

حل لغات

جان کو کھانا،تنگ کرنا،بہت باتیں بنا کر پریشان کرنا،دق کرنا۔ ہے کلمۂ تاسف،کلمہ ایجاب وتعجب۔

شرح

اے نفس میں بہت خوار وذلیل ہوا لیکن تو نہ مٹ سکا مجھ پر افسوس کہ تو تو مجھے بہت تنگ کرتا یہ۔

حقیقت نفس

نفس انسان کے لئے بہت بدبلا ہے حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے ایک حکایت لکھی ہے پہاڑ کے دامن میں ایک گاؤں تھا ایک دن گاؤں کے کچھ لوگ پہاڑ کے اوپر گئے تو وہاں ایک بہت بڑا اژدہا برف میں بے حس وحرکت پڑا پایا وہ اسے مردہ سمجھ کر رسوں سے باندھ کے نیچے لے آئے۔گاؤں کے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس دیکھ دیکھ کر خوش ہونے لگے دھوپ تیز ہوئی تو اس کی حرارت سے اژدہا میں زندگی کے آثار نمودار ہوئے آہستہ آہستہ وہ پورے ہوش میں آ گیا پھر اس نے رسے توڑ ڈالے اور جوش سے پھنکارنے لگا۔

حضرت رومی اس حکایت سے ہمیں یہ بات ذہن نشین کراتے ہیں کہ انسان کا نفس جو حیوانی جبلتوں (غصہ،شہوت، لالچ،تکبر وغیرہ) کا مخزن ہے،مجاہدوں اور ریاضتوں سے مرتا نہیں وقتی طور پر بے حس ہو جاتا ہے جب کبھی اسے تھوڑی سی گرمی پہنچے وہ سارے بندھن توڑ کے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

مشہور نعتیہ قصیدہ بردہ شریف کے مصنف امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ نفس دودھ پیتے بچے کی مانند ہے جب تک اسے دودھ پلاتے جائیں وہ پیتا جائے گا اگر دودھ چھڑا دیں تو چھوڑ دے گا یعنی اس کی بات مانتے جائیں تو

وہ اپنی عادتیں نہیں چھوڑیگا اس کی بات نہ مانیں تو وہ اپنی عادات چھوڑ دیگا۔

حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں جس کسی کی بات مانی جائے وہ احسان منداور مطیع ہوتا ہے لیکن نفس ایسی چیز ہے کہ اس کی بات مانیں تو یہ اور زیادہ دشمنی پر اتر آتا ہے اس لئے اس کی بات ایسے سن جیسے دیوانے بے عقل کی بات سنتے ہیں یعنی اس کی بات پر مطلقاً توجہ نہ دے ظاہر ہے کہ دشمن کی بات سننا یا ماننا سخت حماقت ہے اس میں نقصان ہی نقصان ہے۔

سائیں توکل شاہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا نفس مجھے بہت تنگ کرتا ہے اس نے کہا یہ میری بات سنتا ہے تو میں اسے تنگ کرتا ہوں اگر یہ میری بات نہ سنے تو میرا اس پر کوئی زور نہیں۔

یادرہے کہ کسی شخص میں جس حیوانی جبلت کا زور ہو اس کا نفس وہی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

کسی صاحب دل کی ملاقات ایک ایسے مجذوب سے ہوئی جو ہوش میں آچکا تھا۔ اس نے بتایا کہ جذب کے دوران اسے سڑکوں پر گھومتے انسانوں میں سے بیشتر بھیڑیوں، کتوں، سؤروں وغیرہ کی شکلوں میں نظر آتے ہیں خال خال کوئی انسان دکھائی دیتا تھا۔ جنگلی جانور خوبصورت لباس پہنے بڑی بڑی کاروں میں بیٹھے ادھر اُدھر جارہے تھے کیا عجیب منظر ہے۔

اسی طرح ایک حکایت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ آپ جب گھر سے جامع مسجد دہلوی کو جاتے تو چادر اوڑھ کر آنکھیں نیچے رکھ کر چلتے کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے اسے اپنی چادر میں لے کر فرمایا آنکھیں بند کر کے دیکھو جو منظر میرے سامنے آئے مجھے بتایئے اس نے آنکھیں بند کیں دیکھا کہ بندر، گدھے، خچر، بھیڑیئے وغیرہ نظر آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان میں جو بڑا گدھا ہے اس کے کان پکڑ کر آنکھ کھول دیجئے اس نے ایسا کیا تو اس کے ہاتھ اپنے کان پکڑے ہوئے تھا۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ اسی لئے میں آنکھیں نیچی کر کے چلتا ہوں کہ مجھے اہلِ دنیا یونہی نظر آتے ہیں جیسے تم نے دیکھے یادرہے کہ جس نے اپنے کان پکڑ لئے تھے وہ بھی منجملہ اہلِ دنیا میں سے ایک تھا۔

فائدہ

شیطان بھی انسان کو نفس ہی کے ذریعے پھسلاتا ہے انسان کی حیوانی جبلتوں کو اُبھار کر اسے بُرے کاموں پر آمادہ کرتا ہے ایک حدیث شریف کے مطابق شیطان انسان کے بدن میں اس کے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے چونکہ حیوانی

جبلتیں انسان کا حصہ ہیں اس کے خون میں داخل ہیں اور شیطان ان کے ساتھ مل جاتا ہے۔

نفس کو مارا نہیں جا سکتا نہ اسے مارنا چاہیے اسے ضبط کے تحت لانا چاہیے الھڑ بچھڑے کو ضبط کے تحت لا کر اوپر سواری کرتے ہیں اور اس سے کام لیتے ہیں۔

شیطان سے بچنے کا نسخہ

صوفیہ کرام نے فرمایا کہ نفس اور شیطان کی تباہی اور بربادی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ہتھوڑا، گروز، تیر، توپ یا کوئی بم نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب مومن پڑھتا ہے ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے اور اس کو جگہ نہیں ملتی، میلوں بھاگ جاتا ہے نفس اور شیطان کی فنائیت کے لئے ''لا الہ الا اللہ'' سے زیادہ کوئی بڑا وظیفہ نہیں ہے۔

حکایت

حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابلیس کو خواب میں دیکھا تو اسے اپنے عصاء سے مارنے کا ارادہ فرمایا۔ شیطان نے عرض کی اے ابوسعید میں عصا کی مار سے نہیں ڈرتا ہاں آفتابِ معرفت کی شعاع سے ضرور کانپ جاتا ہوں یعنی وہ آفتابِ معرفت جو قلب مبارک کے نورانی آسمان سے طلوع کرتا ہے۔

شیطان سے پناہ مانگنا غیر اللہ سے ڈرنا ہے اور یہ عبودیت کے خلاف ہے۔

دشمن کو دشمن سمجھنا بھی محبت کی نشانی اور غیر اللہ سے بھاگ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا بھی عبودیت کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں طاعت کے لئے تیار ہونا یونہی نصیب ہوتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہو اور اس سے ڈرنا اپنی عاجزی کا اظہار کرنا ہے جیسا کہ منقول ہے

اخاف من اللہ　　　اللہ سے ڈرتا ہوں

یعنی اس کے عذاب و غضب سے اور منقول ہے

اخاف ممن یخاف اللہ　　　اس سے ڈرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

یعنی اس کے بُرے افعال سے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

آدمی را دشمن پنہاں بسیست　　　آدمی باحذر عاقل کسیست

آدمی کے پوشیدہ دشمن بہت ہیں خوف والا آدمی ہی عقلمند ہے۔

لطیفہ

شیطان وغیرہ سے ڈرنے کا مسئلہ اس قوم کے لئے بھاری ہے جو انبیاء اولیاء سے منسوب افعال وامور کو شرک کہتے ہیں شیطان بھی غیر اللہ ہے اور دیگر اعداء مثلاً نفس وغیرہ ان سے ڈرنے کا کیا معنی جب کہ ڈرنا تو صرف اللہ سے چاہیے لیکن یہ عجیب برادری ہے کہ وہ شیطان کے لئے تو گوارا کر جاتے ہیں لیکن انہیں ناگوار ہیں تو انبیاء اولیاء بالخصوص امام الانبیاء ﷺ۔

جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو
طیبہ سے خلد میں آنے والے

شرح

اے حورو تمہیں دیکھ کے ان عشاق کی کیا زندگی ہے جو مدینہ پاک چھوڑ کر بہشت میں آ گئے ہیں بہشت کتنی ہی عظیم شے سہی لیکن مدینہ مدینہ ہے۔ عشاق کا مقولہ مشہور ہے جس نے مدینہ نہیں دیکھا اس نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔

گنبد خضریٰ

مسجد نبوی میں جہاں آج کل گنبد خضریٰ ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں حضور اکرم ﷺ کی ناقہ مبارک (اونٹنی) ہجرت کے موقعہ پر بیٹھی تھی۔ مسجد نبوی کے متصل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ تعمیر ا ہوا۔ دیگر حجراتِ مصطفویہ کی طرح اس کی دیواریں کچی اینٹ کی، چھت کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی، بلندی قد آدم سے ذرہ زیادہ تھی اور دروازہ پر کمبل لٹکا رہتا تھا۔ مشیت ایزدی کے بموجب امام الانبیاء حضور اکرم ﷺ کی روح پرفتوح اسی جگہ سے اعلیٰ علیین کو تشریف لے گئی تو آپ کا مدفن اور آخری آرام گاہ بمطابق حدیث قدسی یہی حجرہ شریف قرار پایا اس وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی حجرہ میں قیام فرماتھیں۔

جب مرقد اقدس پر لوگوں کی آمدورفت کی کثرت ہوگئی تو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سکونت اور مرقد اقدس کے درمیان دیوار بنوالی اور عموماً قبر شریف پر حاضری دیتی رہتیں اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں پر دفن ہو گئے تو کامل پردہ کے بغیر قبروں پر نہیں جایا کرتی تھیں۔

قبور شریف کے متعلق صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کے مقابل اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کے بالمقابل ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کا اہتمام فرمایا اور ساتھ ہی حضرت عائشہ اور حضرت سودا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے بنوائے گئے اس وقت تک یہی دونوں ازواج مطہرات داخلِ حرم ہوکر امہاتِ المومنین کا شرف حاصل کر چکی تھیں۔ حضرتِ حفصہ اور بعد میں شامل حرم ہونے والی ازواجِ مطہرات کے حجروں کے ایک ایک اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے دو دروازے تھے جو منشائے ایزدی کے مطابق تھے کہ اللہ کے حبیب کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ پاک اور آپ کی گود میں ہونا تھا اور رحمت عالم ﷺ کے آخری دیدار اور بعدازاں زیادہ اونچی کردی گئی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ صدیقہ کی اجازت اور بارگاہِ رسالت میں بہ تقاضائے ادب حجرۂ مبارک کو دو حصوں میں تقسیم کردیا تھا بعدازاں حضرت عبداللہ بن زبیر نے روضۂ انور کو چاروں طرف سے محفوظ کردیا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں شدید بارش کی وجہ سے مزاراتِ مقدسہ کی دیواریں منہدم ہوگئیں۔ خلیفہ نے جب اس حالت میں مزارات کو دیکھا تو بہت روئے اور انتہائی عقیدت ومحبت سے اپنی موجودگی میں ان کی مرمت وتزئین کا اہتمام کیا۔

عباسی خلفاء میں خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ نے روضۂ اقدس اور مسجد نبوی کے لئے ایک خاص قسم کی خوشبو اور خلیفہ المتوکل نے روضۂ اقدس کے اردگرد سنگ مرمر کا فرش بچھانے کا بطورِ خاص اہتمام کیا۔

خلیفہ المقتفی نے ۵۴۸ھ میں ان تعمیرات پر اضافہ کیا اور از سرِنو سنگ مرمر بچھایا صندل و آبنوس کی نہایت خوبصورت پھولدار کھڑکیاں لگائی گئیں۔ المقتفی کے وزیر کے لئے شمع نبوت کے پروانوں نے ایک دروازہ سے داخل ہوکر زیارت کرتے اور براق پتھروں سے حرم نبوی کو مزین کردیا اسی دور میں شاہانِ مصر کی طرف سے ریشمی پردے لٹکائے گئے جن پر سورۂ یٰسین لکھی گئی تھی۔ خلیفہ المقتفی نے ۵۷۰ء میں بنفشی رنگ کے ریشمی پردے تیار کرائے گئے جن کے چاروں کونوں پر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی لکھوا کر روضۂ اقدس پر لٹکائے خلفائے عباسیہ کے علاوہ دیگر سلاطین بھی اپنی عقیدت ومحبت کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے۔

سلطان رکن الدین بیبرس نے ۶۶۷ھ میں حج ادا کیا اور روضۂ اقدس پر حاضری کے بعد اس کے اردگرد نہایت خوبصورت جالی دار جنگلہ مزاراتِ مقدسہ کے چاروں طرف لگوادیا۔

مصر کے فرمانروا قلاؤون خاندان جس کا دورِ اقتدار ۷۹۲ء تک رہا روضۂ اقدس کے سلسلہ میں نمایاں خدمات

انجام دیتا رہا۔مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اس خاندان کے ایک سلطان قلادون صالحی کے صاحبزادے الملک الناصر محمد کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بڑی خوبیوں کا مالک ہے اور ان کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خادم حرمین شریفین ہیں۔

ایک اور مشہور سیاح ابن جبر نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ ہم نے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کی چوڑائی ہر طرف سے بہتر بالشت تھی۔سنگِ مرمر کے ایسے حسین اور دلکش پتھر نصب ہیں جن کی نفیس کاری اور خوبی دلآویزی کی شرح نہیں کی جا سکتی۔دیواروں پر مسک وطیب کی تہیں چڑھیں ہیں اور لاجوردی پردے عجب شان سے لہراتے رہتے ہیں۔ ان پر چہار پہلو اور ہشت پہلو حلقے اس نفاست اور مہارت سے بنائے گئے ہیں کہ اندر گول دائرہ اور باہر سفید نقطے ہیں ان کی اشکال ایسی بدیع اور حسین ہیں کہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

جو مقام مہبط جبریل کہلاتا ہے وہاں اظہارِ علامت وعقیدت کے طور پر صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے دوسرے دروازہ سے گزرنا تھا۔

کائنات کے مالک ومختار کے حجرے کتنے بڑے اور عالیشان تھے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنیئے فرماتے ہیں میں ابھی نابالغ ہی تھا ان بابرکت حجرات میں جاتا تو آسانی سے ان کی چھتوں کو چھولیا کرتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا تھا اور مدینہ منورہ میں رخصتی ہو کر اس حجرۂ شریف میں آئی تھیں جسے گنبدِ خضریٰ کے مکین کی آخری جلوہ گاہ بننے کی شوکت وسعادت حاصل ہونا تھی اور یہ وہ عظمت و رفعت ہے جس پر عرشِ عظیم بھی ہمیشہ رشک کناں رہے گا۔

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد روضۂ اقدس کی مجاورت اور تولیت کی پہلی سعادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حصہ میں آئی۔حضور اکرم ﷺ کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارک میں ہوا۔حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ گرامی کے مطابق نبی کا جس مقام پر وصال ہوتا ہے وہیں آخری آرام گاہ ہوتی ہے۔

سیدنا صدیق اکبر کی وصیت کے مطابق آپ کو بھی اسی حجرہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔سرکارِ دو عالم ﷺ اور اپنے والد کے مزارات تک حضرت عائشہ کی بلاجھجک آمد اور موجودگی رہی لیکن جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور آپ کا مزارِ مبارک بھی اسی حجرہ میں بنا تو پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا۔حجرہ شریف کو ابتداء میں لکڑی کی دیوار سے اور پھر پختہ دیوار سے تقسیم کر دیا۔مزار انور کے اردگرد جو دیوار حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنوائی تھی جمال الدین نے بڑی عقیدت ومحبت اور دلچسپی کا مظاہرہ کر کے

شفاف اورا لگ پردہ لٹکا یا گیا ہے۔

مواجہہ شریف کے سامنے چاندی کی ایک سلاخ ہے اس بات کی علامت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا رُخِ پرنور اس طرف ہے اور جدھر صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مبارک چہرے ہیں ادھر بیس قندیلیں چاندی کی آویزاں ہیں اور دو سونے کی ہیں۔

سلاطین مصر نے خانہ کعبہ کے غلاف اور روضۂ نبوی کے پردوں کے لئے خاصی جائیدا دوقف کر دی تھی جس کی آمدنی سے ہر سال غلافِ کعبہ اور پانچ سال کے بعد روضۂ رسول کے پردے تیار ہوتے ہیں۔

گنبدِ خضریٰ اور روضۂ پاک کی موجودہ صورت ۸۸۶ھ میں وجود میں آئی جواب تک قائم ہے۔

مصر کے قلادون خاندان کے سلاطین کی طرح ترک سلاطین نے بھی روضۂ اطہر کی تعمیر و تزئین میں حسن اہتمام کی تمام دلنوازیوں کے ساتھ حصہ لیا گنبدِ پاک کا سبز رنگ ترک سلاطین کی پسند ہے ذوقِ نظر کے ساتھ ان کے حسن انتخاب و حسن عقیدت کا مظہر ہے۔ عثمانی خلیفہ محمود خان پاشا نے ۱۲۳۳ھ میں ذاتی طور پر دلچسپی لے کر گنبد پاک پر سبز رنگ کرایا جو آج تک نظر نواز ہے۔

محمود خان پاشا کو اس اہتمام اور خصوصی توجہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ماضی قریب میں متشدد گروہ مزارات منہدم کرنے میں پیش پیش تھا جس کے نتیجہ میں پورا عالم اسلام مضطرب ہو گیا تھا۔

مدینہ کا سفر ایک صدی پہلے

ایک صدی پہلے مکہ مکرمہ میں عرفات میں یوں ہوتا کہ مسجد کے دروازہ کے سامنے امام صاحب ناقہ پر سوار ہو کر خطبہ پڑھتے چند آدمی ناقہ کے گرد جھنڈے ہاتھوں میں لے کر کھڑے ہو جاتے یہاں لاکھوں آدمی خطبہ میں مصروف جہاں خطبہ میں لفظ لبیک آتا ہے جھنڈیاں ہلائی جاتی ہیں جب تک جھنڈیاں متحرک رہتی لبیک پکارا جاتا جھنڈیاں نیچے ہوتیں تو خاموشی طاری ہو جاتی یہی کیفیت غروب تک رہتی ہے یہ وہ دور ہے جب نہر زبیدہ چلتی اور مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی اس کا علاقہ سرسبز و شاداب تھا۔ حج کی فراغت کے بعد حجاج مدینہ منورہ روانہ ہوتے جس کے لئے بارہ منزلیں مقرر تھیں۔

(۱) وادیٔ فاطمہ:۔ یہاں آبِ شیریں کی نہر ہے اور پانی مفت ملتا ہے۔

(۲) بئر عصفان:۔ یہ چار کنویں میٹھے ہیں پانی مفت۔

(۳) منتوکا:۔ یہاں میٹھا پانی دور ہے بدولا کر بیچتے ہیں۔

(۴) گدیمہ یعنی قدیمہ:۔ یہاں یہی پانی قیمت سے ملتا ہے اگر چہ پندرہ کنویں میٹھے ہیں۔

(۵) رابغ:۔ سمندر کے کنارے پر ہے سلطانی قلعہ میں فوج رہتی ہے کھاری بکتا ہے مگر دور سے میٹھا پانی بہی گراں قیمت پرآ سکتا ہے۔

(٦) بیئر مستورہ:۔ پانی کنوؤں کا گدلا ہے مگر مفت مل جاتا ہے۔

(۷) بیر الشیخ:۔ یہ ایک کنواں گدلے پانی کا ہے۔

(۸) بیر احسان یا بیناء بن حصانی:۔ یہاں گدلا پانی مفت مل جاتا ہے۔

(۹) آبیار خلط:۔ پانی شیریں ہے۔

(۱۰) بیئر عباس:۔ پانی گدا اور قیمت سے ملتا ہے۔

(۱۱) قرش:۔ پانی نایاب گذشتہ منزل سے مشکیزوں اور صراحیوں میں بھرلاتی ہیں۔

(۱۲) مدینہ منورہ

یعنی قرش سے روانہ ہو کر ایک پہاڑ ملتا ہے جس کو کوہ مفرح کہتے ہیں یہاں سے مدینہ سات کوس رہ جاتا ہے وہیں سے روضۂ مبارک نظر آنے لگتا ہے جنہیں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں تو یہیں سے زیارت کر لیتے ہیں ورنہ چار آگے بڑھ کے تو رستہ ہی ہے یہاں سے لوگ اونٹوں سے اتر کر ہو لیتے ہیں مدینہ جب کوس ڈیڑھ کوس رہ جاتا ہے تو پہاڑوں کے سلسلے میں اور لمبی لمبی سیڑھیاں ملتی ہیں اور اترتے ہی اکابرین شہران کا استقبال کرتے ہیں۔

نیم جلوے میں دو عالم گلزار
واہ واہ رنگ جمانے والے

حل لغات

واہ واہ، سبحان اللہ، شاباش۔ رنگ جمانا، رنگ چڑھانا، رنگنا، اثر قائم کرنا۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے نیم جلوے میں جملہ عالم باغ و بہار ہے۔ سبحان اللہ آپ کی عظیم الشان آپ کیا ہی خوب رنگ چڑھاتے ہیں۔

جملہ عالم گلزار

احادیث مبارکہ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرشِ بریں کو پیدا فرمایا تو اس پرنور سے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا تو آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ ساق عرش پر شجر طوبٰی کے پتوں پر، سورۃ المنتہٰی کے پتوں پر، حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی دونوں آنکھوں کے درمیان غرضیکہ ہر جگہ نام محمد ﷺ اسم اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ رب کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تیرا وہ فرزند ہے اگر یہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ اس فرزند کے صدقے اس کے باپ پر رحم فرما اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یا آدم لو تشفعت الینا بمحمد ﷺ فی ھل السماء والارض لشفعناک

(سیرتِ نبویہ جلد ا صفحہ ٦، جواہر البحار جلد ا صفحہ ٢٠٥)

اے آدم! اگر تم محمد ﷺ کے وسیلے سے تمام آسمان والوں اور تمام زمین والوں کی شفاعت کرتے تو ہم تمہاری شفاعت قبول فرماتے۔

آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام سے فرمایا اے میرے پیارے فرزند تو میرے بعد خلیفہ ہے خلافت میں تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا جب تو اللہ کا ذکر کرے تو ساتھ محمد ﷺ کی تعریف میں بھی رطب اللسان رہنا اس لئے کہ میں نے اس وقت ان کا نام ساقِ عرش پر لکھا دیکھا جبکہ میں روح اور مٹی کے درمیانی منزل میں تھا پھر میں نے آسمانوں کا طواف کیا میں نے آسمانوں کی کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں آپ کا نامِ مبارک تحریر نہ ہو پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا وہاں میں نے جنت کے محلات پر نامِ محمد ﷺ لکھا دیکھا۔ علاوہ ازیں حوروں کے سینوں پر، فرشتوں کی دونوں آنکھوں کے درمیان درخت طوبٰی اور سدرہ کے پتوں پر اس نامِ اقدس کو لکھا دیکھا اے میرے فرزند تو محمد ﷺ کا ذکر کثرت سے کر اس لئے کہ فرشتے اپنے اکثر اوقات میں آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۹)

حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا
کہتے ہیں اگلے زمانے والے

حل لغات

سا، حرفِ تشبیہ، مانند جیسے کالا سا، گورا سا۔ اگلا، پہلے کا آگے کا، قدیم۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے حسن و جمال جیسا نہ کسی نے دیکھا نہ سنا۔ پہلے زمانے والے یہی کہتے ہیں

رُخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ نہیں کوئی دوسرا آئینہ　　نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

حسن محمد مصطفی علیٰ صاحبہ السلام

حسن یوسفی کی دھوم تو چار دانگ عالم ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔ آپ نے شاہی خزانے کی گندم بھوکوں اور قحط زدہ لوگوں میں تقسیم فرمانا شروع کردی ابھی آئندہ فصل کو تین مہینے باقی تھے کہ خزانے کی گندم ختم ہوگئی اب حضرت یوسف علیہ السلام سوچنے لگے کہ یہ تین مہینے کیسے گزریں گے؟ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رُخ سے نقاب اُٹھا دیجئے اپنے چہرۂ انور کے دیدار سے بھوکوں کو سیراب فرمائیے جو بھوکا بھی چہرۂ انور کا دیدار کرے سیر ہوتا جائیگا گویا بھوکے پیاسے لوگ دیدار کی سیرابی سے اپنی بھوک کے احساس سے بے نیاز ہو جائیں گے اور کیوں نہ ہوئے ہونگے جب قرآن یہ بتا رہا ہے کہ زنانِ مصر نظارۂ حسن یوسف علیہ السلام کے غلبے میں اپنے ہاتھوں کے کٹ جانے کے احساس سے بے نیاز ہوگئیں جسمانی اعضاء کا کٹ جانا صاف ظاہر ہے کہ بھوک کے احساس سے کہیں زیادہ شدید تکلیف کا باعث تھا اگر دیدارِ حسن یوسف ان کی توجہ اس تکلیف کی شدت سے ہٹا سکتا ہے تو بھوک کے احساس سے بے نیاز کیوں نہیں کرسکتا۔

نظارۂ حبیب کبریا ﷺ یوسف علیہ السلام کا نظارۂ حق اور اس سے بھوک کا ختم ہوجانا بجا لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ کے دیدار سے سرشار ہوکر بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ صرف بھوک کا علاج بلکہ ہر دکھ اور درد کا مداوا آپ کے دیدار پُر انوار کو سمجھتے یہاں صرف بھوک کے متعلق چند واقعات عرض کردوں۔

(۱) بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھوک کی شدت کی وجہ سے بارگاۂ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے مگر آپ کے نزدیک اس بھوک کا علاج کھانا نہیں دیدارِ محبوب تھا سو جس علاج کی غرض سے حاضر ہوئے تھے حضور اکرم ﷺ کے استفسار پر وہی عرض کردیا۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لئے آئے تھے کہ آپ کی زیارت سے اپنی بھوک کو دور کرسکیں جس طرح اہلِ مصر حسنِ یوسف علیہ السلام سے اپنی بھوک کو دور کرلیتے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل میں بھی راز یہی تھا مگر انہوں نے اپنا مدعا نہایت لطیف انداز میں پیش کیا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نورِ ولایت کی وجہ سے واضح ہوچکا تھا کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ کا دیدار ضرور نصیب ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا

کیف کان حبکم لرسو اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ کی ذات سے کس قدر محبت تھی

آپ نے فرمایا

کان رسول اللہ ﷺ احب الینا من اموالنا و اولادنا و ابائنا و امھاتنا ومن الماء البارد علی الظما. (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۵۶۸)

رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباؤ اجداد وامہات سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ کسی پیاسے کو شدید پیاس میں ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اس سے کہیں بڑھ کر اپنے آقا سے محبت تھی۔

یعنی لوگوں کی پیاس ٹھنڈے پانی سے بجھتی ہے مگر ہماری آنکھیں اور دل زیارتِ چہرۂ نبوی ﷺ سے سیراب ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے آقا کے حضور کہا کرتے یا رسول اللہ ﷺ

انی اذا رایتک طابت نفسی وقرت عینی (سیدنا محمد ﷺ صفحہ ۲۰۷ مطبوعہ مصر)

جب میں آپ کو دیکھ لیتا ہوں دل خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی آپ کا چہرۂ اقدس دیکھ کر بے اختیار پکار اُٹھا

انک احب والذی ومن عینی ومنی وانی لا حبک بداخلی وخارجی وسری وعلانیتی.

(تاریخ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

آپ مجھے میرے والدین سے زیادہ محبوب ہیں آقا میرے ظاہر و باطن اور خلوت وجلوت میں آپ کی ہی محبت کی حکمرانی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے صحابی تھے جو آپ کے پُرانوار چہرۂ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے

فلینظر الیه لا یطرف کہ وہ آنکھ جھپکتے ہی نہ تھے

ایک دن حضور ﷺ نے ان سے پوچھا

ما بالک اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے

دست بستہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ قربان

انی اتمتع بک بالنظر الیک (ترجمان السنہ رواہ الطبرانی)

میں آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر کے لطف اندوز ہورہا ہوں

اس روایت میں ”ینظر الیہ لا یطرف“ ح دیکھ رہا تھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکتا اور ”انی اتمتع بک بالنظر“ آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں کے دونوں جملے بار بار پڑھئے اور ان خوش بخت عشاق پر رشک کیجئے جن کی ہر ہر ادا نے انسانیت کو عشق و محبتِ رسول کا درس دیا۔

زیارت نہ کروں تو مر جاؤں

امام شعبی حضرت عبداللہ بن زید انصاری کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں

ولو لا انی اتیک فاراک لظننت انی ساموت

اگر مجھے آپ کا دیدار نصیب نہ ہو تو میری موت واقع ہو جائے

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

اسی صحابی کے بارے میں ہی منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ وصال کا سن کر نہایت ہی غمزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا کی

اللھم اذھب حتی لااری بعد حبیبی محمداحدا فکف بصرہ

اے اللہ میری آنکھیں واپس لے لے تا کہ میں اب اپنے پیارے حبیب آقا محمد کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں پس ان کی نظر اُسی وقت ختم ہو گئی۔

چہ کنم چشم بدمن نکند بکس بگاھے

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی بینائی جاتی رہی لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے اور افسوس کا اظہار کرنے لگے انہوں نے جواب میں کہا

كنت اريك بها لا نظر الى نبى ﷺ فاماذا قبض النبى ﷺ فولله ما يسرنى ان بهما بظبى من ظبا تبالة. (الادب المفرد للبخاری صفحہ ۱۴۱)

مجھے ان آنکھوں سے فقط اس لئے محبت تھی کہ ان کے ذریعے مجھے اپنے پیارے آقا کا دیدار نصیب ہوتا اب چونکہ آپ کا وصال ہوگیا اس لئے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو بھی مجھے کیا خوشی

وہی دھوم ان کی ہے ماشاء اللہ
مٹ گئے آپ مٹانے والے

حل لغات

دھوم، شہرہ، افواہ غل غپاڑہ۔ ماشاءاللہ، خدا بُری نظر سے بچائے، کیا کہنا ہے۔

شرح

وہی ان کی شہرت کا کیا کہنا وہ جوان کو مٹانے کی فکر میں تھے خود ہی مٹ گئے۔

مٹ گئے مٹانے والے

حضور اکرم ﷺ کے اعداء کفار و مشرکین نے آپ کے نام و نشان کے مٹانے کے لئے ہزاروں جتن کئے لیکن اب وہ خود رہے نہ ان کا نام و نشان۔

کتب سیر میں ہے کہ ایک روز آپ خانۂ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے عقبہ نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یوں دعا فرمائی یا اللہ تو گروہ قریش کو پکڑ۔ یا اللہ تو ابو جہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کو پکڑ۔

اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بدر کے دن مقتول دیکھا اور امیہ کے سب چاہ بدر میں پھینک دیئے گئے۔ امیہ موٹا تھا جب اسے کھینچنے لگے تو چاہ میں ڈالنے سے پہلے ہی اس کے اعضا ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ مزید واقعات دیکھئے فقیر کی کتاب ''گستاخوں کا بُرا انجام''

لب سیراب کا صدقہ پانی
اے لگی دل کی بجھانے والے

حل لغات

لب، ہونٹ، کنارہ، طرف، جانب تھوک، رال۔ سیراب، پانی سے بھرا ہوا، بھرپور، پھولا پھلا۔ لگی، خواہش، پریت، لگن، راگ، لپیٹ، آگ، آتش۔ بجھانے ٹھنڈا کرنا، دھیما کرنا۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ اپنے سیراب ہونٹوں کے صدقے رحمت کا پانی عطا ہوا ے جلی ہوئی دل کی آگ کو ٹھنڈا کرنے والے۔

اس شعر میں تمنائے زیارتِ حبیب ﷺ کے بعد میٹھی میٹھی باتیں سننے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے جیسا کہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا۔

آپ کے اشعار فقیر اس شرح میں لکھ چکا ہے۔

ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں
راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے

حل لغات

تھانے والے، پولیس کی چوکی والے

شرح

میں مجرم ہوں مجھے بھی اپنے دامن کی پناہ میں لے لو اس لئے کہ راستہ میں پولیس کی چوکیاں ہیں کہیں پکڑا نہ جاؤں۔

ہوگیا دھک سے کلیجا میرا
ہائے رخصت کی سنانے والے

حل لغات

دھک، دل کی ناگہانی حرکت، جھوٹی جول پہلا معنی مراد ہے۔ کلیجہ، انسان کا جگر، ہمت دلیری، حوصلہ پیار، پونچی مطلق دل، کلمہ تنفر مثلاً کسی نے پوچھا یہ کیا ہے دوسرے نے کہا تمہارا کلیجہ، چھاتی سینہ، یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ ہائے، افسوس، کلیجہ دھک سے ہو جانا ایک محاورہ ہے اس سے مراد دل پر خوف چھا جانا، حیرت چھا جانا، دل کو رنج دینا۔

شرح

میرے دل پر خوف چھا گیا ہائے رخصت (الوداع) کی بات کرنے والے مدینہ پاک سے الوداع کے وقت ہجر مدینہ کا حال ظاہر فرمایا ہے کیونکہ مدینہ پاک سے الوداع عاشق کے لئے موت سے کم نہیں ہوتا ہم نے آنکھوں سے عاشقانِ زار کو دیکھا کہ جونہی الوداعی زیارت کو جاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ان کی جان لبوں پر ہے۔روتے آنسو بہاتے، ہچکیاں بندھ جاتی ہیں بڑی مشکل سے فراغت پا کر مسجد نبوی پاک ﷺ سے باہر نکلتے ہیں۔

خلق تو کیا ہیں کہ خالق کو عزیز
کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

حل لغات

عجب، انوکھا، نیا، عمدہ، نادر۔ بھانا، مرغوب ہونا، دل کو لگنا۔

شرح

نہ صرف مخلوق بلکہ خالق کو بھی عزیز ہیں کچھ عجیب سے محبوب ہیں کہ ہر ایک کو مرغوب اور دلپسند ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ . (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب رب تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ تم بھی اس سے محبت کرو۔حضرت جبرئیل خود بھی محبت کرتے ہیں اور تمام آسمانوں میں اعلان فرماتے ہیں کہ فلاں بندے سے رب محبت فرماتا ہے سارے آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر دنیا والوں کے دلوں میں اس کی محبت میں ڈال جاتی ہے جس سے مخلوق کے دل خود بخود اس کی طرف کھنچے لگتے ہیں اسی طرح آیت کریمہ میں اشارہ ہے

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ○ (پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۹۶)

عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا۔

خلق کو عزیز

بعض اولیاء اللہ جیسے حضور خواجہ اجمیری یا سرکارِ بغداد یا خواجہ سہرورد یا خواجہ نقشبند قدس سرہم کہ لوگوں نے اگر چہ

ان حضرات کی زیارت نہ کی مگر خود بخود لوگ ان کی طرف کھچ رہے ہیں بلکہ ناسمجھ مخلوق بھی اللہ کے پیاروں سے محبت کرتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے لئے تو کتب سیر میں معجزات بکثرت ملتے ہیں مثلاً سوکھی لکڑی آپ کے فراق میں روتی رہی، کنکروں نے کلمہ پڑھا، جانوروں نے سجدے کئے وغیرہ وغیرہ۔

اولیاء کرام سے محبت

اولیائے کرام کے لئے بھی بے شمار اس قسم کے واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔

کشتہ دشت حرم جنت کی
کھڑکیاں اپنے سرہانے والے

حل لغات

کشتہ فارسی اسم مفعول از کشتن قتل کیا ہوا، لاش، بوتھ، عاشق، مٹا ہوا، ماری ہوئی دھات، یہاں عاشق مراد ہے۔
کھڑکیاں، کھڑکی کی جمع جھروکا، چھوٹا دروازہ، بگڑہ کے اوپر کا حصہ جو موکھا سا کھلا ہوا ہوتا ہے۔ سرہانہ، وہ چیز جس پر تکیہ رکھ کر لیٹتے ہیں۔

شرح

صحرائے حرم کے عاشق کا مرتبہ ہے کہ جس کے سرہانے جنت کی کھڑکیاں مشتاق کھڑی ہیں۔

کیوں رضآ آج گلی سونی ہے
اُٹھ مرے دھوم مچانے والے

حل لغات

سونی، خالی، ویراں۔ دھوم مچانا، غل مچانا، ہنگامہ برپا کرنا۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) آج گلی کیوں ویران ہے اُٹھ کھڑا ہوا اے ہنگامہ برپا کرنے والے۔
اس شعر میں امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ پہلے مصرعہ میں انسانی فطرت کا ذکر فرمایا ہے کہ انسان عموماً غفلت اور سستی کی زندگی بسر کرتا ہے دوسرے مصرعہ میں کچھ کام کرنے کی ترغیب وتحریص دلائی ہے کہ انسان جب مردِ

مجاہد بن کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ہر سو دین اسلام کی دھوم مچ جاتی ہے جس سے اس کو اپنی ذات کو بھی خطاب کرنا پڑتا ہے گویا مصرعہ میں یوں فرمایا

اے مردِ خدا کچھ کر کے دکھا

مثلاً دیکھئے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین واسلام کو زندہ کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تو ساری دنیا میں دین واسلام کی دھوم مچادی۔

سیدنا علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پنجاب میں دھوم مچائی تو سیدنا غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کو رنگ دیا۔

خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو دیکھئے کہ کسی دھوم مچائی کہ عرب وعجم کا کون سا کونہ ہے جہاں آپ کی دھوم نہیں عرب وعجم میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت کے متعلق پروفیسر مسعود احمد صاحب مدظلہ کی تصنیف کا مطالعہ کیجئے۔

نعت ۶۳

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

حل لغات

مہکنا، معطر ہونا، خوشبو دینا۔ بھٹکنا، راستہ بھولنا، ڈانواں ڈول پھرنا۔

شرح

کیا ہی محبوب پیارا ہے کہ جب وہ مہکنے والے مہکتے اور خوشبو پھیلاتے ہیں تو آپ کی خوشبو سے راستہ پا لیتے ہیں وہ جو راستہ بھولنے والے ہوتے ہیں۔

خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اس شعر میں ان احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر میں خوشبو ہی خوشبو تھی آپ جس راہ سے گزرتے ہفتوں خوشبو مہکتی رہتی تھی اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور اکرم

ﷺ کی تلاش میں ہوتے انہیں آپ کی خوشبو سے راستہ مل جاتا تو وہ بغیر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ جاتے۔

جسم کے پسینہ کی خوشبو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوش منظر، نورانی رنگت والے تھے، توصیف کرنے والے نے سوائے آپ ﷺ کے اور کسی کے چہرہ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ نہیں دی اور جب کبھی آپ کو پسینہ آتا تو آپ کے چہرۂ انور سے موتیوں جیسے قطرے جھڑتے تھے جو مشک وعنبر وکستوری سے زیادہ خوشبودار تھے۔ (زینت المجالس، خیر البشر بے مثل بشر)

سوال

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ بغدادی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں؟

جواب

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے کیونکہ امام محمد بن اسماعیل بخاری (صاحب بخاری شریف) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور علم حدیث کا قاعدہ ہے جس حدیث کو ایسے ائمہ حدیث قبول کرلیں وہ حدیث قابل حجت ہوتی ہے۔ صاحب روض انف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مندرجہ ذیل کا واقعہ لکھ کر ایک شعر لکھا کہ ایک صحابی کا قصہ ہم لکھ آئے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی میں اپنی بیٹی بیاہ رہا ہوں میری مدد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ایک شیشی اور درخت کی ٹہنی لاؤ وہ لایا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنی دونوں کلائیوں سے پسینہ پونچھ کر شیشی بھردی اور فرمایا یہ شیشی بیٹی کو دو اور اسے کہو کہ یہ لکڑی شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگائے چنانچہ لڑکی نے ایسے ہی کیا اسی وجہ سے اس گھر کی شہرت بھی بیت الطیبین (عطر والے) سے ہوگئی۔

یفوح من عرق مثل الجمان لہ شذ تضل الفرانی منہ تقطر

حضور اکرم ﷺ کا پسینہ مبارک (موتیوں کے مشابہ تھا) سے خوشبو مہکتا، حسین عورتیں اسے بجائے عطر کے لگاتی تھیں۔

کوچے بسا دیئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینے کی راہوں میں سے کسی راہ سے گزرتے تو اہل مدینہ ان راہوں میں مہکتی ہوئی خوشبو پاتے تھے اور کہتے تھے کہ اس راستے سے رسول اللہ ﷺ گزرے ہیں (اس حدیث کو ابویعلیٰ اور بزاز نے صحیح سند سے روایت کیا) (المواہب الدنیہ صفحہ ۸۲)

جگمگا اُٹھی مری گور کی خاک
تیرے قربان چمکنے والے

حل لغات

جگمگانا، روشن ہونا۔ گور، قبر، روشنی دینا، کوندنا، رونق پکڑنا۔

شرح

میری قبر کی خاک روشن ہوگئی جب آپ میری قبر میں تشریف لائے۔ نفسی الفداء اے میرے کریم، تاریکیوں کو روشنی بخشنے والے۔

ہر قبر میں جلوہ گری

اس عقیدہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہر قبر میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اس سے مومن کو اور کیا چاہیے کہ قبر کی کالی رات میں آقائے کونین جلوہ گر ہوں تو اس کی گور کی خاک جگمگا نہ اُٹھے گی تو اور کیا ہوگا۔ زیارت ہر قبر کے متعلق اس شرح میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور فقیر کی علیحدہ تصنیف "القول المویدہ فیما تقول فی ھذا الر[illegible] لمحمد" بھی خوب ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

مہ بے داغ کے صدقے جاؤں
یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

حل لغات

مہ، چاند۔ بے داغ، صاف، پاک، بے گناہ۔ دمکنا، چمکنا، جھلکنا۔

شرح

محبوب صاف چہرے والے پہ قربان جاؤں دیکھو لوگو چمکنے والے پھول چمکتے ہیں آسمانی چاند چمکتا ہے لیکن اس کے چہرے میں چھائیاں ہیں اور ہمارے محبوب ﷺ کے چہرے کی صفائی کا کیا کہنا اس میں داغ کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔

مہ بے داغ

حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کو بے داغ کہہ کر گویا اس شاعر کو ادب سکھایا ہے جس نے آپ کو چاند سے تشبیہ دی جیسے کسی دوسرے شاعر نے کہا ہے کہ

چاند سے تشبیہ دینا کیا یہی انصاف ہے　　　چاند کے منہ پر چھائیاں عربی کا چہرہ صاف ہے

اس کی اصل وجہ یہ ہے جو کسی نے فرمایا

مصطفی آئینۂ روئے خدا است　　　منعکس دروئے همه خوئے خدا است

رسول اللہ ﷺ اللہ کا آئینہ ہیں آپ میں تمام صفاتِ خداوندی منعکس ہیں۔

جو ذات ذاتِ خداوندی کا آئینہ ہو اس میں داغ (عیب) وغیرہ کیسا بلکہ اس میں داغ (عیب) کا تصور بھی کفر ہے۔

دوسرے مصرعہ میں نبی ﷺ کے نام لیواؤں کی شان بیان فرمائی جو تہہ دل آپ (ﷺ) کا نام لیوا ہے اس کی شہرت چار دانگ عالم ہے مثلاً خود امام احمد رضا محدث بریلوی کو دیکھ لیجئے کہ الحمد اللہ کہ آج ان کا چار دانگ عالم میں ایک ''عاشق رسول ﷺ'' اور عالم اسلام کے ایک عظیم مفکر کی حیثیت سے دمک رہا ہے اور عشق و علم مصطفیٰ ﷺ کی روشنی اور خوشبوئیں تمام عالم میں بکھیر رہا ہے۔

ایسے ہی سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لیجئے کہ انہوں نے خود کو اتنا چھپایا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے دین کے ستون جیسے امام بھی آپ کے ہم زمان ہو کر آپ سے بے خبری کا اظہار کر رہے ہیں لیکن ان کے نام کو عشق ﷺ نے ایسا روشن کیا کہ آپ نہ صرف عالم سفلی میں مشہور ہیں بلکہ عالم بالا میں آپ کا نام روشن ہے۔ ایسے ہی ہر عاشق رسول (ﷺ) کا حال ہے کس کس کا حال لکھوں۔

عرش　تک　پھیلی　ہے　تاب　عارض

کیا　جھلکتا　ہے　جھلکنے　والے

حل لغات

تاب، روشنی، چمک۔ عارض، رخسار، گال۔ جھلکنا، جلوہ دکھانا، کوندنا۔

شرح

چہرۂ اقدس کی چمک عرش تک پھیلی ہوئی ہے سبحان اللہ کیا جلوہ دکھانے والے جلوہ دکھاتے ہیں۔

نور علیٰ نور

چونکہ آپ سراپا نور ہی نور تھے بشری لباس ایک حجاب تھا جس سے آپ کی نورانیت کا ظہور محسوس نہ ہوتا ورنہ حقیقت وہی تھی جو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا ہے

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ . (پارہ ٦،سورۃ المائدہ،آیت ١۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

سے آپ کی نورانیت کا ثبوت کافی ہے اس پر احادیث مبارکہ کے شواہد حاضر ہیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ ذیل احادیث روایت کرتے ہیں تحقیق میں اللہ کے نزدیک اس حال میں خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں کہ آدم روح اور بدن کے درمیان تھے یعنی ان کا پتلا زمین پر بے جان پڑا تھا اور اس میں روح داخل نہیں ہوئی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آدم زمین پر اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی آدم علیہ السلام آب وگل کے درمیان تھے یعنی ان کا پتلا بن رہا تھا ابھی مکمل طور پر تیار نہ ہوا تھا اور اس میں روح نہ پھونکی گئی تھی)

فائدہ

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل خاتم النبیین لکھے جا چکے تھے اور آپ کی نبوت فرشتوں اور روحوں کو ظاہر کر دی گئی تھی جیسا کہ وارد ہے کہ آپ کا اسم مبارک عرش آسمان، محلات، بہشت، اس کے بالا خانوں، حورعین کے سینوں، جنت کے درختوں کے پتوں، شجر طوبیٰ، فرشتوں کی آنکھوں اور بھوؤں پر لکھا ہوا تھا۔ بعض عرفاء کا کہنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی روحِ مبارک عالم ارواح میں روحوں کی اس طرح تربیت کرتی تھی جس طرح دنیا میں تشریف لانے کے بعد جسم مبارک کے ساتھ اجسام کی مربی تھی اور ارواح کا ابدان سے پہلے پیدا ہونا بلاشبہ ثابت ہے۔

حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ کا نور سب سے پہلے تخلیق کیا گیا اور یہ کہ آپ اللہ کے نور سے ہیں اور تمام دنیا آپ ﷺ کے نور سے ہے۔

جبریل علیہ السلام سے آپ نے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ اے جبریل آپ نے اپنی تخلیق کے بعد کیا دیکھا انہوں نے کہا میں نے ہر ستر ہزار سال بعد ستر ہزار مرتبہ ایک نور دیکھا۔ ارشاد ہوا یہ میرا ہی نور تھا۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

خرجت من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات

میں پاک صلبوں سے ہوتا ہوا پاک رحموں میں آیا ہوں۔

فائدہ

معتبر روایات سے ثابت ہے کہ نورِ محمدی پاکیزہ اصلاب وارحام سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے پاس آیا جو ہر دور میں پیشانیوں میں چمکتا رہا اور جب دنیا میں حضور اکرم ﷺ کی جسمانی ولادت ہوئی تو اس نور کا پیرہن ہی جسم اطہر بنا جس نے آپ کے طیب و طاہر وجود کو سراپا نور بنا دیا یہی وہ نور تھا کہ آپ کی ولادت کے وقت ظہور میں آیا تھا۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں حضور فرماتے ہیں

وقد خرج لها نوراضاء ت لها منه قصور الشام

اور تحقیق میری ولادت کے وقت میری والدہ کے لئے ایک نور ظاہر ہوا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

یعنی انہوں نے اپنی جگہ (مکہ) ہی سے شام کے محلات کو ملاحظہ فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے متعلق یہ خیال کرنا کہ آپ اسی طرح پیدا ہوئے ہیں جس طرح ہر انسان پیدا ہوتا ہے درست نہیں بلکہ سوءِ ادبی ہے۔

فائدہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

باید دانست که خلق محمدی دررنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکه نجلقے هیچ فردے ازا فراد عالم مناسبت ندارد که او ﷺ باوجودمنشاء عصری از نورِ حق جل وعلیٰ مخلوق گشته است کماقال علیه الصلوٰة والسلام خلقت من نور الله

جاننا چاہیے کہ محمد ﷺ کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ ﷺ باوجود عنصری پیدائش میں مناسب نہیں رکھتے اس لئے کہ آپ ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

مسئلہ

امام الفقہاء حضرت علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کی فضیلت بیان کرنے کے دوران یہ کہا حضور ﷺ مخرجیوں سے نکلے ہیں تو اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور

اگر آپ کاذکر صلحاء کے ذکر میں کیایا ارادکیا کہ آپ بشر ہیں پھر ایسی بات کہی تو اسے قتل تو نہیں کیا جائیگا مگر سخت مار پیٹ کی جائے گی اور اگر کسی کے جواب میں بغیر محض اپنے کلام میں کیا تو وہ قتل کیا جائیگا یعنی اسے سزا ضرور ملے گی۔

صحیح حدیث میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں میری مانند کوئی نہیں۔ کہیں فرمایا تم میں کون میری مانند ہے؟ میں رات کو اپنے رب کا مہمان ہوتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے کہیں فرمایا تم میں کوئی میری طرح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے کھلانے پلانے والا مقرر کیا جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے کہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری ملاقات کا ایک ایسا وقت مقرر ہے کہ اس میں کسی نبی یا رسول یا مقرب فرشتے کی رسائی نہیں، کہیں فرمایا کہ میں جسم کی ساخت میں بھی تم جیسا نہیں ہوں۔

فائدہ

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کے بول و براز کا نشان زمین پر نظر نہیں آتا تھا زمین اسے جذب کر لیتی تھی آپ کے لعابِ دہن سے کھارا پانی میٹھا ہو جاتا تھا۔ بیماریاں دور ہو جاتی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وضو کے وقت آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے جن سے مشک وعنبر جیسی خوشبو آتی تھی آپ جس طرح اپنے سامنے دیکھتے اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے جیسے قریب سے دیکھتے اسی طرح دور سے بھی دیکھتے تھے، تاریکی اور روشنی میں آپ یکساں دیکھتے تھے آپ کی انگشت مبارکہ کے اشارے سے سورج پلٹا، چاند دوٹکڑے ہوا، انگشت ہائے مبارکہ سے پانی کے چشمے بہے۔

یہ معجزات کس کے؟ آپ کے نورانی اور روحانی وجود جس کا مادیت سے کوئی واسطہ دور کا بھی نہ تھا۔

فائدہ

آپ کی جسمانی پیدائش کے بارے میں اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ آپ ناف بریدہ، ختنہ شدہ، سرگیں آنکھوں کے ساتھ پیدا ہوئے۔

حکماء کی تحقیق یہ ہے کہ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے اپنی غذا ناف کے ذریعہ حاصل کرتا ہے ماں جو کچھ کھاتی ہے اس کا کچھ حصہ ناف کے ذریعے سے بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے اور اس غذا سے اس کی نشو ونما ہوتی ہے پیدا ہونے کے بعد یہ ناف کاٹ دی جاتی ہے پھر بچہ منہ کے ذریعہ سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔

حکماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حمل کے دوران عورت کی ماہواری ختم ہو جاتی ہے اور یہ خون بھی بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ جب ناف بریدہ پیدا ہوئے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شکم مادر میں آپ کی پرورش بچوں کی طرح نہیں ہوئی اور کوئی ایسی غذا ماں کے ذریعہ سے آپ کو نہیں ملی جو بطنِ مادر میں بچوں کو ملا کرتی ہے یہاں بھی آپ کے جسم کی نشوونما ایسی روحانی غذا سے ہوئی جس میں کوئی بچہ آپ کا شریک نہیں لہٰذا یہ کہنا درست ہوگا کہ آپ کی جسمانی ولادت بھی ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی مثال ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا کہنا ہے کہ میں ان تمام کیفیات سے دوچار نہیں ہوئی جن کا عام طور پر تمام عورتوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور نہ آپ کی جسمانی ولادت کے وقت میں نے کوئی آلائش دیکھی جیسے کہ بچوں کی ولادت کے وقت دیکھنے میں آتی ہے۔

گل طیبہ کی ثناء گاتے ہیں
نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

حل لغات

گل، پھول۔ طیبہ، مدینہ طیبہ کا نام۔ ثناء، تعریف، مدح۔ گائے از گانا، مشہور کرنا، سراہنا۔ نخل، کھجور، مطلق درخت، طوبیٰ، نہایت خوشبودار بیری کا درخت، بہشت کے مشہور درخت کا نام۔ چہکنے والے از چہکنا، چیخنا، چہ چہ کرنا۔

شرح

نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے ملائکہ طیبہ کے گل کی تعریف اور مدح و ثناء گاتے ہیں۔

جملہ عالم کے رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ جملہ عالم کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں اسی لئے ہر امتی کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کرے اور آپ سے ہر امتی کی محبت فرض ہے اور محبت کی علامت میں سے ہے کہ محبوب کی ہر شے محبوب ہو اور محبّ محبوب کو زیادہ کرتا ہے حدیث شریف میں ہے

من احب شيئا اكثر ذكره

جو کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے

نخل طوبیٰ پر ملائکہ ہی ہیں اور کون ہوگا ظاہر ہے کہ ملائکہ بھی ہماری طرح حضور اکرم ﷺ کے امتی ہیں اور ان کا کام عبادت کے سوا اور کیا ہے جب مسلم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو یہ قاعدہ بھی مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اذا ذكرت ذكرت معي

جب میرا ذکر ہوگا اے حبیب ﷺ آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ ضرور ہوگا۔

عاصیو تھام لو دامن ان کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

حل لغات

تھام لوازتھامنا، روکنا، پکڑنا، کھڑا کرنا، مدد کرنا۔ جھٹکنا، زور سے ہاتھ چھڑانا، جھٹکا دینا، ہاتھ جھلانا، ہاتھ ہلانا۔

شرح

اے عاصیو حضور اکرم ﷺ کا دامن مضبوط پکڑلو آپ کی عادتِ کریمہ ہے کہ آپ دامن پکڑنے والے سے ہاتھ نہیں چھڑاتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اس شعر کی کسی نے پنجابی میں ترجمانی کی ہے

لجپال پریت نوں توڑ دے نہیں
جیدی بانھ قطرے اونوں چھوڑ دے نہیں

یعنی حبیب خدا لجپال اور پریت پال ہیں جسے گلے لگالیں اسے نہیں ہٹاتے بلکہ جس کا ہاتھ پکڑتے ہیں پھر اسے کبھی بے وارث کرکے نہیں چھوڑتے۔

بڑھیا کا قصہ

مکہ معظّمہ میں ایک بڑھیا کو حضور اکرم ﷺ سے سخت عداوت تھی ادھر آپ کے کمالات کا شہرہ بڑھ رہا تھا سنتی رہی کہ جو بھی آپ کے قریب لگتا ہے آپ کا ہی ہو جاتا ہے خیال کیا کہ مکہ شہر سے باہر کہیں جابسوں تاکہ میں ان کے دین کو قبول نہ کرسکوں کہیں آباؤاجداد کے دین سے ہاتھ دھونا پڑے اپنا اثاثہ (پونجی) ایک گٹھڑی میں باندھ کر باہر جانے کو تیار بیٹھی ہے لیکن نہ خود اُٹھا سکتی ہے نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کرتا ہے۔ ادھر سے حضور اکرم ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ نے بڑھیا سے حال پوچھا اس نے کہا مجھے شہر سے باہر کسی جنگل میں چھوڑ آیئے حضور اکرم ﷺ نے گٹھڑی اُٹھائی اور بڑھیا نے آپ کا دامن پکڑا کہ کہیں یہ نوجوان میرا سامان لے کر بھاگ نہ جائے۔ بڑھیا نے آپ کی شفقت اور لطف وکرم کو دیکھ کر نام پوچھا آپ نے نام بتایا تو قدموں پر گری اور اسلام قبول کرلیا۔

ابر رحمت کے سلامی رہنا
پھلتے ہیں پودے لچکنے والے

حل لغات

ابر، بادل، گھٹا۔ سلامی، ہتھیار اُٹھا کر سلام کرنا۔ لچکنا، جھکنا، مڑنا، بل کھانا، ہلنا، کانپنا، اثر قبول کرنا۔

شرح

ابر رحمت ہمیشہ آپ کی سلامی میں ہیں جھکنے والے پودے ہمیشہ پھلتے پھولتے رہتے ہیں یعنی جو غلامی مصطفیٰ ﷺ قبول کرلیتے ہیں وہ دائمی طور پر شادو آباد رہتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے لے کر تا حال غلامی مصطفیٰ ﷺ کا طوق گلے میں ڈالنے کا حال شاہد عدل ہے۔

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

حل لغات

ارے، تعجب کے لئے۔ پھڑکنا، بے چین ہونا، نہایت آرزومند ہونا۔

شرح

ارے یہ محبوب کی جلوہ گاہ ہے اے بے چین ہونے والو کچھ ادب بھی ملحوظ رکھو۔

تادیب عاشقاں

مدینہ طیبہ میں جالی مبارک کے سامنے عاشقان زار کی عجیب حالت ہوتی ہے بیقرار عشاق چاہتے ہیں کہ جالی مبارک کو تھام کر جی بھر روئیں اور اپنے کریم ﷺ کو درد کی داستان سنائیں بلکہ ہم نے آنکھوں سے کئی عاشقوں (مرد ہوں یا عورت) کو دیکھا کہ پہریداروں کی پرواہ کئے بغیر تڑپ کر جالی تک پہنچ جاتے ہیں کئی عشاق کو یہاں پر جان دیتے بھی سنے گئے لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عشاق کو ادب سکھایا کہ ضبط سے کام لے کر ادب کا دامن ہاتھ میں تھامئے اسی میں عشق کا امتحان ہے۔ آدابِ حاضری فقیر نے اسی شرح حدائق بخشش اور کتاب محبوبِ مدینہ میں تفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔

حکایت

۱۴۱۴ھ میں فقیر مدینہ طیبہ ماہِ رمضان میں حاضر ہوا۔ایک دوست نے سنایا کہ کل ایک عاشقِ زار تڑپ کر جالی کو چومنے لگا اسے پہریداروں نے ہٹا کر دور کھڑا کر دیا لیکن اس سے رہا نہ گیا پھر تڑپ کر جالی تک پہنچا اب بھی پہریداروں نے نرمی سے ہٹا دیا پھر تیسری بار بھی جالی کے قریب پہنچ گیا پہریداروں نے سختی کی تو غلیظ قسم کی گالی دینے لگا اسے پولیس کے حوالے کیا گیا۔کسی صاحب کے منہ سے نکلا کہ اسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار کرایا ہوگا اس لئے کہ یہ عاشق سہی لیکن بے ادب عاشق کہ اس نے اپنے آقا کریم ﷺ سے حیاء و شرم نہ کی کہ آپ کے سامنے غلیظ گالی بکنے لگا۔

سنیوں ان سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

حل لغات

سنیو، اہل سنت کے عقیدہ والوں کو خطاب ہے۔ پڑے، پڑنا، گرنا، لیٹنا، یہاں تحقیر مطلوب ہے۔ بکتے از بکنا، بیہودہ بولنا۔

شرح

اے سنی بھائیو! حضور اکرم ﷺ و دیگر انبیاء و اولیاء سے مدد مانگتے رہو مخالفین بکتے ہیں تو ان کو بکنے دو یہ ایسے ہی بکتے رہیں گے۔

سنی

وہی قدیم الایام کے مسلمان جنہیں اسلاف صالحین سے عقائد و مسائل وراثۃً نصیب ہوئے لیکن دورِ حاضرہ میں خوارجِ زمانہ نے انہیں بدنام کرنے کے لئے بریلوی کے نئے نام سے بدنام کرنے لگے ہیں اور واہیات سے واہیات عقیدے گھڑ کر ان کے نام منسوب کرتے ہیں۔ ہمارے رفقاء و علماء و فضلاء کو اللہ شاد و آباد رکھے کہ ان کے جملہ ہفوات کے دندانِ شکن جوابات لکھے اور لکھتے رہتے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔فقیر صرف اتنا عرض کرتا ہے

لعنۃ اللہ علی الکاذبین — جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

اور ان کے افتراء کے جواب میں کہتا ہوں

اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ . (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱۰۵)

جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔

انتباہ

بریلوی کسی مذہب ومسلک کا نام نہیں اور نہ ہی کسی نئے عقائد و مسائل کے مجموعہ کا نام بریلوی ہے الحمد للہ عالم اسلام بالخصوص ہندو پاکستان میں اکثریت ان مسلمانوں کی ہے جو سنی حنفی عقائد و مسائل کے کاربند ہیں ہاں دورِ حاضرہ میں ان عقائد و مسائل کی تحقیق و توضیح امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قلم سے ان کی تصانیف بطریق اتم واکمل موجود ہے اسی لئے اب جو بھی ان عقائد و مسائل کو ظاہر کرتا ہے اسے خوارج بریلوی ہونے کا نام دیتے ہیں خواہ وہ عرب میں ہو یا عجم میں اگر چہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے نام سے بھی واقف نہ ہو۔

تجربہ شاہد ہے یارسول اللہ کہو، یارسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی یا گیارہویں اور عرس کرو، مزارات پر جاؤ، میلاد شریف کرو، خود یہ ٹولہ کہے گا یہ بریلوی۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی کرامت ہے کہ اپنا بیگانہ حق عقائد و مسائل کی وجہ سے ان سے منسوب ہونے پر مجبور ہے یا مشہور ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا مسلک وعقیدہ وہی ہے جو قرآن وسنت واجماعِ امت وتعلیمات ائمہ دین متین سے ثابت ہے اس لئے بریلوی کوئی مسلک نہیں ہے اور نہ ہی عقیدہ اور نہ ہی بریلوی کوئی فرقہ ہے بلکہ ہم اور مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور ہمارے دیگر علمائے عظام جس عقیدہ و مسلک پر ہیں وہ سو فیصد بعینہٖ وہی مسلک وعقیدہ ہے جو سلف صالحین کا ہے اور جو فرمانِ مصطفیٰ ﷺ "ما انا علیہ و اصحابی" کا واحد مصداق ہے اس مسلک کو بریلوی مسلک کہنا نادانی ہے یا تعصب ومخاصمت۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی اہلِ علم مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا کوئی عقیدہ ایسا نہیں بتا سکتا جو امت مصطفیٰ ﷺ کے سلف صالحین کے عقیدہ ومسالک سے مخالف ہو چونکہ ہم مولانا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ سے ان کے عاشق رسول ﷺ اور سچے متبع بسنہ ہونے کی وجہ ہے عقیدے و محبت کا معاملہ ہے تو مخالفین کو معلوم ہو کہ ہمیں تو چاروں سلسلوں کے بزرگوں مثلاً غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت ہے اور حضرت معین الدین اجمیری سے، بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ و دیگر جملہ فقہاء و علماء واولیاء سے محبت وعقیدت ہے اسی لئے ہمیں قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ بھی کہا جاتا ہے تو جیسے ان نسبتوں میں قباحت نہیں تو بریلوی نسبت میں قباحت کیوں؟ بہرحال امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے ہم مسلک لوگوں (سنیوں) کو ڈھارس بندھائی کہ انبیاء اولیاء سے مدد مانگے جاؤ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں مخالف بکتا ہے تو اسے بکنے دو مخالف کے غل غپاڑے سے مسئلہ کی

حقیقت مٹ نہیں سکتی۔

شمع یادِ رُخِ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

حل لغات

شمع، موم کی بتی، چربی کی بتی۔ بجھے، بجھنا، دھیما ہونا، ٹھنڈا پڑنا۔ خاک ہو جاناں، ذلیل وخوار ہونا۔ بھڑکنے والے، بھڑکنا، شعلہ زن ہونا، غصہ آنا۔

شرح

وہ شمع جو میرے دل میں رُخ محبوب ﷺ کی یاد میں روشن کرے خدا کرے نہ بجھے وہ لوگ ذلیل وخوار ہوں جو میری اس شمع روشن سے غصہ میں ہیں۔

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اب ذرا سولیں بلکنے والے

حل لغات

بلکنے والے از بلکنا (بکسر الباء) بے چین ہونا، بے قرار ہونا، پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

شرح

موت کہتی ہے کہ اے عاشقوں جلوہ (دیدارِ محبوب) عنقریب ہونے والا ہے کہ قبر میں ہی سرکارِ دو عالم ﷺ کے فراق میں پھوٹ پھوٹ کر رونے والو، ذرا سی دیر انتظار کر لو پھر قبر میں زیارت سیر ہو کر کرنا پھر اس کے بعد داعی الی اللہ کا دیدار ہی دیدار ہو گا۔

کوئی ان تیز رووں سے کہہ دو
کس کے ہو کر رہیں تھکنے والے

حل لغات

تیز رووں، تیز رفتار لوگ

شرح

ان جلد بازوں تیز رفتاروں سے کہہ دو کہ ہمت کرو آگے بڑھو اس لئے کہ تھک کر رہ جانے والے کس کھاتے میں ہونگے یعنی بیکار ہو کر رہ جائیں گے جب تک منزلِ مقصود تک نہ پہنچو بڑھتے رہو۔

دل سلگتا ہی بھلا ہے اے ضبط
بجھ بھی جاتے ہیں دہکنے والے

حل لغات

سلگنا، جلنا، دھواں نکلنا غم یا غصہ میں اندر ہی اندر بھسم ہو جاتا ہے۔ بھلا ہے، بہتر ہے۔ ضبط، حفاظت، ہوشیاری، انتظام۔ بجھ جانا، دھیما ہونا، ٹھنڈا پڑنا۔ دہکنا، آگ بھڑکنا، بدن گرم ہونا۔

شرح

دل کا جلنا یہی بہتر ہے اے ہوشیاری تمہیں معلوم ہو کہ بہت سخت بھڑکنے والے گرم انگارے کبھی ٹھنڈے بھی پڑ جاتے ہیں ذرا صبر کرلے ان شاءاللہ فراق کی آگ وصال کے پانی سے ٹھنڈی ہو جائے گی۔

ہم بھی کمھلانے سے غافل تھے کبھی
کیا ہنسیں غنچے چٹکنے والے

حل لغات

کمھلانا، مرجھانا، خشک ہونا، دبلا غمگین ہونا۔ چٹکنا، سخت چیز پر گرا کر چٹنا، آگ پر جل کر کسی چیز کا آواز دینا، کلی کھلنا، چل دینا، الگ ہونا۔

شرح

ہم بھی مرجھانے سے کسی وقت غافل تھے لیکن وہ غنچے کیا کھلیں جو اصل پودے سے اصل ہو چکے ہوں۔

یہ مضمون مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثنوی شریف کے اشعار مع شرح کی تفصیل فقیر کی شرح صدائے نوی کا مطالعہ فرمائیے۔

نخل سے چھٹکے یہ کیا حال ہوا
آہ او پتے کھڑکنے والے

حل لغات

چھپٹ حرف استثناء، چھوٹا ہوا، علیحدہ، جدا۔آہ، افسوس، ہائے، پتہ، پات، ورق، کات کے ایک زیور کا نام یہاں پہلا معنی مراد ہے۔کھڑکنا، درخت کے سوکھے پتوں کا بجنا۔

شرح

نخل (اصل) سے جدا ہونے کے بعد کیا حال ہوا ہائے اے جدائی کے بعد سوکھے پتے بجنے والے۔

صدائے نوی

یہ شعر حضرت مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف کے شعر کا ترجمان ہے مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا

بشنواز نے چوں حکایت می کند — وز جدائیھائے شکایت می کند

فقیر نے اسی شرح حدائق میں لکھا ہے کہ ارواحِ اجساد سے ایک مدت پہلے پیدا کی گئیں بعد تخلیق ایک عرصہ ازل کے ساتھ رہنے کے مزے لوٹے لیکن جدائی کا دور یوم الست سے شروع ہوا۔

صاحب تفسیر روح البیان قدس سرہ نے پارہ ۹ آیت ''اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ'' کے تحت لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ پر رحمت کا ہاتھ پھیر کر ان سے ہر پیدا ہونے والی روح کو ظاہر کر کے فرمایا ''اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ'' تو انہوں نے جواب دیا۔اس وقت ''جف القلم'' کا اعلان ہوا یعنی اب کے بعد کسی کو اقرار وانکار فائدہ نہ دیگا۔

فائدہ

اس سے یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تمام ارواح بالذات آدم علیہ السلام سے نکالیں بلکہ اس طرح ہوا کہ پہلے ان کی پشت مبارک سے وہ نکالے جو ان سے بلاواسطہ پیدا ہونگے پھر ان ارواح سے جتنے پیدا ہوں گے اسی طرح تا قیامت کے سلسلہ کی ترتیب رہی۔

حضرت علامہ کاشفی نے فرمایا کہ یہی آیت الست کے عہد کا مرکز ہے تا کہ بے خبر کو متنبہ کرے ورنہ ہوشمند اور بیدارِ دل حضرات اس روز کے سوال و جواب سے غافل نہیں۔

ندائے الست ھمچناں شاں بگوش — الفریاد قالو بلی در خروسش

الست کی آواز تا حال ان کے کانوں میں گونج رہی ہے وہ تو ''قَالُوۡا بَلٰی'' میں تا ہنوز بول رہے ہیں۔

خلاصہ

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی اولاد کے ذرات نکال کر ان کی پشتوں سے ان کی ذریات اور قیامت تک آنے والی ارواح (جن ذرات میں امانت رکھے گئے تھے) کو ظاہر کیا تو اس وقت وہ تین گروہ تھے۔(۱) صفِ اول میں سابقین کی ارواح (۲) اصحابِ میمنہ (۳) اصحابِ مشئمہ

فائدہ

وہ ذرات ارواح کے انوار سے چمک اُٹھے انہیں ذراتِ موجودہ نے وجودِ ربانی سے لباسِ روحانی پہنایا، اس طرح ان کے کانوں اور آنکھوں اور قلوب کو روحانی لباس پہنایا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ا'' خطاب فرمایا۔ سابقین کی ارواح نے سمع نورانی وروحانی سے حق تعالیٰ کا خطاب سنا اور نورانی آنکھوں سے ذاتِ حق کے جمال کا مشاہدہ فرمایا اور روحانی، نورانی ربانی قلوب میں نورِ محبت کے ساتھ ذاتِ حق کے دیدار کا عشق پیدا کیا۔ محبت بھرے انداز میں ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ا'' کے خطاب کے جواب میں عرض کی بیشک اے رب کریم تو ہمارا محبوب معبود ہے ہم نے تیری محبوبیت ومعبودیت کا مشاہدہ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے وعدہ لیا کہ سوائے میرے نہ کسی سے محبت کرنا اور نہ کسی کی عبادت کرنا اس کے بعد اصحابِ میمنہ کی باری آئی تو انہوں نے خطابِ حق کو سمع روحانی سے سنا اور اس کے جلال کا ابصارِ روحانی سے مطالعہ کیا، قلوبِ ربانیہ الٰہیہ کے ساتھ ایمان لاکر عبودیت کے رنگ میں عرض کی کہ اے ربِ کریم ہم نے مانا کہ تو ہمارا معبود ہے ہم نے تیرا خطاب سن لیا اور پورا یقین کرلیا ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اس کے بعد اصحاب مشئمہ کی باری آئی انہوں نے بھی خطاب حق کو سمع روحانی سے سنا لیکن ان کے آگے عزت کا حجاب تھا اور ان کے کانوں میں عزتِ الٰہی کا بوجھ رکھا گیا اور ان کی آنکھوں پر شقاوت کی پٹی باندھ گئی اور اُن کے دلوں پر لعنت کی مہر لگائی گئی جس کی وجہ سے نہایت تکلف سے جواب دیا کہ یا اللہ ہم نے مانا کہ تو ہمارا رب ہے لیکن ہم مجبور ہو کر کہہ رہے ہیں لیکن دل نہیں مانتا اللہ تعالیٰ نے اُن سے عبودیت کا وعدہ لیا۔

جب گرے موبنھ سوئے میخانہ تھا
ہوش میں ہیں یہ بہکنے والے

حل لغات

بہکنے والا، بھٹکنا، راہ بھولنا، لڑکھڑانا۔

شرح

جب دنیا میں قدم رکھا تو ہمارا منہ میخانۂ حق کی جانب تھا لیکن جونہی ہوش سنبھالا بھٹک گئے بھٹکنے والے۔

عالم ارواح سے عالم اجسام تک

انسان عالم ارواح میں ایک مدت تک رہا۔انسانی روح کو عالم دنیا سے اسی ہزار سال پہلے پیدا کیا گیا۔(روح البیان)

اس عالم کی تصدیق قرآن مجید نے فرمائی۔روزِ میثاق اللہ تعالیٰ نے ارواح سے فرمایا

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ا (پارہ ۹،سورۃ الاعراف،آیت ۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں۔

قَالُوْا بَلٰی (پارہ ۹،سورۃ الاعراف،آیت ۱۷۲) سب بولے کیوں نہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت نکالی اور ان سے عہد لیا آیات وحدیث دونوں نظر کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکالنا اس سلسلہ کے ساتھ تھا جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہوں گے اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر اور عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی۔(خائن)

سنی مذہب

یہی مذہب حق ہے کہ واقعی بروزِ میثاق بندے کی حق تعالیٰ سے گفتگو ہوئی۔صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ یہ شرافت صرف حضرتِ انسان کو نصیب ہوئی کہ عالم عدم میں اسے ہمکلامی کا شرف ملا۔(روح البیان پارہ ۱)

معتزلہ و اھل ظواھر

یہ اس میثاق کے منکر ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اخذ میثاق بصورتِ مذکور محال ہے اس لئے کہ اخذ میثاق کے لئے جسمانیت وحیاۃ اور عقل وادراک شرط ہے۔اہل سنت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ امور اخذ میثاق کے وقت پیدا فرمادیئے۔

معتزلہ اور اھلِ ظواھر کا رد

ان بیوقوفوں کو کون سمجھائے کہ قادر قدیر کی قدرتِ کاملہ سے بعید نہیں یہ تو معمولی اجساد واشخاص کا معاملہ ہے اگر وہ کریم چودہ طبقات آسمان و زمین کے علاوہ تمام پہاڑ اور اشجار اور تمام دریا و دیگر اشیاء ایک انڈے میں سمو دے اور انڈے میں نقص بھی نہ آئے تو وہ قادر ہے۔

اهل سنت کے اولیائے کرام کی گواہیاں

نفحات میں مذکور ہے کہ حضرت علی سہل اصفہانی سے سوال ہوا کہ "الست" کے دن کوئی بات آپ کو یاد ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دن بھی کوئی بھولنے کا ہے اس لئے کہ وہ میرے لئے کل کی بات محسوس ہوتی ہے۔

فائدہ

حضرت شیخ الاسلام خواجہ انصاری نے فرمایا یہ جواب ابھی ناقص ہے اس لئے کہ صوفی کو شب و روز سے کیا مطلب صوفی تو حال اسی "الست" کی گھڑی میں ہے۔

روز امروز است اے صوفی و نشان — کے بود ازدی وفردانشان

آنکه از حق نیست غافل یك نفس — ماضی ومستقبل وحالست وبس

حکایت بادہ خوار الست

حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی "الست" کی گھڑی یاد ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں وہی آواز میرے کانوں میں تا حال گونج رہی ہے۔

الست کی صوفیانہ تحقیق

بعض کاملین کی ارواح کو اس مزاج خبری عنصری کے تعین سے پہلے علمی اوصاف حاصل ہوتے ہیں یعنی یہی عنصری مزاج جو مرتبہ عین اور خارج میں ہے اس سے بھی پہلے وہ باخبر ہوتے ہیں جیسے امام احمد رضا قدس سرہ نے پہلے مصرعہ میں بیان فرمایا کہ

جب گرے منہ سوئے میخانہ تھا

ہمجنس باہمجنس

اس عالم ارواح کی زندگی کا ساں خود حضور اکرم ﷺ نے بیان فرمایا۔ بخاری شریف میں ہے

الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر منها اختلف. (بخاری شریف)

روحوں کے جھنڈ جھنڈ الگ ہیں پھر جن روحوں کو ایک دوسرے سے وہاں پہچان تھی دنیا میں بھی ان میں الفت ہوئی اور جو وہاں غیر تھیں وہ یہاں بھی غیر رہیں۔

اسی کو حضرت سید پیر بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا

کن فیکون جڈوں فرمایا اساں دی کولے وسدے ھاسے

یعنی جب کلمۂ کُن فرمایا اللہ نے تو ہم بھی (عالمِ ارواح) اس وقت موجود تھے۔

یہی سرکار گولڑہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی فرمایا

کن فیکون تے کل دی گل اے اساں پھلے پریت لگائی

کن فیکون تو کل کی بات ہے ہم نے اس سے بھی بہت پہلے محبت وعشق کا سودا کیا ہے۔

بلکہ ہمیں تو ابھی کی بات کی طرح اس ملک کے جملہ حالات سامنے نظر آتے ہیں۔

دیکھ اور زخمِ دل آپے کو سنبھال
پھوٹ بہتے ہیں تپکنے والے

حل لغات

آپے کو سنبھال، اپنے آپ کو سنوارنا، بالغ ہونا، جوان ہونا، جسم کو قابو میں رکھنا ہی آخری معنی مراد ہے۔ پھوٹ بہنا، زور زور سے رو پڑنا، بھید کھول دینا، پانی کا دیوار کو توڑ کر نکل جانا۔ تپکنا، بہت گرم، جلنا۔

شرح

اے زخم خود کو سنبھال ورنہ سخت سزا ہوگی اور تم نے دیکھا ہے کہ تر لکڑی جب جلتی ہے تو جب اسے جلایا جاتا ہے آگ سے تپش سے اس سے تری خوب بہتی ہے اس لئے قیامت میں جو زیادہ غلط کار ہونگے آگ کی تپش سے خوب روئیں گے۔

جرائم کی سزا

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ہر مجرم کو جرائم سے پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور ساتھ ہی سزا بھی بتادی ہے اور احادیث مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ نے تفصیل سے ہر جرم اور اس کی سزا کو بیان فرمایا۔ فقیر کا اس موضوع پر ایک کتابچہ ہے ''جرائم کی سزا'' اس کا مطالعہ کیجئے۔ چند نمونے یہاں عرض کردوں۔

شب معراج حضور اکرم ﷺ کو چند مجرموں کے حالات دکھائے روح البیان پارہ نمبر ۱۵ آیت اسراء میں ہے کہ

خیانتی کا بُرا حال

حضور اکرم ﷺ کو خیانتی انسان کی مثال دکھائی گئی کہ ایک مرد لکڑیوں کا گٹھڑ اُٹھاتا ہے لیکن اُٹھا نہیں سکتا باوجود

ایں ہمہ گٹھڑے میں اور لکڑیاں ڈالنا چاہتا ہے یہ اس خیانتی کی مثال دی گئی جو لوگوں کی امانتوں کی حفاظت نہیں کرسکتا لیکن مزید امانتوں کو اپنے پاس رکھنے کی جدوجہد کرتا ہے حضور اکرم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا یہ آپ کا وہ امتی ہے جس کے پاس امانتیں رکھی جائیں اور وہ انہیں ادا نہیں کرتا الٹا دیگر امانات کے درپے رہتا ہے۔

اعجوبہ

بزرگانِ دین فرماتے ہیں

اتقوا العاوات یعنی ان امور سے ڈرو جن کے اول لفظ واؤ آتا ہے۔

جیسے ولایت (حاکم بنا)، وزارت، وصیت (کسی کی وصیت کا بوجھ اُٹھانا) وکالت، ودیعت یعنی امانت رکھنا۔

بے نمازی کا بُرا حال

حضور اکرم ﷺ کو بے نمازی کی کیفیت دکھائی گئی کہ ایک قوم کے سر پتھروں سے پھوڑا جاتا ہے جب تک ان کے سر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں تو پہلے کی طرح صحیح وسالم جوڑ دیئے جاتے ہیں آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سر فرض نمازوں کے وقت بوجھل ہو جاتے تھے۔

تارکِ زکوۃ

حضور اکرم ﷺ کو تارکِ زکوٰۃ کا حال دکھایا گیا جن کے آگے پیچھے بہت بڑے زخم ہیں وہ اونٹ بکریوں کی طرح بھاگتے ہیں اور انہیں تھوہر کا درخت کھلایا جاتا ہے الضریع ایک خشک کو کہا جاتا ہے جو کانٹے دار ہوتا ہے الزقوم اس کے ثمر کو کہا جاتا ہے جو کانٹوں کے ساتھ سخت کڑوا بھی ہے بعض کے نزدیک ایسا درخت دنیا میں نہیں بلکہ یہ صرف جہنم میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسے یوں بیان فرمایا

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ○ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۶۴)

بیشک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے۔

جن لوگوں کو حضور اکرم ﷺ نے اونٹ اور بکریوں کی طرح دوڑتا دیکھا انہیں جہنم کے انگارے کھلائے جارہے ہیں آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

زانیوں کا بُرا انجام

حضور اکرم ﷺ کے سامنے زانی دکھائے گئے جن کے سامنے بھنے ہوئے بہترین گوشت ہانڈیوں کے اندر رکھے ہیں اور دوسری طرف کچا اور بدبو دار گوشت پڑا ہے۔ وہ لوگ بھنے ہوئے گوشت کو چھوڑ کر کچا اور بدبو گوشت کھا رہے ہیں آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ عرض کی کہ یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو شادی شدہ ہو کر غیر عورتوں کے پاس شب باشی کرتے اور اپنی عورتوں کے پاس نہیں جاتے اور ان کے ساتھ وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے بجائے غیر مردوں کے پاس رات گزارتی تھیں یعنی زنا کار مرد اور زانی عورتیں۔

ڈاکوؤں کا حشر

حضور اکرم ﷺ کو ڈاکوؤں کا حال دکھایا گیا کہ ایک لکڑی ایسی ہے کہ وہ جس کپڑے یا کسی شے سے گزرتی ہے تو اسے چیر پھاڑ دیتی ہے آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے عرض کی کہ یہ آپ کے اس امتی کی مثال ہے جو لوگوں کے راستے پر چھپے رہتے تھے جونہی لوگ وہاں سے گزرتے تو وہ ان سے مال چھین لیتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس بُرے فعل سے روکا تھا

وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ . (پارہ ۸، سورۃ الاعراف، آیت ۸۶)

اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ۔

بدعمل علماء اور پیر

حضرت امام (اسماعیل حقی) فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حالاتِ ظاہری زانی اور ڈاکوؤں کے تھے کچھ یہی حال معنوی زانی اور باطنی ڈاکوؤں کا ہے وہ علماء اور پیر ہیں جو اندرونی طور پر قوم کو تباہ و برباد کرتے ہیں اور ظاہری شکل علماء و مشائخ کی دکھاتے ہیں ایسے لوگ دجال و کذاب ہیں ایسے لوگ اپنی ظاہری صورتیں نیک اور بہتر رکھتے ہیں حالانکہ ان کی طلب کی استعداد غلط ہوتی ہے جو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ایسے مکار پیر اور غدار (بدعمل) علماء کو ایسے زانیوں اور ڈاکوؤں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔

سود خور

حضور اکرم ﷺ کو سود خور کی حالت اس شخص کی سی دکھائی گئی جو خون کی نہر میں تیرتا جا رہا تھا اور اس کے منہ میں جہنم کے پتھر ڈالے جا رہے ہیں آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی یہ آپ کا سود خور امتی ہے۔

بے عمل واعظ و مبلغ اور مقرر

حضور اکرم ﷺ کو واعظ بے عمل کی کیفیت دکھائی گئی کہ ایک قوم کی زبانیں اور ہونٹ جہنم کے مقراضیوں سے کاٹے جا رہے ہیں ایک دفعہ کاٹ لئے جاتے ہیں تو وہ پھر پہلے کی طرح صحیح سالم ہو جاتے ہیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے وہ خطباء، مقررین، مبلغین اور واعظین ہیں جن کی تقریر سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوتے اور جو خود بے عمل ہوتے اور دوسروں کو اعمالِ صالحہ کی تلقین کرتے۔

از من بگوئے عالم تفسیر گوئی را　　گر در عمل نکوشی تو نادان مفسرے

باز درخت علم ندانم بجز عمل　　باعلم اگر عمل نکنی شاخ بے برے

تفسیر دان عالم کو میری طرف سے کہہ دو کہ اگر تم عمل میں کوشش نہ کرو گے تو تم بیوقوف مفسر ہو علم بے عمل اس درخت کی طرح ہے جس پر پھل نہ ہو۔

غیبت کرنے والے

حضور اکرم ﷺ کو غیبت کرنے والوں کی صورت دکھائی گئی کہ وہ اپنے چہرے اور سینے تانبے کے ناخنوں سے نوچ رہے ہیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو غیبت کرنے اور لوگوں کی عزت کو گھٹانے کے در پے رہتے تھے۔

فحش بکنے والے

حضور اکرم ﷺ کو فحش بکنے والے دکھائے گئے کہ ایک پتھر سے ایک بہت بڑا بیل نکلتا ہے پھر وہ ارادہ کرتا ہے کہ جہاں سے نکلا ہے وہاں واپس لوٹ جائے لیکن بڑی جد و جہد کے باوجود نہیں جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کون ہے جبریل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ آپ کا وہ امتی ہے جو چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق تھا یعنی ایسی بات کرتا جو اس کے لائق نہیں ہوتی تھی۔ پھر اس پر پچھتا تا کہ کاش وہ نہ کہتا لیکن اب اسے لوٹانا چاہتا ہے لیکن بات گئی ہوئی کیسے واپس ہو۔

مسئلہ

جرائم کی سزا حتمی ہے ہاں جسے اللہ اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے یا مرنے سے پہلے مجرم اپنے جرم سے پکی اور سچی توبہ کرے اور اللہ بھی اس کی توبہ قبول کر لے اللہ ہمیں جرائم سے بچائے اور سچی پکی توبہ کی توفیق بخشے۔ (آمین)

مے کہاں اور کہاں میں زاہد
یوں بھی تو چھکتے ہیں چھکنے والے

حل لغات

مے،شراب۔چھکنا،چچھانا،چہ چہ کرنا۔

شرح

اے زاہد کہاں شراب نجس اور کہاں میں ۔میری شراب تو عشقِ رسول ﷺ کی مستی ہے ایسے شراب والے یوں چھکتے ہیں جیسے تو مجھے چھکتا مہکتا دیکھ رہا ہے۔

شراب حرام

جس شراب کا زاہد کو تصور ہے وہ واقعی نہ صرف حرام بلکہ دنیا و آخرت میں سخت سزا کا موجب ہے

حرمت شراب کی احادیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر پلانے والے پر فروخت کرنے والے پر خریدنے والے پر اور کشید کرنے والے اور کرانے والے پر اور اُٹھا کر لے جانے والے اور اس شخص پر جس کے لئے اُٹھا کر لے جائی گئی ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے

ایک روایت میں ہے

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے

ایک مقام پر فرمایا

وانا انھی عن کل مسکر اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا

الخمر ما خمر العقل خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے

نقصانات

فقیہہ ابواللیث فرماتے ہیں کہ شراب نوشی کے دس نقصانات ہیں۔

(۱) شرابی پر مجنونانہ حالت طاری ہو جاتی ہے جو عقل مندوں کے نزدیک مذموم تصور ہوتی ہے۔

(۲) عقل اور مال کو ضائع کرنے والی ہے۔

(۳) شراب نوشی بھائیوں اور مخلص دوستوں کے درمیان عداوت کا سبب بنتی ہے۔

(۴) شراب ذکر خدا سے روکتی ہے۔

(۵) شراب انسان کے دل میں زنا کی تحریک پیدا کرتی ہے۔

(۶) شراب شر کی کنجی ہے شرابی سے ہر قسم کے گناہ کا صدر ممکن ہے۔

(۷) شرابی اپنے ساتھ رہنے والے فرشتوں کو اذیت دیتا ہے۔

(۸) شرابی اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے اگر یہ کوڑے اسے دنیا میں نہ مارے جائیں تو آخرت میں اسے آگ کے کوڑے مارے جائیں گے اور یہ سزا اسے تمام رشتہ داروں اور دوستوں کے سامنے دی جائے گی۔

(۹) شرابی کی کوئی نیکی اور دعا چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی۔

(۱۰) شرابی کے لئے دنیا سے بے ایمان ہو کر جانے کا شدید خطرہ ہے۔

فائدہ

یہ تو دنیا کی زندگی کے نقصانات ہیں آخرت کی سزا اس کے علاوہ ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمی جنت میں داخل نہ ہونگے۔

(۱) شراب نوشی پر مداومت کرنے والے (۲) رشتہ داری منقطع کرنے والا (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا

پھر فرمایا جو آدمی شراب نوشی پر مداومت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نہر غوطہ سے پلائے گا اور نہر غوطہ میں زانی عورتوں کی شرمگاہ سے نکلنے والا خون اور پیپ ہوگا جس کی بدبو سے دوزخیوں کو سزا دی جائے گی۔

حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اس کے ساتھ نکاح نہ کرو، وہ بیمار ہو جائے تو بیمار پرسی نہ کرو، اگر مر جائے تو اس پر نمازِ جنازہ نہ پڑھو اور شرابی پر چاروں آسمانی کتابوں میں لعنت کی گئی ہے اور جو شرابی کے پاس بیٹھے گا قیامت کے دن خدا اُسے اندھا کرکے اُٹھائے گا۔ (درۃ الناصحین صفحہ ۷۰)

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں شراب پینے والے کے لئے کوئی سزا مقرر نہ تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے جوتے، لاتے، مکے، بل دی ہوئی چادر کے سونٹے اور کھجور کے سنٹے مارے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس ضربیں اس جرم پر لگائی گئی ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چالیس کوڑے مارے جاتے تھے، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی ابتداً یہی سزا جاری رہی بعد میں جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اس جرم سے باز نہیں آتے تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے اسی کوڑے سزا مقرر کردی۔ اسی سزا کو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شراب کی حد قرار دیتے ہیں۔

حکایت

شریعت کی رو سے ہر اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس حکم کو بزور اور قوت سے نافذ کرے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بنی ثقیف کے ایک شخص رویشد نامی کی دوکان اس بناء پر جلوادی گئی کہ وہ خفیہ طور پر شراب فروخت کرتا تھا۔ ایک دوسرے موقعہ پر ایک پورا گاؤں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے اس قصور پر جلا دیا گیا کہ وہاں خفیہ طور پر شراب کی کشید اور فروخت کا کاروبار ہورہا تھا۔

انتباہ

کون نہیں جانتا کہ شراب از روئے اسلام شدید حرام ہے مگر افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد بجائے اس کے کہ اس ام الخبائث کو ختم کردیا جاتا اور شراب نوشی پر درے لگائے جاتے بتدریج شراب اور منشیات میں اضافہ ہوگیا اور غیر مسلم بیماری اور مہمان نوازی کے نام پر وطن عزیز میں شراب نوشی کو جائز تصور کرلیا گیا ہے نیز عام شراب نوشی کے علاوہ بکثرت انگریزی ادویات میں بھی بطورِ دوا شراب کا استعمال عام ہوتا ہے حالانکہ حرام چیزوں میں شفاء نہیں۔

عقلی دلیل

شراب انسان کی سب سے بڑی دشمن ہے دنیا میں جنگ وبا یا مرض سے اس قدر انسان ہلاک نہیں ہوئے جس قدر انسان شراب کی وجہ سے لقمۂ اجل ہوئے۔ مغرب کی جدید ترین تحقیق کے مطابق تو شراب کی قلیل مقدار بھی انسانی جسم کے لئے بے حد مضر ہے مغرب کا سب سے ترقی یافتہ ملک امریکہ ہے امریکہ میں شراب نے انفرادی زندگی کو تباہ و برباد کردیا ہے۔ امریکہ میں ساڑھے نو لاکھ شرابی عادم مجرم ہیں۔ اڑتیں لاکھ امریکی شراب پی کر ہوش و ہواس کھو بیٹھتے ہیں۔ امریکہ کے ہر بارہ آدمیوں میں ایک شخص دماغی اختلال کا شکار ہے دماغی مریضوں کی تعداد میں ہر سال اڑھائی

لاکھوں مریضوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔شراب اعصابِ دماغ، دل، معدہ اور جگر کے لئے تو بالخصوص مضر ہے اس کے استعمال سے اعصاب مشل ہو جاتے ہیں، دماغی قوتیں سلب ہو جاتی ہیں، معدہ میں خراش پیدا ہو جاتی ہے، دل کے عوارض پیدا ہو جاتے ہیں اور جگر خراب ہو جاتا ہے۔شراب سے خون کا دباؤ، پاگل پن، عرق النساء وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔شراب پینے والے کی عمر کم ہوتی ہے اس کے جسم میں قوتِ مدافعت کم ہوتی ہے اور کسی بیماری کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔شراب کی دماغی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔

فائدہ

کوئی قوم جب شراب اور عیش وعشرت کی عادت ہو جاتی ہے تو وہ قوم تباہی کی راہ پر گامزن ہوتی ہے گویا شراب اجتماعی زندگی کی تباہی کی بھی ذمہ داری ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا مطمع نظر

آپ کا مطمع نظر یہ شراب نہیں آپ کے تصور میں شرابِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہے ہر ولی کامل اس شراب کی مستی میں مست ہے۔

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے چھلکنے والے

حل لغات

کف، ہتھیلی۔فوارہ، زور سے بہنے والا چشمہ۔ چھلکنا، کناروں تک بھر کر ٹپکنا، نیچے گرنا۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت) پانچ فوارے اس لئے چھلک رہے ہیں کہ وہ بحر کرم کی ہتھیلی پاک سے جڑے ہوئے ہیں۔

نبوی جود وسخا

حضور اکرم ﷺ کے جود وسخا کی طرف اشارہ ہے جو دریا سے بھی بڑھ کر سخاوت میں چلتے تھے کہ ہر وقت بحر جود وسخا زور سے جاری ہے کیونکہ

ایک دینے والا ہے اور سارا جگ سوالی ہے

عرش کی چوٹی سے لے کرتحت الثریٰ کے نچلے حصے تک ہر شے آپ کے در کی بھکاری ہے اور ہر ایک کو ہر وقت ہر آن اپنے جودوعطاء سے نواز رہے ہیں کیونکہ آپ اپنے رب تعالیٰ کے خزینوں کے قاسم ہیں جو بھی جسے ملتا ہے آپ کے دست کرم سے عطاء ہوتا ہے۔

پانی کے پانچ فوارے

اس سے پانی کے پانچ فوارے بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پانی کی ضرورت پڑے تو آپ نے انگلیاں اقدس پیالے میں رکھیں تو پانچوں انگلیوں سے دریا بہہ نکلے جن کی تفصیل اسی شرح حدائق کی جلد دوم میں گزر چکی ہے۔

ان انگلیوں اقدس کے فوارہ ہونے کی دلیل یہ دی کہ ان کا تعلق بحر کرم کی ہتھیلی سے تھا اور حضور اکرم ﷺ سراپا بحر کرم ہی ہیں۔

نعت ٦٤

راہ پرخار ہے کیا ہونا ہے
پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

پُرخار، کانٹوں سے بھرا ہوا۔ افگار، زخمی۔

شرح

راستہ بھی کانٹوں سے پُرنا معلوم کیا ہونا ہے میرے پاؤں بھی زخمی ہیں واللہ اعلم کہ منزلِ مقصود تک پہنچ سکتا ہوں یا نہیں۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کی دشواریاں بیان فرمائی ہیں اور انجام بخیر زندگی گزر جانے پر انتباہ فرمایا ہے کہ ہشیاری سے کام لیا جائے تا کہ انجام برباد نہ ہو۔

تزکیہ نفس

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے تزکیہ نفس کا درس دیا ہے جو انسان کی تخلیق کی اصل غرض

وغایت ہے۔

یہ تو سب کو مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت فی الارض

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ا (پارہ ا،سورۃالبقرہ،آیت ۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

دے کر اس دنیا کی طرف بھیجا تو ان کی آمد سے بیشتر ہی اس عالم کو ان تمام سامانوں سے مزین کر دیا جن سے استفادہ کر کے یہ اور ان کی اولا د زندگی کے کٹھن دن آسانی کے ساتھ گزار سکیں۔اس عالم کی تخلیق سے پہلے ہر جگہ پانی تھا اور عرشِ خداوندی پانی کے اوپر تھا

وَّ کَانَ عَرْشُه عَلَی الْمَآءِ . (پارہ۱۲،سورۃہود،آیت ۷)

اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

ظاہر ہے کہ اس کمزور و ناتواں انساں میں یہ قدرت نہ تھی کہ پانی کے اوپر زندگی کے دن گزار سکتا اس لئے اس کی بود و باش کے سامان اور آسائش کے ذرائع بہم پہنچائے۔زمین اس کے لئے مسکن اور سامان خور دونوش زیب وزینت اور دیگر ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کے لئے آسمان اپنے حسین وجمیل رنگ سے اس کی آنکھوں کو تر و تازگی پہنچانے کے لئے رات اس کے آرام کے لئے اور دن کام کاج کے لئے ہو،اس کو ٹھنڈک پہنچانے کے لئے اور سورج اس کو گرمی پہنچانے کے لئے اور ابر و باراں اس کے گرد و پیش کو لالہ زار بنانے کے لئے غرضیکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ اعلان کر رہا ہے کہ اے مست و بیخود انسان میری تخلیق صرف تیری خاطر کی گئی ہے اور اس سارے نظام کی تخلیق و تربیت سے مقصود تیرا جسمانی تغذیہ اور امتحان ہے کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلۂ مصنوعات میں غور و فکر کر کے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرتا ہے اور مخلوقاتِ ارض و سماوی سے متمتع ہو کر محسن شناسی اور سپاس گزاری کا فطری فرض بجالاتا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلك در کارند   تاتو نانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

روح کی پرورش کے لئے انبیاء ورسل بھیجے گئے اپنے حبیب کی بعثت کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِه

وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ۱ (پارہ ۲۸،سورۃ الجمعہ،آیت ۲)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

فائدہ

آیت میں رسول اللہ ﷺ کے فرائض چار بتلائے گئے ہیں۔

(۱) قرأت قرآن (۲) تزکیۂ نفس (۳) قرآن کے علوم ومعارف (۴) حکمت کی تعلیم

قرآن کا پڑھنا اور اس کے علوم کے متعلق واقفیت حاصل کرنا علم ظاہر سے تعلق رکھتا ہے اور تزکیۂ نفس علم باطن سے بعض علماء ظاہر نورِ باطن سے محرومی کی وجہ سے علم باطن کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے علم ظاہر یعنی علوم فقہ، حدیث تفسیر، فلسفہ وغیرہ کے کوئی دوسرا نہیں۔ کسی حد تک وہ اپنے اس نظریہ میں حق بجانب بھی ہیں اس لئے کہ علم باطن خدائے قدوس کی طرف سے ایسا فیضان ہے جو آسانی سے ودیعت نہیں کیا جاتا اور جس کسی کو اس علم کی ایک رمق بھی حاصل ہو جاتی ہے وہ اس دنیاو مافیہا سے بیزار ہو جاتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

اگر چہ علوم ظاہر کا حاصل کرنا بڑا ضروری ہے لیکن باطن کی اصلاح بہت زیادہ اہم ہے کیونکہ اگر کسی کو فساد خون کی بیماری ہو اور اسی وجہ سے پھوڑے پھنسی وغیرہ جسم پر نکلیں تو زخم کے بھرنے کے لئے مرہم پٹی کرنا فائدے سے خالی نہیں لیکن یہ علاج مرض کو دفع نہ کر سکے گا بلکہ فسادِ خون کے واسطے مسہل اور مصفی ادویات کارآمد ثابت ہونگی تا کہ مادۂ فساد اندرونی کو دفن کریں اور پھر ظاہر جسم پر مزید پھوڑا پھنسی نہ نکلے۔ اسی طرح باطن کی خرابیوں کا علاج علم باطن ہے تا کہ پھر ظاہری اعضاء آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ میں معصیت کا مادۂ فاسد پیدا نہ ہو اور جسم و جان دونوں پاک وصاف ہو جائیں۔ اس جہان میں ہر چیز کا ظہور اسماءِ صفاتِ الٰہی کا پرتو ہے چنانچہ ھوالظاہر سے جسم ہے، ھوالباطن سے قلب وروح۔ ھوالباطن سے "لاالٰہ الا اللہ" ھوالظاہر سے "محمد رسول اللہ" ھوالظاھر سے شکل دوا ہے، ھوالباطن سے ملائکہ کرام تو جس دوا میں شفاء نہیں وہ بیکار ہے اور جس جسم میں روح نہیں وہ جسم مٹی کا ڈھیر ہے اور جس میں نورِ تصدیق نہیں وہ دل نہیں پتھر ہے بقول مولانا روم

چوں ندارد نورِ دل دل نیست آں	چوں بنا شد روح جز کل نیست آں

آں زجاجہ کو ندارد نور جہاں

تزکیۂ نفس کیا ھے

اسلام خدا کی طرف سے بندوں کے حق میں ایک کامل دین ہے۔انسان کی جسمانی ،روحانی ،انفرادی واجتماعی، اخلاقی ومعاشرتی معام ضرورتوں کا کفیل اور ہر شعبۂ حیات میں ترقیوں کا ضامن ہے۔خدارسی وخدا شناسی کی تعلیم اس کا اصلی مقصود ہے۔شریعت میں دوقسم کے اعمال کا ذکر ہے ایک کا تعلق ظاہر بدن سے ہے جیسے کلمہ،نماز ،حج،زکوٰۃ،روزہ، ماں باپ کی خدمت ان کو مامورات کہتے ہیں اور کفروشرک ،زنا،چوری،سودخوری،رشوت وغیرہ مناہی کہتے ہیں۔بعض اعمال کا تعلق باطن سے ہے مثلاً ایمان وتصدیق ،عقائد صحیح ،صبروشکر،تسلیم ورضا،توکل،اخلاص ومحبت جن کو فضائل کہتے ہیں اور بُرے عقائد بےصبری،ناشکری،ریاوتکبر،عجب وغیرہ رذائل کہلاتے ہیں۔قلب سے ذکراللہ کے ذریعے رذائل کو دور کرنے اور ان کی جگہ اس کو فضائل کے نور سے منور کرنے کا نام تزکیۂ نفس یا اصلاحِ باطن ہے اور اصطلاحِ صوفیہ میں ولایت کے معنی بھی یہی ہیں۔تزکیہ نفس کا حاصل یہ ہے کہ بلاکسی امیدوبیم کے صرف رضائے مولیٰ کے لئے خدا کی یادوں میں ایسے مستحکم ہو اور ذاتِ اقدس کی محبت کی طرف دل کا لگاؤ ایسا مضبوط ہوجائے کہ راحت وآرام،رنج ومصائب کی حالت میں قلب غافل نہ ہو اور یہ ہرلمحہ اپنے محبوبِ حقیقی کا والہٗ وشیفتہ رہے مختصر الفاظ میں تزکیۂ نفس مقامِ احسان کے متعلق فرماتے ہیں کہ انسان خدا کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ وہ خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر اس کے لئے یہ ناممکن ہوتو کم ازکم تصور یہ رہے کہ وہ یعنی خدائے تعالیٰ اس بندے کو دیکھ رہا ہے بندے پر جب محبت خدا غالب آتی ہے کہ صوفیاء کی اصطلاح میں اس کو فضائے قلب کہا جاتا ہے اس کا دل محبوبِ حقیقی کے دیدار میں ہمہ تن مصروف ہوتا ہے اور اس کی توجہ ماسوااللہ سے منقطع ہوجاتی ہے اس حالت میں حقیقتاً اللہ کو نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں سے اللہ کا دیدار اسی دنیا میں محال ہے اس لئے کہ وہ ''لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ا '' ہے لیکن بندے پر اس وقت ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ جیسے واقعی بغیر تکلف کے خدا کو دیکھ رہا ہے۔

تزکیۂ نفس کے لوازمات

تزکیۂ نفس کے حصول کے لئے تین چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

(اول) شریعت پرکُلی عمل۔

(دوم) کاملین ومقبولِ بارگاہ حضرات کہ جنہیں قرآنِ کریم نے صدیقین،مقربین وصالحین کے مبارک ناموں سے یاد کیا

ہے کی صحبت۔

(سوم) ذکراللہ پر مداومت۔

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (پارہ ۳،سورۃ آل عمران، آیت ۳۱)

لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

متبع شریعت وہی شخص کہلاتا ہے کہ جو تمام ظاہری احکامات مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں ہی نہیں بلکہ واجبات، مستحبات، سنن، رسومات اور روزانہ کے حوائج ضروریہ تک میں رسول اللہ ﷺ کی کامل متابعت کرے۔

معمولاتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم

حضرت عبداللہ بن عمر جب مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کو جایا کرتے تھے تو جس جس جگہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کے لئے بیٹھے ہیں یہ صرف اتباعِ سنت کی خاطر بیٹھا کرتے تھے خواہ انہیں حاجت ہو یا نہ ہو یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان کا نام علم حدیث میں نمایاں و روشن ہے اور قیامت تک اسی طرح درخشاں رہے گا۔ اولیائے امت کی بڑائی بھی اتباع شریعت کے راز میں مضمر ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہ کا رتبہ اولیائے ہند میں کیا ہے بلاشبہ وہ ہند کے کفر و شرک کے ظلماتی ماحول میں پہلے چراغ ہیں جن کے ذریعے اسلام کی روشنی کی ضیاء بادیوں نے انسانی قلوب کو جلادی۔ ان بزرگ سے ایک دفعہ دورانِ وضو ہاتھوں کا خلال جو سنت رسول اللہ ﷺ ہے رہ گیا اس لغزش پر جو بادی النظر میں نہایت سرسری معلوم ہوتی ہے سخت گرفت ہوئی بارگاہ صمدیت سے ان کے سینہ پر القاء ہوا کہ ہم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور آج ہمارے محبوب کی ایک سنت کو دورانِ وضو ترک کر دیا۔ اس واقعہ کا خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اس قدر اثر ہوا کہ ہفتوں فرطِ حزن و ملال میں اپنے دوستوں تک سے گفتگو ترک کر دی اور قسم کھالی کہ آئندہ کوئی سنت ترک نہ کریں گے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اپنے محبوب کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے اور عاشق کے دل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ قول و فعل، گفتار و کردار، عبادت و معاملات، جنگ و صلح، حکومت و غلامی غرضیکہ ہر چیز میں دنیا والے اسی کا اتباع کیا کریں۔

نیک صحبت بھی عجیب نعمت ہے۔ صحبت نبی کریم ﷺ کے طفیل صحابہ کرام افضل الایمان والے ہو گئے صحابہ تو انبیاء کے بعد سے بالا و برتر ہیں، تابعین بھی قربِ رسول کے باعث اولیائے امت سے اعلیٰ و بالا ہیں۔ حدیث شریف میں

ہے

الصحبة مؤثرة ولو كان ساعة　　صحبت اثر کرتی ہے خواہ ایک ساعت کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔

بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالع ترا طالع کند

عطار فرماتے ہیں

گر ترا عقل است بادانش قریں　　باش درویش وبدر دیشاں نشیں

تنہا ذکرِ حق سے صحبت اہل دل افضل ہے کیونکہ "الاعمال بالنیات" کے مصداق عاصی کا ذکر ریا کی آمیزش کے باعث چنداں قابلِ قبول نہیں ہوتا۔اسی لئے مولانا روم فرماتے ہیں

صحبت مرداں اگر یك ساعت است　　بهتر از صد چلۂ و صد طاعت است

یك زمانه صحبت باولیاء　　بهتراز صدساله طاعت بے ریاء

ارشادِ رسول کریم ﷺ ہے

من اراد ان یجلس مع الله فلیجلس مع اهل التصوف

جو خدا کی ہمنشینی چاہے اس کو اولیاءاللہ کے پاس بیٹھنا چاہیے۔

مولانا روم فرماتے ہیں

هر كه خواهد هم نشینی با خدا　　اونشیند باحضور اولیاء

بس بندگانِ خاص کی صحبت بندۂ خاص بناتی ہے ان کا کلام دوا کا اثر رکھتا ہے اوران کی نظر امراضِ ظاہر و باطن کے لئے بہ منزل شفاء کے ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نانبائی نے حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی خدمت کی تھی۔حضرت اس سے بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں تیرے واسطے کیا دعا کروں اس نے عرض کیا کہ اپنا جیسے کردیجئے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو حجرۂ مبارک میں لے گئے اور ایسی توجہ فرمائی کہ وہ نانبائی تھوڑی دیر میں قدو قامت، رنگ، خط و خال، لباس اور قربِ مولیٰ میں آپ جیسا ہوگیا۔

مولانا روم فرماتے ہیں

گرتو سنگِ خارہ ومرمری شوی | چوں حبد بصال رسی گوھر شوی

حضرت سعدی کا ارشاد ہے

گلے خوشبوئے درحمام روزے | رسید از دست محبوب بلستم

بلو گفتم که مشکی یا عبیدی | که از بوئے دلآویز تومستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم | ولیکن مدتے پاگل نشستم

جمالِ هم نشین درمن اثر کرد | و گرنه من هماں خاکم که هستم

خدائے قدوس نے ذکر کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی ''وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ'' اور'' اذکروں کو ''فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ'' کی بشارت دی ہے دنیا میں جب کسی حاکم کو جب اپنے کسی ماتحت کے ساتھ اُنس ہوتا ہے تو وہ ماتحت فرط مسرت وانبساط میں پھولا نہیں سماتا اور اپنے آپ کو فخر کے لائق تصور کرنے لگتا ہے یہ تصور ہمارا دنیاوی آقاؤں کے ساتھ ہے جو ہمارا خدا کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو اس احکم الحاکمین کے ساتھ جو کہ ہماری موت وزیست، سفید وسیاہ، ترقی وخوشحالی، تکلیف وراحت کا فاعل حقیقی ہو، ہمارا تعلق حقیقی غلاموں کا ہونا چاہیے۔

زندگی آمدرس برائے بندگی | زندگی بے بندگی شرمندگی

حدیث میں ہے کہ جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہوئی مگر صرف ان ساعات پر جو دنیا میں ذکر اللہ کے بغیر بسر کیں۔خدا کی یاد اور اطاعت نہ کرنا نہایت ناشکری ہے۔ہم ازل کے دن ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ'' کے جواب میں ''قَالُوْا بَلٰی ا شَھِدْنَا'' کہہ چکے ہیں اور اس وعدے کو ایفاء نہیں کرتے اور ہم ''وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ'' کے فرمانِ خداوندی کو بھی فراموش کئے بیٹھے ہیں۔

حدیث قدسی ہے کہ ذاکر اس شخص سے بہتر ہے جو گود بھر کر اللہ کی راہ میں سونا چاندی خیرات کرے۔ذکر خدا جہاد کرنے اور صدقہ دینے سے افضل ہے دشمنانِ اسلام سے جہاد جہادِ اصغر ہے کیونکہ اس کے ذریعہ کفار کو قتل کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کو دنیاوی غلبہ اور حکومت حاصل ہوتی ہے اور ذکر جہادِ اکبر ہے کیونکہ اس کے ذریعہ نفس و شیطان کو مسخر کیا جاتا ہے اور نفس و شیطان انسان کے سخت ترین اور بدترین دشمن ہیں۔

مولانا روم فرماتے ہیں

ایں جهادِ اصغر است ایں اکبر است | هر دور کارِ ستم است وحیلر است

سھل شیرے داں که صفها بشکند　　　شیر آں است آں که خودرا بشکند

فائده

ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس پر میں بھروسہ کر سکوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنی زبان ذکر اللہ سے ہمیشہ تروتازہ رکھو۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن جاتے وقت معلوم کیا کہ اللہ کے نزدیک کیا عمل زیادہ مقبول ہے آپ نے فرمایا کہ تو ایسی حالت میں مرے کہ تیری زبان ذکر سے تر ہو۔

یہی ذکر بندے کو اللہ تک پہنچاتا ہے یہ دل کے آئینہ کے لئے صیقل ہے اور روح کی غذا ہے۔

حضرت عطار فرماتے ہیں

ذکر حق آمد غذا ایں روحِ را　　　مرھم آمد ایں دلِ مجروح را

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

الله الله ایں چه شیریں است نام　　　شیر وشکرمی شود جانم تمام

خودچه شیریں است نامِ پاك تو　　　خوشتر از آبِ حیات ادراك تو

ترکیۂ نفس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی جدوجھد

رسول کریم ﷺ نے نفس کی اصلاح کی خاطر نہ کوئی بڑی یونیورسٹیاں قائم کیں اور نہ اس کے لئے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں یا کرائیں جس میں اس فن کے اصول جمع کرائے جاتے آپ نے یہ نہ کیا کہ قرآن مجید کے مختلف اجزاء کی نقلیں کرا کے اپنے ملک کے ہر حصہ میں بھیج دیتے یا اپنے اقوال کو دائرہ تحریر میں لا کر اپنے صحابہ کے تزکیۂ نفس کے لئے اشاعت کرا دیتے بلکہ آپ نے ایک بہت بڑی جماعت اپنے صحابیوں، رفیقوں، شاگردوں، مریدوں ہی کی پیدا کی، اشخاص ہی تیار کئے جو اپنی زندگیوں کے لحاظ سے آپ کی تعلیم اور آپ کے عمل دونوں کے جیتے جاگتے نمونے، چلتے پھرتے نقشے اور بولتے چالتے مرقعے تھے۔ اپنی صحبت کے فیض سے ان کے سینوں کو منور کیا، ان کے قلوب کو روشن کیا، ان کے نفسوں کا تزکیہ کیا اور انہیں صحبت یافتوں کے ذریعہ جو کہ دین اسلام کی زندہ مشعلیں تھیں دین اسلام کی روشنی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچائی۔ آپ نے یہ نہ کیا کہ کسی گوشہ میں خلوت نشین ہو کر سکوت و عافیت کی فضا میں قلم و دوات لے کر بیٹھ جاتے تصنیف و تالیف میں مشغول ہو جاتے اور اعتقادات، عبادات اور معاملات پر بڑے بڑے مقالے لکھتے

بلکہ آپ نے نورِ ہدایت سے براہِ راست قلوب ونفوس کو منور کیا آپ کی یادگار آپ کی کوئی کاغذی تصنیف نہیں بلکہ گوشت پوست کے بنے ہوئے وہ انسانی مجسمے ہیں جو تقویٰ وطہارت، فضل وکمال، تسلیم ورضا، زہد وریاضت، ایمان ویقین میں کامل ترین ہیں۔ان زندہ تصانیف کی تعداد ہزار ہا تک پہنچی جنہوں نے اپنے اپنے زمانے میں دوسروں کی اصلاح اور انسانی قلوب کو اپنے نمونہ پر ڈھالتے رہے اور اپنے چراغ سے دوسرے چراغ کو روشن کرتے رہے ان میں سے مشہور ترین کے نام ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان کے بعد اہلِ بیت کا نمبر آتا ہے اور پھر اصحابِ صفہ کا حضرت صدیق اکبر کی سب سے بڑی خصوصیات جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے حاصل ہوئیں ایمان ویقین تھیں۔اسی طرح حضرت عمر فاروق کی نمایاں خصوصیات ترک شہوات، اجتناب شبہات اور تمسک بالحق تھیں۔اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثبات واستقامت تھیں۔اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم لدنی کے سب سے بڑے حصہ دار تھے یہ مراتب توحید ومعرفت اور علم میں کامل ترین تھے۔اصحابِ صفہ کی زندگی کا ایک جز دوسروں کے لئے درسِ ہدایت ہے یہ وہ مقدس گروہ تھا جو تزکیہ باطن کی خاطر دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو کر مسجد نبوی ﷺ کے قریب ایک چبوترے پر زندگی گزارتا تھا یہ مقدس گروہ طلب دنیا کی راہوں سے بیگانہ اور شمع نبوت کے گرد پروانہ وار نثار رہتا ہے۔ان کے ہاں نہ کھانے کا سامان تھا نہ اوڑھنے پہننے کا اور ان کی زندگی فقر وفاقہ کے ساتھ تمام تر توکل وصبر اور عشق ومحبت کا ایک نمونہ تھی۔ان حضرات میں طلحہ بن عبید اللہ، معاذ بن جبل، عمران بن حصین، سلمان فارسی، ابودردا، ابوذر غفاری، ابوعبیدہ بن جراح، عبداللہ بن مسعد، براء بن مالک، عبداللہ بن عباس، کعب حارثہ، ابوہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، حذیفہ، عبداللہ بن جحش، اسامہ، بلال، مصعب بن عمیر، عبدالرحمٰن بن عوف، حاکم بن حزام، عبداللہ بن رواحہ، عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مشہور ترین ہیں۔

نمازِ پنجگانہ کے اوقات میں تمام صحابہ مسجد میں جمع ہو جاتے تھے۔ان اوقات کے علاوہ حسب ضرورت بلالئے جاتے تھے۔ان مجالس میں نہ کوئی باقاعدہ درس ہوتا تھا اور نہ کوئی خاص تعلیم لیکن ہر شخص اپنی صلاحیت اور اپنے نورِ باطن کے ظرف کے مطابق قلبِ محبوبِ خدا سے جو آفتاب کی طرح روشن تھا اپنے دل کی نورانی شمع کو روشن کرتا تھا ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق سوال کرتا تھا اور حضور ﷺ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ اگر کسی کی کوئی نازیبا حرکت آپ کے نوٹس میں آجاتی تھی تو آپ اس کی اصلاح کے لئے جو مناسب سمجھتے تھے حکم فرما دیا کرتے تھے اس طرح آپ کے اخلاق کے جملہ محاسن صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں جمع ہو گئے تھے۔کسی کو فہم وفراست ملی تھی اور کسی کو یقین

وایمان، کسی کوعقل و جہانداری نصیب ہوئی تھی تو کسی کوعلم ومعرفت اور اسی طرح کسی کوخوف ودہشت، ذوقِ اطاعت وعبادتِ الٰہی ملا تھا تو کسی کوشوقِ شہادت، کسی کے حصے میں شجاعت وجرأت آئی تھی تو کسی کے حصے میں علم دین کی اشاعت، کسی نے تسلیم ورضا کا سبق پڑھا تھا تو کوئی دوسرا خوف رجاء کی تصویر مجسم تھا۔

تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر حیثیت سے مساوی نہ تھے اپنا اپنا ظرف تھا اور اسی کے مطابق اکتسابِ فیض۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانبار میدانِ جہاد کے شہسوار تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت حدیث کی اشاعت میں لگے رہے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجمانِ قرآن بننے کی سعادت نصیب ہوئی، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترویج سنت خوش نصیبی ہوئی، حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت کا حق ادا کیا۔ غرض ہر ایک نے اپنی طبیعت کے مذاق کے مطابق حصہ پایا ان کی نظریں احکامات کے ظاہری رُخ پر ہی نہیں رہتی تھیں بلکہ ظاہر سے زیادہ باطن پر رہتی تھیں انہوں نے غزوۂ بدر اور فتح مکہ کا جلال نہیں دیکھا بلکہ غارِ حرا کی خلوت آرائیوں کا مزہ بھی چکھا۔ ان کا عرفان ''من عرف نفسہ فقد عرف ربہ'' کی حقیقت سے آشنا تھا، ان کی نگاہیں محدود نہیں تھیں کہ نماز میں کتنی رکعتیں ہیں بلکہ نماز کے ذوق وشوق اور خضوع وخشوع کی کیفیات کی تہہ تک پہنچیں اور زبان کے ساتھ ان کا دل بھی معرفت الٰہی کی اعلیٰ منزلوں سے روشناس ہوا رہا۔ اس نعمت کے حصہ دار سب صحابہ تھے لیکن جو خصوصیات کے ساتھ اس دولت سے مالا مال رہے وہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت صدیق اکبر ایمان ویقین کامل کے علاوہ صحبت و خلوص وقرب وجاں نثاری میں چونکہ دوسرے صحابہ سے سبقت لے گئے اس لئے امت میں خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا ہے

ماصب اللہ فی صدری شیئا الا صببتہ فی صدر ابی بکر

اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز میرے سینے میں نہیں ڈالی مگر میں نے اس کو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں ڈال دیا۔

حضرت ابوبکر کے علاوہ یہ شرف کسی دوسرے صحابی کو نصیب نہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سینے کے تمام علوم و معارف اس کے سینے میں بھی سما گئے ہوں۔

ایک دوسری جگہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمام امت کا ایمان ترازو کے ایک پلڑے میں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو وہی پلڑا بھاری رہے گا جس میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان ہے۔ صحابہ کی شان تو بہت اعلیٰ ہے تابعین اور تبع تابعین اور وہ بھی جو دنیا کے لحاظ سے حسب نسب میں کم ہیں ایک امام شریعت و

طریقت سے مرتبہ میں بہت زیادہ ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ ملی یا وہ زمانۂ نبوت کے بہت قریب گزرے ہیں جو خلوص نورانیت اور حقانیت ان کے دلوں میں آفتابِ نبوت نے ڈالی وہ کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی۔

خواجہ عبیداللہ احرار فرماتے ہیں

علم آموزی طریقش قولیست حرف آموزی طریقش فعلیست

فقر خواهی آں بصحبت قائم است نے زبانت کار می آید نہ دست

اور بعد میں اولیاء اللہ بھی مردانِ خدا کے فیض باطن کے ذریعہ ہی اپنے قلوب کی تزئین کرتے رہے چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم تاغلام شمس تبریزی نہ شد

نتیجہ

دنیا جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے عرب کی کایا پلٹ گئی۔ عرب والوں کے قلوب آفتابِ نبوت کے فیض سے روشن ہوگئے آپ کی تعلیم کے ذریعے نہ صرف ان کے قلوب سے رذائل دور ہوئے بلکہ وہ فضائل سے مزین ہوگئے جن کی دنیا میں نظیر نہیں یہ فیض نبوت کا ایک ادنیٰ اعجاز تھا کہ عرب کی جاہل قوم بڑی بڑی تہذیبوں کی سربراہ بنی۔ علومِ جہاں داری سے بے نیاز اور جاہل عربوں نے وہ مثالی حکومت قائم کی جس کو آج دنیا خراجِ تحسین ادا کررہی ہے یہ دین ودنیا کی سرفرازی انہیں اسی وقت حاصل ہوئی جبکہ انہوں نے تعلیم وصحبت نبی کریم ﷺ سے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اس تعلیم وتربیت کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ بدکاری کا نام ونشان تک مٹ گیا تھا۔ مشہور سیسکلولو جسٹ ہیو لاک ایلس SEXOLOGIST HOVELOCK ELLIS کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سو سال بعد تک اسلام میں بردہ فروشی کو کوئی جانتا بھی نہ تھا اور آج ہم تزکیہ نفس کو پس پشت ڈال کر قعر مذلت کی انتہائی گہرائیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے وجود سے دنیا متنفر ہے اور ہم تہذیب یافتہ قوموں کے کاسہ لیس ہیں لیکن ان تمام پستیوں کی موجودگی کے باوجود ان اخلاقی اور معاشرتی پستیوں کی وجہ سے اسلام پر ایک بدنما داغ ہے کاش ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے کچھ سبق حاصل کریں تاکہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عزت ودولت پاسکیں۔

غیرت ہے چیز جہاں تک ودو میں پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

(ماہنامہ سالک راولپنڈی)

خشک ہے خون کہ دشمن ظالم
سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

خشک ہے خون، خون خشک ہونا اور محاورہ ہے بمعنی دم خشک ہونا، خوف چھانا۔ خونخوار، ظالم، جلاد۔

شرح

خوف چھایا ہوا ہے اس لئے کہ دشمن ظالم ہے سخت خونخوار ہے نا معلوم کیا ہونا ہے۔

اس شعر میں راہ کے پُرخطر ہونے کا ایک نمونہ بتایا ہے وہ یہ کہ ہمارا نفس و شیطان ہر وقت ہمارے لوٹنے اور ہماری تباہی کی تاک میں ہیں اور یہ دشمن بھی نہ صرف ظالم بلکہ خونخوار جلاد قسم کے ہے۔

نفس کی دشمنی کے متعلق سابقہ جلدوں میں بہت لکھا جاچکا ہے یہاں شیطان کے متعلق کچھ عرض کردوں۔

انسان کا اصلی اور حقیقی دشمن صرف اور صرف شیطان ہی ہے وہ ہر وقت تاک میں رہتا ہے کہ وہ کسی طرح انسان کو اپنے ساتھ جہنم کا ایندھن بنائے اس کی تفصیل فقیر نے ''ابلیس کی کہانی'' میں عرض کردی ہے یہاں صرف ان واقعات پر اکتفا کرتا ہوں جو بزرگانِ دین اور عوام اہل ایمان کو موت کے وقت پیش آئے۔ شیطان زندگی میں جب انسان کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو آخری وار یعنی انسان کی موت کے وقت پر سخت سے سخت زور لگاتا ہے اس لئے کہ موت ہی ایک ایسا وقت ہے جس میں انسان کئی مصائب و مشکلات میں گھرا ہوتا ہے اس وقت جان بچانا ضروری ہے اسی لئے امتی کی خیرخواہی کے لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

احضروا امواتا کم ولقنواھم لا الٰہ الا اللہ وبشر واھم بالجنۃ فا ن الحکیم من الرجال والنساء یتحیر عند ذالک المصرع وان الشیطان اقرب ما یکون من ابن ادم عندذالک المصرع . رواہ ابونعیم فی الحیلۃ عن واثلۃرضی اللہ تعالیٰ عنہ (کنزالعمال جلد۸ صفحہ ۷۸)

جو (مسلمان) قریب المرگ ہوں ان کے پاس رہو اور ان کو کلمہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' کی تلقین کرو اور ان کو جنت کی بشارت دو کیونکہ اس سخت وقت میں بڑے بڑے عقل مند مرد و عورت حیران ہوجاتے ہیں اور شیطان اُس وقت انسان کے ساتھ سب اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

فائدہ

افسوس ہے کہ عموماً انسان کی موت کے وقت اقرباء بجائے تلقین کے کلمہ شریف کے رونے دھونے میں لگ جاتے ہیں جو اصلی ضرورت ہے وہ ضائع کر دیتے ہیں ورنہ یہی وقت تو ہے کہ موت کے منہ میں آنے والے کو بہشت یا دوزخ میں جانے کا وہ ہے خاتمہ اگر ایمان پر ہوا تو بہشت ورنہ دوزخ۔ بہشتی بنانا ہمارے لئے اُس وقت آسان ہے کہ ہم رونے دھونے یا کوئی اور کاروائی کے بجائے کلمہ کا ورد بالجہر شروع کر دیں لیکن خبردار مردہ کو کلمہ پڑھنے کا نہ کہو کیونکہ ممکن ہے موت کی کشمکش اور اس کی سختی سے کلمہ کا انکار نہ کر دے۔

فائدہ

میت دنیاوی قیود سے پاک ہو جاتی ہے اس لئے ایسے امور دیکھتا سنتا ہے جو عام طور پر ممکن نہیں یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء، اولیاء دنیاوی قیود سے پاک ہوتے ہیں تبھی وہ امور دیکھتے سنتے جانتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

حضروا امواتا کم وذکروا ھم فانھم یرون مالا ترون. اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب المختصر (کنز جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

اپنے قریب المرگ لوگوں کے پاس رہو اور ان کو اللہ کا نام یاد دلاؤ اس لئے کہ وہ ایسی چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد میں یہ الفاظ منقول ہیں

فانھم یرون ویقال لھم . کنز بر مز ابن ابی شیبہ سعید بن منصور فی سننہ. (کنز جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

اس لئے کہ وہ کچھ دیکھتے ہیں اور ان سے کچھ باتیں کی جاتی ہیں۔

مراد غالباً یہ ہے کہ شیاطین ان سے گمراہ کرنے والی باتیں کرتے ہیں۔

شیطان کی انسان دشمنی کے نمونے

ذیل میں انسان سے شیطان کی دشمنی ملاحظہ ہو۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں اتارا تو ساتھ ہی ابلیس بھی خوشی منانے کے لئے اترا اور کہا کہ جب میں نے ماں باپ کو بہکا لیا تو ان کی اولاد تو

ضعیف در ضعیف ہے ان کا بہکانا کیا مشکل ہے۔اس کے عزائم قرآن مجید کے الفاظ میں پڑھیئے۔

مکالمہ رحمن بہ شیطان

وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّه فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَo (پارہ ۲۲، سورۂ سبا، آیت ۲۰)

اور بیشک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک گروہ کہ مسلمان تھا۔

ابلیس

اس پر ابلیس نے کہا کہ میں بھی انسان سے اُس وقت تک علیحدہ نہ ہونگا جب تک اس میں روح کی رمق باقی ہے اس سے جھوٹے وعدے کر کے اور امید دلا کر دھوکا دیتا رہوں گا۔

حق تعالیٰ

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وعزتی وجلالی لا احجب عند التوبة وما یغر غر بالموت ولا یدعونی الا احبته ولا یسئالنی الا اعطیه ولا یستغفرلی الا غفرت له. (رواہ ابن حاتم)

مجھے قسم ہے عزت وجلال کی کہ میں بھی اس سے توبہ کو بند نہیں کروں گا جب تک کہ وہ غرغرہ موت تک نہ پہنچ جائے اور وہ جب مجھے پکارے گا میں اس کی فریاد کو پہنچوں گا جب مجھ سے سوال کریگا اس کو دونگا جب مغفرت طلب کریگا اس کی مغفرت کردونگا۔

فائدہ

اس سے شیطان کی انسان دشمنی کا اندازہ لگالیں لیکن افسوس کہ اس کی اتنی سخت دشمنی کے باوجود ہم زندگی بھر شیطان سے دوستی کا دم بھرتے ہیں ہاں پھر بھی اس کریم کے کرم سے ہم شیطان کے مکروفریب سے بچ جاتے ہیں ورنہ ہمارا حال بُرا ہے۔

سکرات کے وقت

امام شعرانی نے اپنی کتاب مختصر تذکرہ للقرطبی صفحہ ۱۲ میں اور المدحل صفحہ ۲۳۰، الاستعاذہ صفحہ ۱۴۰ میں ہے بھی ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ جب انسان نزع کے عالم میں ہوتا ہے تو دو شیطان اس کے داہنے اور بائیں آکر بیٹھتے ہیں داہنی جانب والا اس کے باپ کی شکل میں آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ بیٹا میں تجھ پر مہربان وشفیق ہوں میں تجھے نصیحت

کرتا ہوں کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر کے مرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے اور بائیں جانب والا شیطان میت کی ماں کی شکل میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ بیٹا میں نے تجھے اپنے پیٹ میں رکھا اور دودھ پلایا گود میں پالا ہے میں تجھے نصیحت کرتی ہوں کہ یہود کا مذہب اختیار کرنا کیونکہ وہی بہترین مذہب ہے۔

فائدہ

چونکہ نزع روح کا وقت نہایت سخت ہوتا ہے اس وقت ماں باپ پیار سے بڑھ کر اور کون سی شے پیارے ہوگی اس لئے شیطان وہی کرتا ہے۔

دوسرا حوالہ

امام غزالی نے اپنی کتاب الدرۃ الفاخرہ فی کشف علوم الآخرہ صفحہ ۵ میں لکھا ہے جس میں یہ ہے کہ جب انسان نزع روح کی ایسی شدید تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے عقلاء و حکماء کی عقلیں اس وقت بے کار ہوتی ہیں جو انسان کا سب سے بڑا دشمن شیطان اپنے اعوان و انصار کو لے کر پہنچتا ہے اور سب ان لوگوں کی شکل میں آتے ہیں اور اس کے خیر خواہ دوست و احباب تھے پھر اس سے کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے پہلے اس موت کی گھاٹی سے گزر چکے ہیں اس کے نشیب و فراز سے واقف ہیں اب تیرا نمبر ہے ہم تجھے خیر خواہانہ مشہور دیتے ہیں کہ تو یہود کا مذہب اختیار کر لے وہی خیر الادیان ہے۔

مزید کوشش

اگر میت نے ان کی بات نہ مانی تو دوسری جماعت اسی طرح دوسرے احباب و اقرباء کی شکل میں آکر کہتی ہے کہ تو نصاریٰ کا مذہب اختیار کر لے کیونکہ یہی مذہب ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کے دین کو منسوخ کیا ہے اسی طرح عقائد باطلہ ہر مذہب و ملت کے اس کے دل میں ڈالتے ہیں پس جس کی قسمت میں دینِ حق سے پھر جانا لکھا ہوا ہے وہ اس وقت ڈگمگا جاتا ہے اور باطل مذہب کو اختیار کر لیتا ہے۔

مکر ابلیس سے محفوظ رہنے کی دعا

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی دشمنی سے بچنے کی دعا یوں سمجھائی ہے کہ بندے دعا مانگا کریں

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۸)

اے رب ہمارے دل کو ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر۔

شاید حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں

تاچه دارد ایں حسود اندر کلو — اے خدا فریاد مارا زیں علو

ایں حدیشش همچو در دست اے اله — رحم کن ورنه گلیم شد سیاه

گریکے فضل دگر درمن دمد — برو خواهد از من ایں رهزن نمد

من بحجت برنیا مم بابلیس — کوست فتنه هر شریف وهر خسیس

یہ حاسد کتنا ضد رکھتا ہے اے اللہ اس دشمن سے ہماری پناہ۔

اس کی بات ہمیشہ درد اور دکھ کی ہے اے اللہ رحم فرما ورنہ ہمارا حال خراب ہے۔

اگر تیرا مجھ پر فضل و کرم ہو گیا تو یہ دشمن مجھ سے ناامید ہو کر بورا بستر اُٹھا کر چلا جائیگا۔

میں ابلیس سے کسی قسم کی حجت بازی نہیں کر سکتا کیونکہ ہر شریف اور کمینے کے لئے فتنہ ہے۔

نیک خاتمہ کی علامت

جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھتا ہے اور رحمت خداوندی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ آتی ہے اور شیاطین کو دفع کرتی ہے اور اس وقت بسا اوقات میت فرطِ خوشی کی وجہ سے تبسم کر دیتا ہے۔

ملاقاتِ جبریل علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے فلاں تو مجھے نہیں پہچانتا میں جبریل ہوں اور یہ سب تیرے دشمن شیاطین ہیں تو ان کی بات نہ سن اپنے دینِ حنیف شریعت محمد یہ ابراہیمیہ پر قائم رہ۔ اس وقت مرنے والے کے لئے کوئی چیز اس سے زیادہ خوش کرنے والی اور راحت دینے والی اور نہیں ہوتی۔

ایسے لوگوں کے لئے اللہ فرماتا ہے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ٥ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ا .

(پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۶۳، ۶۴)

وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

شیطان کی انسان دشمنی کا دوسرا نمونہ

کتاب الاستقاذ ۃ لابن قدامہ صفحہ ۱۳۹ میں ہے کہ

ان ابلیس یقول لاعوانه عند الموت علیکم به فان فاتکم الآن لم تقدروا علیه

شیطان انسان کی موت کے وقت اپنے رفقاء کو کہتا ہے کہ اس کا ایمان ساتھ نہ جانے دو اگر اس وقت بچ نکلا تو پھر تم اس پر قابو نہ پاسکو گے۔

شفیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

حضور اکرم ﷺ نے شیطان کی شرارت کا بتا کرامت کو اس کے شر سے بچنے کے لئے دعا ذیل بتائی ہے

اللھم انی اعوذبک من الغرق واعذبک من ان یتخبطنی الشیطان عندالموت۔ (کتاب الاستقاذ صفحہ ۱۴۱)

اے اللہ میں تیری ذات کے ساتھ غرق ہونے اور جلنے اور موت کے وقت شیطان کے پھسلانے کی پناہ چاہتا ہوں۔

تائید از حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الشیطان تاتی احدکم قبل موته فیقول له مت یھودیا او نصرانیا۔ (مختصر تذکرہ قرطبی صفحہ ۱۲)

شیطان تمہارے بعض کے پاس آ کر کہتا ہے یہودی مریا نصرانی۔

حکایات

امام ابو جعفر قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام ابو جعفر قرطبی کا نزع شروع ہوا تھا تو حاضرین نے کہا "لا الٰہ الا اللہ پڑھئے" وہ ان کے جواب میں کہتے تھے لا نہیں (نہیں) کچھ دیر کے بعد ان کو افاقہ ہوا۔ آنکھ کھولی تو لوگوں نے عرض کیا کہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے جواب میں آپ لا (نہیں) کہہ رہے تھے یہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تمہارے جواب میں یہ کلمہ نہیں کہہ رہا تھا بلکہ دو شیطان میرے سامنے کھڑے تھے ایک یہ کہہ رہا تھا کہ یہود کے مذہب پر مرنا میں ان کے جواب میں کہتا تھا کہ کیا تم مجھے اس وقت یہ سبق پڑھاتے ہو حالانکہ میں نے اپنے قلم سے کتاب ترمذی و نسائی میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث لکھی ہے

ان الشیطان تاتی احدکم قبل موته فیقول مت یھودیا او نصرانیاً

شیطان تم میں سے بعض کے پاس اس کی موت سے پہلے آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہودی ہو کر مرو، نصرانی ہو کر مرو۔

امام قرطبی نے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اسی قسم کے واقعات بہت سے صالحین امت کو پیش آئے ہیں کہ وہ کلمہ طیبہ کی تلقین کے وقت انکار کرتے تھے اور وہ شیطانی کلمات پر انکار کر رہے تھے اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں

کہ ہر مومن جب مرتا ہے تو اس کے ہم نشین و ہم مجلس لوگ اس کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ (مختصر تذکرۂ قرطبی صفحہ ۱۲)

فوائد

نزع طاری ہو تو ''لا الٰہ الا اللہ'' کی تلقین کرنی چاہیے یعنی خود جہر سے پڑھنا چاہیے۔ نزع والے کو یوں نہ کہنا چاہیے کہ پڑھو ''لا الٰہ الا اللہ'' کیونکہ وہ اس وقت موت کی کشمکش میں ہے ممکن ہے وہ کسی سختی میں مبتلا ہو کر لا کہہ دے تو اس کا خاتمہ برباد ہو جائیگا۔

امام والوں کا ماجرا عوام جیسا نہیں ہوتا جیسے حضرت قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لا کہا تو وہ عامیانہ حیثیت سے نہ تھا بلکہ وہ تو دشمن شیطان کے مقابلہ کے لئے فرما رہے تھے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بھی اس قسم کے لوگوں (بزرگوں) کی ایسی حالت پیش آئی بلکہ عموماً ہر انسان کو پیش آتی ہے اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

چوں عنایاتت شود باماقیم — کے بود بیمے اناں دزدِ لئیم

گرھزاراں دام باشد برقدم — چوں تو باماٸی نباشد ھیچ غم

جب تیری عنایات ہماری رہبری کریں تو پھر دشمن بد بخت کا کیا خطرہ اگر اس وقت ہزاروں قدم قدم پر پھانسی لٹکی ہوئی اگر تیری مہربانی ہمارے ساتھ ہے تو پھر کیا غم۔

مسکین اور ضعیف انسان پھر مدتوں کا بیمار، رگ رگ زخمی ہوش و حواس پہلے سے بجا نہیں اس پر نزع روح اور سکراتِ موت کی شدید ترین تکلیف اس ہولناک منزل میں دشمنوں کے لشکر کا حملہ اور وہ بھی دشمنوں کے لباس میں نہیں بلکہ ماں باپ اور احباب و اقرباء کے بھیس میں خیرا خواہانہ مشورہ کے انداز میں اس مجموعہ کا تصور کیجئے تو خیال ہوتا ہے کہ شاید ایک آدمی بھی اس منزل میں ثابت قدم نہ رہے لیکن

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

دشمن کیا کریگا جب دوست مہربان ہو

جیسا وقت سخت منظر ہولناک منزل خطرناک ہے ویسا ہی رحیم و کریم جل شانہ نے اس ضعیف انسان کے لئے امداد و اعانت کے سامان کافی فرما دیئے ہیں۔

امام احمد بن حنبل کی وفات کا واقعہ

حضرت عبداللہ جو حضرت امام احمد بن حنبل کے لڑکے ہیں فرماتے ہیں کہ جب میرے والد امام احمد کی وفات کا وقت آیا میں آپ کا جبڑا باندھنے کے لئے ہاتھ میں کپڑا لئے ہوئے تھا آپ کی اس وقت یہ حالت تھی کہ پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے پھر ہوش میں آجاتے اور فرماتے تھے "لا بعد لا بعد" جب آپ نے یہ الفاظ کئی مرتبہ کہے تو میں نے عرض کیا ابا جان! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شیطان میرے سامنے کھڑا ہوا ہے اور دانتوں میں انگلیاں دبائے ہوئے کہہ رہا ہے کہ افسوس اے احمد تم ہمارے ہاتھوں سے چھوٹ رہے ہو میں اُسے یہ جواب دے رہا تھا

لا بعد ما دامت الروح فی الحلقوم لا اسلم منک (مدخل الشرع جلد ا صفحہ ۲۳۰، تذکرۂ قرطبی صفحہ ۱۲)

ابھی نہیں جب تک میری روح حلقوم میں موجود ہے میں تیرے شر سے مامون نہیں ہوں۔

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت جعفر بن عقیل کی شہادت

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جنگ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ہاتھ میں علَم لے کر لڑنے لگے تو حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں تو شیطان حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ظاہر ہو کر ان کو دنیا کی فریفتہ کرنے لگا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو جواب دیا

ایں وقت است کہ ایمان درد دل مومن کامل وثابت مے شود تو آمدۂ کہ حیات دنیا رابمن دوست گردانی

یہ وہ وقت ہے کہ کامل مومن کے دل میں اس وقت ایمان کامل اور مضبوط ہوتا ہے اے مردود تو اس وقت مجھے دنیا کی زندگی محبوب بنا کر دکھا رہا ہے۔

اس جواب کے بعد آپ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علَم اُٹھا کر جنگ کرنے لگے ان کے پاس بھی اسی طرح شیطان آ کر دنیا کی محبوب زندگی پر فریفتہ کرنے لگا۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے اسی طرح جواب دیا اور شہید ہو گئے اس کے بعد شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

وازیں جامعلوم مے شود کہ شیطان دروقت موت بوسوسہ می آید و محبت حیات رابر میت می اندازد۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت شیطان آتا ہے اور میت کو محبت زندگی کا وسوسہ ڈالتا ہے۔

فائدہ

ان واقعات وروایات کو پڑھ کر آپ اندازہ لگائیں کہ جب ائمہ اور صحابہ جیسے مقدس نفوس کو موت کے وقت شیطان پھسلانے سے دریغ نہیں کرتا تو ہم جیسے ناقص نفوس اس ظالم شیطان کے فتنہ سے کیسے مامون ہو سکتے ہیں۔اب عوام جہلاء کا اندازہ لگایئے کہ جنہیں کلمہ تک صحیح نہیں آتا۔علامہ ابن الحاج لکھتے ہیں

هذا امر خطر عظيم فينبغي ان يكثروا له من الدعاء وان يجتنبوا اللغط والقيل والقال

(کتاب المدخل جلد ۳ صفحہ ۲۳۰)

عالم نزع میں شیطان کی ابتلاء ایک عظیم خطرہ ہے اس وقت میت کے لئے دعا کی کثرت کرنی چاہیے اور اس کے نزدیک بے ہودگی اور آوارہ گفتگو سے اجتناب کرنا چاہیے۔

شیطان کا موت کے وقت یہودیت اور نصرانیت کی ترغیب دینا اور اس کی حکمت

موت کے وقت شیطان میت کو یہودیت اور نصرانیت کی کیوں ترغیب دیتا ہے حالانکہ ایک فہمیدہ مسلمان یہودیت ونصرانیت کے ظاہری الفاظ سے بھی نفرت کرتا ہے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں علماءِ سوء نے جتنے باطل عقائد کی بنیا ڈالی ہے یا اس دور میں تیار کر رہے ہیں آپ اگر تدبر و تفہیم سے کام لیں تو ان سب کا ماخذ یہودیت اور نصرانیت کے عقائد باطلہ ہیں کیونکہ آخرت میں نجات کا دارو مدار عقائد صحیحہ پر ہے اور عقائد باطلہ وہی ہیں جو اہل سنت کے خلاف ہیں اسی لئے اسلاف صالحین نے بڑا زور لگایا ہے کہ عوام اہل سنت کے عقائد سے سر مو نہ ہٹیں۔

شیطان کی سب سے بڑی تبلیس یہ ہے کہ زندگی میں جن عقائد واعمال کے ساتھ محبت ہوتی ہے موت کے وقت انہیں عقائد واعمال کو پیش کرتا ہے اسی لئے اہل سنت میت کو شیطان کی شرارت سے بچانے کی تدبیریں کرتے ہیں۔

موت کے وقت شیطان کی شرارت سے حفاظت کے اسباب احادیث مبارکہ اور اقوالِ اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے موت کے وقت کی شرارت سے بچنے کے مختلف اسباب بتائے ہیں چند مندرجہ ذ ل ہیں۔

تلقین

محدث ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں ایک حدیث لکھتے ہیں

لقنوا موتاكم لا اله الا الله وبشرهم بالجنة فان الحليم من الرجال والنساء بتعير عند ذ

المصرع وان الشيطن اقرب مايكون من ابن ادم عند ذلك المصرع الحديث. عن واثلة

(کتاب الاستعاذہ صفحہ ۱۳۹، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۸)

اپنے قریب المرگ لوگوں کو کلمے کی تلقین کرو اور ان کو جنت کی بشارت دو کیونکہ اس وقت بڑے بڑے عقل مند عورت و مرد حیران ہو جاتے ہیں اور شیطان اس وقت انسان کے تمام اوقات سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد وغیرہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ''قبر کا سفر'' پڑھیئے۔

ہم کو بدکر وہی کرنا جس سے

دوست بیزار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

بدکر، بدکردار

شرح

جس عمل سے دوست بیزار ہے ہم اسی کے ارتکاب کے خوگر ہیں ایسے سنگین جرم کے بعد نامعلوم ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے انسان کی اصل عادت کا بیان فرمایا ہے کہ عام انسان عموماً گھاٹے کا کام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ العصر، آیت ۲)

بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔

حدیث شریف میں ہے

انما مثلی ومثل الناس کمثل رجل استوقد نارًا ، فلما اضاء ت ما حوله جعل الفراش وهذه الدواب التی تقع فی النار یقعن فیها فجعل ینزعهن ویغلبنه فیقتحمن فیها فأنا آخذ بحجزکم عن النار وانتم تقحمون فیهاهذه روایت البخاری وفی مسلم نحوها وقال فی آخرهم وذلک مثل و مثلکم انا اخذ بحجزکم عن النار هلم عن النار فتغلبونی تقحمون فیها

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پس جب

آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آنے لگیں اور آگ میں گرنے لگیں آگ روشن کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ نہیں رکتے اور میری کوششوں پر غالب رہتے ہیں آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں تم کو آگ میں پڑنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گر پڑنے کی کوشش کرتے ہو۔ (متفق علیہ)

یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مسلم کی روایت کے آخری حصہ میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بالکل ایسی ہی میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تمہاری قبروں کو آگ سے بچاتا ہوں تا کہ تم دوزخ کی آگ سے بچو اور میرے پاس چلے آؤ لیکن تم مجھ پر غالب آجاتے ہو اور آگ میں جا پڑتے ہو۔

تن کی اب کون خبر لے ہے ہے
دل کا آزار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ہے ہے کلمہ تاسف، حیف صد حیف، ہائے افسوس، رونے پیٹنے کی آواز۔ آرزو، دکھ، تکلیف، بیماری۔

شرح

ہائے افسوس کہ جسم کو کون سمجھائے اس لئے کہ اسے دل کا سہارا تھا اب خود دل تو دکھ درد میں مبتلا ہے نا معلوم کیا ہوتا ہے۔

اس شعر میں اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے

الا فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله. (مشکوٰۃ)

خبردار جسم میں ایک لوتھڑا ایسا ہے جب وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح اگر وہ خراب تو تمام جسم خراب۔

میٹھے شربت دے مسیحا جب بھی
ضد ہے انکار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ضد، مخالف، برعکس، کینہ، ہٹ، پیچ

شرح

حبیب کریم ﷺ کا یہ احسان کہ زندگی کے ہر موڑ پر میٹھے شربت تیار رکھتے ہیں اور پلاتے ہیں لیکن نفس کمینے کو ضد ہے کہ ہمیشہ آپ کے احکام کی خلاف ورزی بلکہ انکار کرتا ہے نا معلوم کیا ہوتا ہے۔

شریعت پاک کے اعمالِ صالحہ

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے ان جملہ ارشادات کی طرف اشارہ ہے جو کم خرچ بالا نشین کی طرح ہیں کہ کام تھوڑا لیکن اس کا صلہ و انعام بڑا انہی کو امام اہل سنت نے شربت سے تعبیر کیا ہے۔ ان سے اہلِ فہم خود نتیجہ نکالیں کہ حضور ﷺ نے امت کے لئے کتنے آسان امور عطا فرمائے کہ ان معمولی امور کو بجالانے سے بہشت کی اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں نصیب ہوں۔

دل کہ تیمار ہمارا کرتا
آپ بیمار ہیں کیا ہونا ہے

حل لغات

تیمار، بیمار کا خدمت گار

شرح

دل کا کام تھا کہ وہ ہم بیماروں کی خدمت کرتا لیکن وہ خود بیمار ہے خاک خدمت کریگا اس حال میں نا معلوم کیا ہوتا ہے۔

پر کٹے تنگ قفس اور بلبل
نو گرفتار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

پَر (بالفتح) جانور کا پَر۔ کٹے از کٹنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ قفس، پرندوں کا پنجرہ، جسم۔ نو گرفتار، تازہ پکڑا ہوا

شرح

بلبل کے پَر کٹ گئے اور پنجرہ تنگ ہے اور وہ نیا گرفت میں آیا ہے نہ معلوم کیا ہے۔

چھپکے لوگوں سے کئے جس کے گناہ
وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

چھپ کے، چھپ کر۔ خبردار، باخبر، خبیر۔

شرح

جس ذات کے ہم نے چھپ کر گناہ کئے ہیں حالانکہ وہ تو ہر امر سے باخبر اور آگاہ ہے نامعلوم اب کیا ہونا ہے۔

احمقوں کی حماقت کا جواب

عموماً ہر ناصح و واعظ کا طریقہ ہے کہ وعظ و نصیحت کے کلمات میں غلطیوں و خامیوں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے یہ اس کی تواضع و انکساری ہوتا ہے اگر چہ وہ حقیقتاً ان خامیوں اور غلطیوں سے کوسوں دور ہوتا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے بعض اشعار میں یہی طریقہ اختیار فرمایا تو بعض احمقوں نے آپ پر منجملہ اعتراضات کے ایک اعراض یہ بھی کہہ دیا کہ امام بریلوی قدس سرہ تو چھپ کر بہت بڑے گناہ کرتا تھا جس کا اعتراف اس نے خود کیا ہے اور دلیل پر یہی شعر پڑھ دیا۔ ایسے احمقوں کو قاعدہ مذکورہ سے کیا کام کیا ایسے بیوقوفوں کو کم از کم اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ امام بریلوی قدس سرہ بچپن سے ہی اتقاء پرہیز گاری اور خشیت الٰہی سے مزین تھے۔

ارے او مجرم بے پرواہ دیکھ
سر پہ تلوار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ارے، حرفِ ندا، تعجب ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے ارے کیا ہوا، یہاں ندائیہ ہے۔ او، حرفِ ندا، اپنے سے کم رتبہ آدمی کو بلانے کی آواز۔

شرح

اے مجرم تو بڑا بے پرواہ بنا ہوا ہے ذرا دیکھ تو سہی تیرے سر پر تلوار لٹک رہی ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔ موت سر پر ہے مرنے کے بعد فوراً حساب و کتاب کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔

تیرے بیمار کو میرے عیسیٰ
غش لگاتا رہے کیا ہونا ہے

حل لغات

غشی، بیہوشی، مورچھا، فریفتہ، عاشق، لگاتار، برابر، متواتر، پاس، پاش، تابڑتوڑ۔

شرح

اے عیسیٰ (حبیب خدا ﷺ) آپ کے بیمار کو تو مسلسل بیہوشی طاری رہتی ہے اس کا نا معلوم کیا ہونا ہے یعنی غفلت ہی غفلت کا شکار ہے اسے اپنے انجام کا کوئی خیال نہیں اس کی شکایت ابھی سے حبیب خدا ﷺ نے عرض کر دی کیونکہ ایسے بیماروں کی شفاء آپ کے ہاتھ میں ہے بلکہ سرے سے بیماری کو بالکل ختم کر دینا بھی یعنی نگاہ کرم سے گناہوں سے بچالینا بھی آپ کے لطف و کرم سے بعید نہیں اور پھر کل قیامت میں بھی ایسے مجرموں کی شفاعت آپ ہی کریں گے۔

نفس پُرزور کا وہ زور اور دل
زیر ہے زار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

زیر، کمزور۔ زار یہ لفظ جب نحیف کمزور کے ساتھ آتا ہے تو لاغر اور دبلے کے معنی ہوتے ہیں جیسے یہاں آیا ہے۔

شرح

نفس قوت و طاقت سے بھرپور ہے اس کے زور کے بالمقابل میرا دل کمزور اور لاغر ہے اس کے باوجود نا معلوم کیا ہونا ہے ہر دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے لیکن نفس ایسا دشمن ہے کہ اس کا مقابلہ نہ صرف دشوار بلکہ نا ممکن ہے جب تک کہ شیخ کامل کی نگاہ نہ ہو۔ اسی لئے مشائخ کرام نے شیخ کامل کا دامن پکڑا اور اس کی بیعت ہونا ضروری سمجھا ہے۔

قرآن مجید

وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا۝ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

ضرورتِ مرشد

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں سالک کے لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ کامل اکمل کا دامن

تھا مےلیکن وہ بھی رسمی پیر نہ ہو بلکہ وہ خود واصل اور دوسروں کو ذاتِ حق تک پہنچانے والا ہوتا کہ ایسے شیخ کامل کی تربیت سے کامیابی سے نوازا جائے اور اس کی ولایت کے نور سے اس کا دل تقویت حاصل کرے اور اسی کی نگرانی سے منزلِ مقصود پر پہنچے جیسے اصحابِ کہف کو منزلِ مقصود نصیب ہوئی۔مثنوی شریف میں ہے

گرچہ شیر چوں روی راہ بے دلیل — خویش بیں درضلالی و ذلیل

دیں مرا لاکہ با پر ھائے شیخ — تابینی عون لشکر ھائے شیخ

اگر چہ تم راہِ سلوک میں جانے کے شیر ہو لیکن رہبر کے بغیر چلو گے تو تم شترِ بے مہار ہو کر ذلت و خواری سے ضلالت میں گرو گے شیخ کامل کی وساطت کے بغیر مقصد تک نہیں پہنچ سکو گے تمہارے شیخ کے لشکر سے ہی تمہارا کام بنے گا۔

کام زنداں کے کئے اور ہمیں

شوق گلزار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

زنداں،قید خانہ،جیل۔گلزار،پھلواڑی،پھولوں کی کیاری،خوب آباد،پُر رونق۔

ہم نے وہ کام کئے جو قید خانہ میں جانے کے ہیں ادھر شوق کا یہ حال ہے کہ جنت کے گلزار میں جاؤں اجتماع الضدین محال ہے دیکھو کیا بنتا ہے بظاہر حال تو خراب ہے کردار بتاتے ہیں جہنم کے سوا چارہ نہیں ادھر نفس کی خواہشات ہیں کہ گلزارِ جنت نصیب ہو۔

ہائے رے نیند مسافر تیری

کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ہائے رے،کلمہ افسوس و تحسین یہاں افسوس مراد ہے۔کوچ ،بضم قاف واؤ معروف روانگی ،رحلت،ایک مقام سے جانا وبضم القاف واو مجہولہ ایک قسم کی چار پہیوں والی گاڑی ،بفتح القاف ایک قسم کا پلنگ جو بید سے بنا ہوتا ہے یہاں یہ مراد نہیں پہلا معنی مراد ہے دوسرا معنی بھی مراد ہو سکتا ہے۔

شرح

اے مسافر تجھ پر صد افسوس کہ تیری روانگی و رحلت یا روانگی کے لئے تیری سواری تیار ہے ادھر نیند ادھر تیاری اس

کیفیت میں نا معلوم کیا ہونا ہے۔

دور جانا ہے رہا دن تھوڑا
راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

دشوار،مشکل۔

شرح

بہت دور جانا ہےاور دن تھوڑا رہ گیا یہ ادھر راستہ بھی مشکل واللہ اعلم کیا ہونا ہے۔

گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں
مت یہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کہ نہیں ،مت کلمہ نفی ،شہنام ،جیسے یہ خطا تمہاری کہ میری (مونث) نہ ،نہیں ،ہوش ،عقل ،رائے ،ذکر ،مذہب ،دھرم ،فرقہ ۔ مار ،حاصل مصدر ،مرنا کا ،چوٹ ،مار پیٹ ،دکھ ،نقصان ،خیانت ،لوٹ ،توڑ ،زد ،دھوکہ ،سزا ،دھمکی ،کوشش ،زیادتی ،امر کا صیغہ ،قتل کرکے چوٹ لگا۔

شرح

اے مسافر گھر بھی جانا ہے یا نہیں۔ ہوش یہ کیا مار پڑی ہے کہ آخرت کی کوئی فکر نہیں نا معلوم کیا ہونا ہے۔

فکر فردا

امام احمد رضا قدس سرہ نے دنیاوی زندگی کو مسافر خانہ اور آخرت کی زندگی کو اصلی گھر بتایا ہے۔

وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ا وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ا لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

(پارہ ۲۱،سورۃ العنکبوت، آیت ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

جان ہلکان ہوئی جاتی ہے
بارسا بار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ہلکان، ہلاک، مضمحل، تھکا ماندہ۔ بار سا بار، بار، بوجھ، اسباب، دخل، اجازت، پھل، مرتبہ، غم، حمل، بزرگ۔ سا، حرف تشبیہ مثل مانند، جیسے کالا سا گوار سا وغیرہ۔

شرح

جان تھکی ماندی اور مضمحل ہوتی جارہی ہے اور بوجھ بھی بوجھ ہے یعنی سخت بوجھ پھر بوجھ بھی سر پر ہے دیکھو کیا ہونا ہے۔

پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ
زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

پار، دوسری طرف، پرے۔ ناؤ، لمبی اور درمیان میں خالی چیز، کشتی، ڈونگی۔ دھار، لکیر، تلی فوارہ، باڑھ، پانی کا تیز بہاؤ۔

شرح

پار جانا اور کشتی بھی نہیں ملتی ادھر پانی کا بہاؤ تیز اور زوروں پر ہے نا معلوم کیا ہونا ہے۔

راہ تو تیغ پر اور تلوؤں کو
گلۂ خار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

تیغ تلوار۔ تلوؤں، جمع پاؤں کی ایڑی اور پنجے کے بیچ کا حصہ۔ گلہ، شکوہ، شکایت۔

شرح

جو راستہ طے کرنا ہے وہ تلوار کی دھار پر ہے اور تلوؤں کو کانٹے کا شکوہ ہے دیکھئے کیا ہونا ہے۔

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر
تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

تیرہ ،بکسر التاءوسکون اولیاء،اندھیرا،کالا،تار،اندھیرا،چھلا۔

شرح

ہماری عادت ہے کہ روشنی کے بغیر گذارا نہیں لیکن گھر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔

بیچ میں آگ کا دریا حائل
قصد اس پار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

بیچ ،بکسر الباءوسکون الیاء،وسط ،درمیان ۔حائل ،بیچ میں آنے والا ،روکنے والا ،آڑ،روک ۔قصد،ارادہ،نیت، منشاء،مرضی ،کوشش ،پار،دوسری طرف ،پرے۔

شرح

درمیان میں آگ کا دریا حائل ہے اور ہمارا ارادہ اس سے دوسری طرف جانے کا اب کیا ہونا ہے۔

اس کڑی دھوپ کو کیونکر جھلیں
شعلہ زن نار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کڑی ،سخت ،مضبوط ،تیز ،سختی اُٹھانے والا ۔جھلیں ،جھیلنا ،برداشت کرنا ،اُٹھانا ۔شعلہ زن ، لپٹ اور بھڑک مارنے والا۔

شرح

ہم اس سخت دھوپ کو کس طرح برداشت کریں جہاں آگ بھڑک مار رہی ہے اور پورے جوش پر ہے نامعلوم کیا ہونا ہے۔

ہائے بگڑی تو کہاں آکر ناؤ
عین منجھدار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ہائے،افسوس وغیرہ کے موقع پر بولتے ہیں۔بگڑی از بگڑنا،خراب ہونا،نکما ہونا،خفا ہونا۔ناؤ،کشتی۔عین،ہر چیز کی ذات،آنکھ،پانی کا چشمہ۔منجھدار،دریا کے بیچ کی دھار۔

شرح

اے کشتی افسوس ہے تو کہاں آکر خراب ہوئی نہیں دیکھا کہ یہ دریا کے بیچ کی دھار ہے اب کیا ہونا ہے۔

کل تو دیدار کا دن اور یہاں
آنکھ بیکار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کل (مؤنث) گزرا ہوا دن،آج سے دوسرا دن جو آئیگا،قیامت کا دن،قربت کا زمانہ۔

شرح

کل تو زیارت کا دن ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ آنکھ بیکار ہے نا معلوم کیا ہونا ہے۔

منہ دکھانے کا نہیں اور سحر
عام دریا رہے کیا ہونا ہے

حل لغات

منہ دکھانا،سامنے آنا۔سحر،صبح کا وقت،سویرا۔

شرح

سامنے حاضر ہونے کے لائق نہیں ہوں لیکن صبح سویرے عام دربار ہوگا جس میں سامنے ہونا ضروری ہے دیکھو کیا ہونا ہے۔

ان کو رحم آئے تو آئے ورنہ
وہ کڑی مار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کڑی، سخت۔ مار، مارنا کا حاصل مصدر۔

شرح

انہیں ہمارے حال زار پر رحم آ جائے تو ہماری قسمت ورنہ وہاں تو مار سخت ہے نا معلوم کیا ہونا ہے۔

لے وہ حاکم کے سپاہی آئے
صبح اظہار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

لے، حرفِ تنبیہ خطاب سن، جان، معلوم کر جیسے لے وہ خفا ہو گیا۔ سپاہی (فارسی) تلنگا از سپاہ، لشکر، فوج، ییہ یاء نسبت کی ہے ایک پر اطلاق ہوتا ہے جسے عربی میں عسکری کہتے ہیں۔

شرح

اے مخاطب جان اور دیکھ وہ حاکم کے سپاہی آئے صبح کے وقت تمام کردار ظاہر ہونے دیکھو کیا ہونا ہے۔

واں نہیں بات بنانے کی مجال
چارہ اقرار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

واں، وہاں۔ بات بنانا، جھوٹ بولنا۔ مجال، چکر کا میدان، طاقت، بس، قابو۔ چارہ، تدبیر، اپائے، علاج۔

شرح

وہاں جھوٹ بولنے کی مجال نہیں وہاں تو سوائے اقرار کے اور کوئی تدبیر نہیں اسی لئے خوفزدہ ہوں کہ کیا ہونا ہے۔

ساتھ والوں نے یہیں چھوڑ دیا
بیکسی یار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

ساتھ والا، ہمراہی، سازندہ۔بیکسی، عاجزی، غریبی۔

شرح

رفقاء نے یہیں چھوڑ دیا اب بے کسی و عاجزی ساتھی ہے دیکھو کیا ہونا ہے۔

آخری دید ہے آؤ مل لیں
رنج بیکار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

آخری دیدار، مرتے وقت دیکھنا۔

شرح

موت کا وقت سر پر ہے آؤ یارو مل لیں صلح وسلوک کر لیں اب ایک دوسرے سے رنج ان بن بگاڑ بے سود اگر ہو بھی تو کیا ہونا ہے۔

دل ہمیں تم سے لگانا ہی نہ تھا
اب سفر بار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

دل لگانا، محبت کرنا، دل جما کر کام کرنا۔

شرح

تم سے اے دنیا والو محبت نہ کرنا بہتر تھا۔اب تو سفر بھی بوجھ محسوس ہو رہا ہے لیکن اس کے سوا اب کیا ہونا ہے۔

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا
بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

لاچار، مجبور، عاجز، ضروری۔

شرح

جانے والوں پر یہ رونا کیسا اور اس سے فائدہ ہی کیا کیونکہ بندہ مجبور ہے اس نے جانا ہے رونے سے کیا ہونا ہے۔

نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں
یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

نزع، جان کنی، دم توڑنا۔ دھیان، خیال،تصور،توجہ، بٹ جانا، تقسیم ہو جانا۔ عبث، بیکار، بے فائدہ،فضول، بلاوجہ۔

شرح

نزع کے وقت کہیں دھیان نہ بٹ جائے کیونکہ یہ پیار فضول ہے اگر ہو بھی تو اس سے کیا ہونا ہے۔

اس کا غم ہے کہ ہر اک کی صورت
گلے کا ہار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

گلے کا ہار ہونا، گلے کا تعویذ،سر ہونا، چمٹنا،اجیرن ہونا۔

شرح

اب جاتے وقت یہ غم ہے کہ ہر ایک شے کا خیال مجھے چمٹا ہوا ہے اس لئے خوف ہے کہ کیا ہونا ہے۔

باتیں کچھ اور بھی تم سے کرتے
پر کہاں وار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

وار، دن، باری، داؤ،موقع۔

شرح

یارو تم سے کچھ باتیں اور بھی کرتے لیکن اب موقع ہی کہاں آگے کی فکر ہے کہ کیا ہونا ہے۔

کیوں رضاؔ کڑھتے ہو ہنستے اُٹھو
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

حل لغات

کڑھتے از کڑھنا، کلپنا، رنجیدہ ہونا، افسوس کرنا، رحم آنا، ہمدردی کرنا۔

شرح

اے رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) افسوس کیوں کر رہے ہو اور رنج میں کیوں ہو قبر سے ہنستے اُٹھو جب تمہارا عقیدہ ہے کہ تمہارا رب بخشنے والا ہے تو پھر کیا ہونا ہے۔

یہ تمام غزل کے اکثر اشعار کا جواب ہے وہ یہی ہے کہ واقعی امور تو ایسے ہی ہیں کہ ہمارا حال زبوں سے زبوں تر ہے لیکن اللہ کی رحمت کی وسعت کا تقاضا ہے کہ ہم بجائے غمگین اور اندوہگین ہونے کے ہنسیں خوش ہوں کیونکہ ہمارا خدا غفار ہے اور ایسا رحیم کہ معافی دینے پر خوش ہوتا ہے۔

نعت ٦٥

کس کے جلوہ کی جھلک ہے یہ اُجالا کیا ہے
ہر طرف دیدۂ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

حل لغات

جلوہ، ظاہر ہو کر آنا، لوگوں کو اپنے تئیں دکھانا، کسی خاص طرز سے اپنے آپ کو ظاہر کرنا، سامنے آنا، رونق، نور، وداع کے روز دولہا دلہن کو آمنے سامنے بٹھا کر آرسی مصحف دکھانا۔ جھلک، چمک، روشن، روپ، جلوہ، جھپکی، جھپکنا، چمکنا، کوندنا، جلوہ دکھانا، اجالا، روشنی۔ دیدہ، آنکھ، دیری، بیبا کی۔ حیرت، بسبب تعجب ایک ہی حال پر رہ جانا، بھونچکا پن، تکتا از تکنا، گھورنا، دیکھنا، آسرا، رکھنا، انتظار کرنا، لینے کا ارادہ رکھنا، یہاں پہلا معنیٰ مراد ہے۔

شرح

عالم کائنات میں کس کے جلوہ کی جھلک ہے اور یہ اجالا کیا ہے حیرت زدہ آنکھ سے ہر طرف کیوں گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وجھه خلق العرش والکرسی واللوح والقلم والشمس والحجاب والکواکب وما کان فی السماء

عرش و کرسی، لوح و قلم، سورج حجاب، ستارے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے آپ کے عرق روئے مبارک سے پیدا ہوئے۔

خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اول ماخلق اللہ نوری و کل خلائق من نوری

سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اس لئے کسی شاعر نے کہا

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے — ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نہ ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

حل لغات

مانگ، سوال کر۔ من (الفتح المیم اردو) دل۔ مانتی، جو دل کو بھاتی ہو۔ منہ مانگی من مانا، مرضی کے موافق۔ دوسرا نہ یعنی لا نافیہ ہے۔ منگتا، بھک منگا فقیر، کیا ہے (استفہام)

شرح

اے امتی حضور اکرم ﷺ سے جو بھی چاہے مانگ یہاں سے ہر منہ مانگی مراد حاصل کریگا اس لئے کہ یہاں نہیں ہے اور نہ ہی سوالی سے کہا جاتا ہے یہ کیا مانگا یعنی تیرا یہ سوال ہم سے پورا نہ ہوگا جو بھی جس نے مانگا مل گیا۔

منہ مانگی مراد

اسی شرح حدائق میں فقیر نے مضبوط دلائل سے اس مسئلہ کو عرض کیا اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ تھا کہ یہاں ہر منہ مانگی مراد نصیب ہوتی ہے اس مقام پر اولیائے کرام و مشائخ عظام کے چند حوالے سپردِ قلم کرتا ہوں۔

(۱) حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ العزیز کو ۵۵۵ ہجری میں جب روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر سلام عرض کیا تو سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ انور سے ندا آئی " وعلیک السلام یا ولدی " آپ وجد میں آ گئے تمام حاضرین نے اس سلام کے جواب کو سنا آپ نے روتے ہوئے یہ دو شعر بارگاہِ رسالت میں پڑھ کر عرض کئے

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا — قبل الارض علی وھی نائبتی
وھذہ دولتہ الاشباح قدحضرت — فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی

جدائی (دوری) کی حالت میں تو اپنی روح کو روضۂ مطہرہ پر بھیجتا تھا تا کہ میری طرف سے آپ کی آستانہ بوسی کا شرف حاصل

کرے اور جبکہ یہ دولتِ دیدار مجھے اصالتاً حاصل ہے تو آپ اپنا ہاتھ مبارک دیجئے تا کہ میں اسے بوسہ دے کرعزت حاصل کروں۔

اسی وقت مزارِ مقدس سے ہاتھ مبارک باہر نکلا اور آپ نے اس کو بوسہ دیا اس وقت روضۂ مقدس پر تقریباً نوے ہزار عاشقانِ جمالِ محمدی و مشتاقانِ روضۂ مقدس کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورﷺ کے ہاتھ مبارک کی زیارت کی۔اس وقت حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت شیخ عدی بن مسافر الاموی اور حضرت شیخ عبدالرزاق حسینی واسطی جیسے جلیل القدر بزرگ بھی موجود تھے۔(بنیان الشید صفحہ ۸،تصنیف مولوی اشرف علی تھانوی)

فائدہ

یہ حکایت اتنی مشہور ہے جتنا مخالفین کا انکار اور اس سے نہ صرف منہ مانگی مراد کی دلیل ہے حیاۃ النبی، علم غیب، حاضرو ناظر، امداد وغیرہ تمام اختلافی مسائل کا حل اس حکایت میں ہے۔

(۲) امام محمد بن منکدر محدث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت رکھ کر جہاد کو چلا گیا اور اذن دے گیا کہ اگر تم کو ضرورت پڑے تو اس میں سے خرچ کرنا۔میرے والد نے وہ سب دینار اپنی ضروریات میں خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا اور اس نے اپنے دینار طلب کئے تو میرا والد ان کے ادا کرنے سے عاجز ہوا پس میرے والد نے اس شخص سے کہا کہ تو کل آنا۔رات کو میرا والد مسجد نبوی میں گیا اور غایت اضطراب سے کبھی رسول اللہﷺ کے منبر شریف کے مقام پر حاضر ہو کر اور کبھی روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر آپ سے استغاثہ اور فریاد کرتا۔ ناگاہ تاریکی شب میں ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی دینار کی تھیلی میرے والد کے ہاتھ میں دے کر چلا گیا۔انہوں نے صبح یہ اسی دینار اس شخص کو ادا کئے اور زحمت مطالبہ سے خلاصی پائی۔(جذب القلوب، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

فائدہ

اس حکایت سے نہ صرف منہ مانگی مراد کی دلیل ہے بلکہ اس میں یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلاف صالحین مشکل حل کرانے کے لئے مزارِ رسولﷺ پر حاضر ہو کر ہر مشکل کا حل چاہتے۔

پند ناصح لگے کڑوی نہ ترش ہو اے نفس

زہر عصیاں میں ستمگر تجھے میٹھا کیا ہے

حل لغات

پند، نصیحت، بھلائی کی بات، نیک مشورہ۔کڑوی، تند، تیز، تلخ، کڑبی۔ترش (بضم التاء وسکون الراء) کھٹا، نارض، بدمزاج، ہوائے نفس، لذائز نفسانی کا غلبہ، عیش ونشاط، نفسانی خواہشات۔زہر، کڑوا، غصہ، خلاف۔طبع، عصیاں، گناہ، باپ۔ستمگر، تکلیف پہنچانے والا، ظلم کرنے والا۔میٹھا، مزہ دار، شیریں، مٹھاس، حلوہ، ہلکا، برباد۔

شرح

اے نفسانی خواہشات تمہیں نصیحت کرنے والے کی نصیحت کڑوی اور ترش نہیں لگنی چاہیے اس لئے کہ اس میں ہی تیرا فائدہ ہے بھلا بتایئے اے ظالم گناہ تو زہر ہیں تجھے اس کا کون سا مٹھاس میٹھا لگا ہے کہ تو اس زہر کا خوگر بن گیا ہے۔

ہم ہیں اُن کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تری سمت اور وسیلہ کیا ہے

حل لغات

سمت، راہ، روش، جانب، رُخ۔وسیلہ، ذریعہ، وساطت، آسرا۔

شرح

ہم ان کے یعنی حضور اکرم ﷺ کے اے الہ العلمین وہ تیرے محبوب ہیں اسی واسطہ سے ہم بھی تیرے ہوئے بھلا بڑھ کر اس سے اور کوئی وسیلہ ہے جو ہم تیری بارگاہ میں لائیں۔

یہ خطاب اللہ کو ہے اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ہم بندے تیرے محبوب ﷺ کے غلام امتی ہیں انہوں نے صرف ہمارے لئے فرمایا ہے "الطالحون لی" بندے میرے ہیں اور حضور اکرم ﷺ تیرے ہیں یعنی تیرے محبوب ہیں اس نسبت سے ہم بھی تیرے ہوئے اے الہ العلمین اگر چہ ہم جیسے ہیں لیکن وسیلہ تو بڑا ہے۔

سوال

جب بندہ ہونے سب اللہ تعالیٰ کے ہیں تو پھر درمیان میں نبوت کے وسیلہ کا کیا معنی۔

جواب

خود اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے اور بندوں کے درمیان وسیلہ مقرر فرمایا ہے چنانچہ حضرت علامہ سید محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا کہ

كل نبي استخلفهم في عمارة الأرض وسياسة الناس وتكميل نفوسهم وتنفيذ امره فيهم لا لحاجة به تعالى ولكن لقصور المستخلف عليه لما انه في غاية الكدورة والظلمة الجسمانية وذاته تعالى في غاية التقدس والمناسبة شرط في قبول الفيض من جهة ويفيض باخرى

(روح المعانی، پارہ ا، جلد ا صفحہ ۲۰۲)

ہر نبی علیہ السلام کواللہ نے زمین کی تعمیر اور سیاست انسان اور تکمیل نفوس وتنقید امور کے لئے خلیفہ بنا کر بھیجا اللہ کواس سے اپنی کوئی غرض نہیں تھی لیکن چونکہ جن کی طرف انبیاء بھیجے گئے وہ انتہائی کدورت وظلمہ جسمانیہ کی وجہ سے براہِ راست فیض حاصل نہیں کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ انتہائی تقدس وتنزہ میں ہے اسی لئے انبیاء مبعوث فرمائے تاکہ وہ اللہ کا فیض اس کے بندوں تک پہنچائیں۔

علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید قرآنِ مجید سے بھی ملتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰيكُمْ اَجْمَعِيْنَ . (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۹) اور چاہتا تو تم سب کوراہ پر لاتا

لیکن براہِ راست ہدایت کا سلسلہ نہیں رکھا بلکہ اپنے محبوب بندوں کو درمیان میں وسیلہ مقرر مقرر فرمایا تھا تاکہ عام بندوں کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی یہی ہے کہ

پهلے بن بندے دابند ہ پچھے ملدی ھے سلطانی

یعنی اللہ کے بندوں کا غلام (نیازمند) بن اس کے بعد تمہیں دارین کی بادشاہی نصیب ہو۔

وسیلہ عظمی

ہمارے حضور اکرم ﷺ تو ہر وسیلہ کا وسیلہ یہاں تک خود سیدنا آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہیں۔

ان کی امت میں بنایا انہیں رحمت بھیجا
یوں نہ فرما کہ ترا رحم میں دعویٰ کیا ہے

حل لغات

امت، جماعت، فرقہ، بال بچے۔ رحمت، مہربانی، بارش۔ دعویٰ، خواہش۔ مانگ، نالش، حق۔

شرح

اے اللہ العلمین تو نے ہمیں اپنے حبیب کبریا ﷺ کا امتی بنایا اور انہیں رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا اس دلیل قوی کی

موجودگی اب اے کریم یہ نہ فرمائیے کہ اے فلاں تو جواب رحم کی درخواست کرتا ہے کس منہ سے اس پر تیری کوئی دلیل ہے وہی جو میں نے عرض کیا ہے کہ مجھے امتی بنایا اور انہیں رحمۃ للعلمین اس سے بڑھ کر میرا دعویٰ اور کیا ہوسکتا ہے جو پیش کروں۔

دعویٰ مع الدلیل

یہ شعر پہلے شعر کی دلیل پھر اس کا مصرعہ اولیٰ دعویٰ مع الدلیل دوسرا مصرعہ نتیجہ ہے یعنی گویا سوال اُٹھایا گیا کہ تم حضور اکرم ﷺ کے کیسے ہو؟ جواب میں کہا ہم آپ کے امتی ہیں اور یہ کرم الٰہی از خود ہوا کہ ہمیں آپ کا امتی اس نے خود بنایا ہے ورنہ وہ اگر ہمیں کسی دوسرے نبی علیہ السلام کا امتی بناتا تو ہم کیا کرسکتے تھے۔ یہ اس کا کرم وفضل ہوا کہ اس نے ہمیں آپ کا امتی بنادیا اپنے محبوب ﷺ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس مضبوط دلیل کے پیش نظر اب ہمارا دعویٰ مضبوط سے مضبوط تر ہے۔

امتی ہونا

یہ بھی کوئی معمولی مرتبہ نہیں بہت سارے انبیاء علیہم السلام اس رتبہ کے خواہاں رہے اور قیامت میں تو یہ منظر سب کو سامنے نظر آئے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا

ابو نعیم "حلیہ" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ موسیٰ نبی بنی اسرائیل انه رب ومن احمد قال ما خلقت خلقاً أكرم على منه كتبت اسمه مع اسمي في العرش قبل أن أخلق السماوات والأرض ان الجنة محرمة علىٰ جميع خلقي حتى يدخلها هو وامته قال ومن امته وقال الحمادون وذكر صفتهم ثم قال قال اجعلني من امة ذالك النبي قال استقدمت واستاخر ولكن ساجمع بينكم و بينه في دارالخلد.

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالونگا عرض کی اے میرے رب احمد کون ہے فرمایا میں نے کوئی مخلوق اپنی بارگاہ میں اس سے زیادہ عزت والی نہ بنائی۔ میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہولے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا ہے۔ عرض کی الٰہی اس کی امت کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی اور ان کی اور

صفاتِ جلیلہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں عرض کی الٰہی مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ عرض کی الٰہی مجھے اس کی امت میں سے کر۔ فرمایا تو زمانے میں مقدم اور وہ متاخر ہے مگر ہیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کرونگا۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا جلوہ نور مصطفیٰ ﷺ ہے یعنی خالق کائنات نے تمام کائنات اور جملہ موجودات سے ایک کرور چھ لاکھ ستر ہزار برس پہلے نورِ محمدی ﷺ پیدا کیا۔ حضرت ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ اس نور سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کونی محمدا فصارت عمودا من نور الیٰ اٰخرہ

یعنی اس سے فرمایا کہ محمد ﷺ ہو جا بس وہ ایک نور کا ستون ہو گیا اور بلند ہوا کہ حجابِ عظمت تک پہنچ گیا پھر سجدہ کیا اور الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی واسطے میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تیرا نام محمد ﷺ رکھا ہے اور تجھ سے خلق کی ابتداء اور پیغمبروں کی انتہا کرونگا۔ پھر اس نور کو چار حصوں پر بانٹ دیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس کے دس حصے کئے جن سے عرش و کرسی، لوح و قلم، چاند سورج، ستارے اور فرشتے، جنت دوزخ، زمین و آسمان، شجر و حجر، جمیع اور تمام موجودات بنے اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ

کونی حبیبی محمد ﷺ یعنی ہو جا اے محمد حبیب میرا

یہ سن کر نورِ محمدی شاد ہوا اور یہ بھی لکھا ہے کہ نورِ محمدی ﷺ کو طاؤس کی شکل میں پیدا کیا اور ہری زمرد کی قندیل میں رکھ کر شجرہ الیقین میں لٹکا دیا۔ نو ہزار برس تک بعبادت معبودِ علم تجرد میں مشغول رہا پھر حق تعالیٰ نے آئینہ حیا پیدا کر کے اس طاؤس کے مقابل کیا جس وقت اس طاؤس نے اپنی بے مثال صورت آئینہ میں دیکھی جو نہایت شکیل و جمیل تھی اتنا خوش ہوا کہ وجد میں آ گیا اور جھوما اور سر سجدۂ معبود میں رکھ کر پانچ بار "سبحان ربی الاعلیٰ" کہا اس وجہ سے پانچ وقت کی نماز فرض ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی ﷺ کو اس عبادت میں مشغول فرمایا

فطاف نور محمد بالعرش قبل اٰدم بخمسین الف عام وھو یقول الحمد للہ

یعنی نورِ محمدی ﷺ آدم علیہ السلام سے پچاس ہزار برس پہلے عرشِ مجید کے طواف میں مشغول رہا اور الحمد للہ کہتا تھا۔

حق سبحانہ تعالیٰ نہایت خوش ہوا اور فرمایا کہ اے حبیب ﷺ جس طرح اور سب رسولوں پر تم کو فضیلت اور بزرگی ہے اسی طرح تمہاری امت کو تمام امتوں پر فضیلت اور بزرگی دونگا اور سب سے بہتر بناؤں گا اور طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال کردونگا اور فرمایا حضرت محمد ﷺ نے کہ اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ کہہ دو بنی اسرائیل

سے کہ جو کوئی مجھ سے احمد کا منکر ہو کر ملاقات کریگا تو میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ احمد ﷺ کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ اپنے نزدیک میں احمد ﷺ سے زیادہ کوئی بزرگ پیدا نہیں کیا اور زمین وآسمان کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا نام اپنے نام سے ملا کر عرش پر لکھا اور اس کے اور اس کی امت کے بہشت میں داخل ہونے سے پہلے اورمخلوقات پر بہشت کو حرام کیا۔موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کی امت کون کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بڑے حمد کرنے والے ہونگے دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے اور میں ان سے تھوڑا سا عمل قبول کرونگا اور ان کو جنت میں داخل کرونگا۔موسیٰ علیہ السلام نے بہت عرض کی خدایا انہیں میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس امت کا نبی تو میرے پیارے محمد ﷺ ہیں۔موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مجھے اس نبی علیہ السلام کا امتی بنا۔

اللہ سے کہتے تھے شامل کر اس میں　　　　موسیٰ سے کوئی رتبے تیری امت کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں تمہیں اور محمد ﷺ کو جنت میں اکٹھا کروں گا۔

شفاء شریف میں ہے

اما ترضون ان یکون ابراھیم وعیسیٰ کلمۃ اللہ فیکم یوم القیمۃ ثم قال انھما فی امتی یوم القیمۃ

کیا تم راضی نہیں کہ ابراہیم وعیسیٰ کلمۃ اللہ روزِ قیامت تم میں شمار کئے جائیں پھر فرمایا وہ دونوں روزِ قیامت میری امت ہوں گے۔

امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی

وان ابراھیم لیرغب فی دعائی ذلک الیوم

یعنی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن ابراہیم بھی میری دعا کے محتاج ہوں گے۔

فضائل امت مصطفی ﷺ

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امتی ہونے کی نسبت اس لئے ظاہر کی کہ اللہ نے امت کو افضل بنایا چنانچہ ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد وثناء کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے سب کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کلکم اثنی علی ربہ وانی مثن علی ربہ فقال الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس

بشيرا ونذيرا وانزل علی الفرقان فيه تبيان لكل شيء وجعل امتی خيرا مة اخرجت للناس وجعل امتی امة وسطا وجعل امتی هم الاولون والآخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذكری وجعلنی فاتحا وخاتما.

(ابن جریر ابن مردویه ، ابو حاتم ، بزار ، ابو یعلی بطریق ابو العالبه)

تم سب نے اپنے رب کی ثناء کی اور اب میں اپنے رب کی ثناء کرتا ہوں حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور کافۃ ناس کا رسول بنایا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور مجھ پر قرآن اتارا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل اور زمانے میں موخر اور مرتبے میں مقدم کی اور میرے لئے سینہ کھول دیا اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا اور میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح بابِ رسالت و خاتم دورِ نبوت کیا۔

جب حضور اکرم ﷺ اس خطبہ جلیلہ سے فارغ ہوئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضراتِ انبیاء سے فرمایا

بهذا افضلكه محمد　　　　اسی لئے محمد ﷺ تم سے افضل ہوئے

پھر جب حضور اکرم ﷺ اپنے رب سے ملے رب تعالیٰ نے فرمایا "سـال" کیا مانگتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اور انبیاء کے فضائل عرض کئے کہ تو نے انہیں یہ کرامتیں دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے فضائل اعلیٰ واشرف ارشاد فرمائے کہ تمہیں یہ کچھ بخشا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا

فضلنی ربی　　　　مجھے میرے رب نے افضل کیا

پھر اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے (یہ طویل حدیث ہے)

حاکم کتاب الکنی اور طبرانی اوسط اور بیہقی و ابو نعیم "دلائل النبوۃ" میں اور ابن عساکر و دیلمی ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

قال جبريل قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد رجلاً افضل من محمد ولم اجد ببنی اب افضل من بنی هاشم. (المواهب)

جبریل نے مجھ سے عرض کی میں نے پورب پچھم ساری زمین الٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہ پایا نہ کوئی خاندان، خاندانِ بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔

ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں صحت کے انوار اس متن کے گوشوں پر جھلک رہے ہیں۔

ابو نعیم ''کتاب المعرفہ'' میں اور ابن عساکر عبداللہ بن غنم سے راوی ہیں ہم خدمت اقدس حضور اکرم ﷺ میں حاضر تھے ناگاہ ایک ابر نظر آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

سلم علی ملک قال لم ازل استاذن ربی فی لقائک حتی کان ھذا او اذن لی انی ابشرک انہ لیس احد اکرم علی اللہ منک

مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی مدت سے میں اپنے رب سے قدم بوسی حضور ﷺ کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مژدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

حل لغات

صدقہ، طفیل۔ پیارے، محبوب، لاڈلا، چاہتا، دوست، قریبی رشتہ دار، خوبصورت، دل پسند۔ بے پوچھے، بغیر سوال کے۔ لجائے از لجانا، شرمندہ کرنا لجائے بمعنی شرمسار اسم مفعول ہے۔

شرح

پیارے محبوب کریم ﷺ کے حیاء کے طفیل اے کریم مجھ سے حساب نہ لے پوچھے بغیر مجھے بخش دے کیونکہ میں سخت شرمندہ ہوں اس کی غلطیوں کا مجھے اعتراف ہے جب مجھے اعتراف ہے تو پھر شرمندہ کو بار بار شرمانا کیا اور کیوں۔

زاہد اُن کا میں گنہگار وہ میرے شافع
اتنی نسبت مجھے کیا کم ہے تو سمجھا کیا ہے

حل لغات

زاہد، پرہیز گار، دنیا سے بے رغبت، یہاں اپنے زہد پر اترنے والا اور گنہگاروں کی بنظر حقارت دیکھنے والا مراد ہے جسے عرفِ عام میں زہد خشک کہا جاتا ہے۔ شافع، شفاعت کرنے والا۔

شرح

اے زاہد خشک میں گنہگار سہی لیکن حبیب خدا ﷺ پر مجھے ناز ہے وہ شفیع المذنبین ہیں (ﷺ) یہ نسبت اتنی عظیم

ہے کہ انبیاء علیہم السلام بھی باوجود نبوت کے اعلیٰ مرتبہ کے اس کی تمنا و آرزو کرتے ہیں یہ نسبت مجھے نصیب ہے تو پھر کون لگتا ہے مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھنے والا ۔اس عظیم نسبت کی قدر و منزلت سے تو بے خبر ہو کر تو نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اترونها للمومنين المتقين لا ولكنا للمذنبين المتلوثين الخطائين.

(رواہ ابن ماجہ واحمد بسند صحیح وطبرانی بسند جید)

کیا تم سمجھتے ہو کہ شفاعت متقیوں مومنوں کے لئے ہو گی نہیں نہیں وہ گنہگاروں آلودہ روزگاروں اور سخت خطا کاروں کے لئے ہے۔

عن الامام جعفر الصادق عن الامام الباقر عن جابر بن عبدالله رضى الله تعالىٰ عنهم قال قال رسول الله ﷺ شفاعتى لاهل الكبائر من امتى قال فقال جابر من لم يكن من اهل الكبائر فما له وللمشفاعة. (رواہ ابوداؤد والطیا سی فی مسندہ)

حضرت امام باقر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے جابر یہ حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں جو کبیرہ گناہوں والا نہیں تو پھر اسے شفاعت کیا تعلق۔

فائدہ

اس سند میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دو بزرگ راوی ہیں کیا ہی پیاری سند ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی روایات کے پیش نظر زاہد خشک کو جھڑک رہے ہیں یا در ہے کہ یہاں زاہد خشک سے منکر شفاعت مراد ہے کہ وہ زاہد صرف اور صرف اپنی نیکی کے بل بوتے بہشت کا شوقین ہے اسے شفاعت بھی اسی لئے ہے کہ وہ اعمال کو نجات کا دار و مدار سمجھتا ہے۔شفاعت کے اقرار و انکار پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بھی مزید بحث غزل "دشمنِ احمد پر شدت کیجئے" میں آئیگی ۔ان شاءاللہ العزیز

بے بسی ہو جو مجھے پرسشِ اعمال کے وقت
دوستو کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہے (ق)

حل لغات

بےبسی،کمزوری،مجبوری،بےاختیاری۔پوچھ،پوچھ گچھ۔تمنا،آرزو،خواہش،شوق۔

شرح

اعمال کی پوچھ گچھ کے وقت جب مجھے مجبوری ہوتو دوستو میں کیا کہوں اس وقت تمنا کیا ہوگی اس تمنا کو آگے والے اشعار میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ان تمام اشعار بند کو قطعہ بند (ق) ہے ہم نے اشارہ کردیا ہے اور یہ تمام ایک حدیث میں کسی گنہگار کا واقعہ ہے جو قیامت میں ہوگا اسے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنی طرف منسوب کر کے مفصل بیان فرمایا۔

لطیفہ

پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ ایسے مضامین امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نام منسوب کر کے تواضع و انکساری کا اظہار کرتے ہیں مخالفین بیشک اس پر طنز کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک بہت برا مرتبہ ہے کہ انسان کتنا ہی بلند قدر ہو خود کو لاشئی سمجھے۔فقیر اُویسی غفرلہ نے حضرت مولانا محمد یار بہاولپوری گڑھی اختیار خاں کے ایک مصاحب سے سنا کہ آپ اس حدیث شریف کو بیان کر کے بڑی لجاجت اور عاجزی سے تمنا کرتے کہ کاش وہی مجرم یہی فقیر محمد یار ہو۔(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام ایک شخص کو امت محمدی سے دیکھیں گے کہ فرشتے اسے دوزخ میں لئے جاتے ہیں آپ ہمارے آقا ﷺ کو آواز دیں گے۔حضور ارشاد فرمائیں گے لبیک یا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ کے ایک امتی کو فرشتے دوزخ میں گھسیٹے لئے جاتے ہیں۔حضور ﷺ یہ سن کر بے قرار ہوجائیں گے اور بے اختیار دوڑ کر اس کے پاس تشریف لائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے اے میرے رب کے فرشتو ں ٹھہر جاؤ۔فرشتے جواب دیں گے اے محمد ﷺ کیا آپ نے رب کا حکم نہیں سنا فرماتا ہے

لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○ (پارہ ۲۸،سورۃ التحریم،آیت ٦)

جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

پس بجز داس جواب کے کہ ندا آئے گی

اطیعوا محمدا

پس آپ ان سے ارشاد فرمائیں گے کہ اس کو میزان کی طرف لے چلو وہ بموجب ارشاد حضور اس شخص کو میزان پر لائیں گے آپ کے اعمال وزن کرائیں گے گناہوں کا پلہ بھاری اور نیچا اور نیکیوں اور کا ہلکا اور اونچا ہوگا تب آپ ایک پرچا اپنی جیب مبارک سے نکال کر پلۂ حسنات میں رکھیں گے فوراً وہ پلہ بھاری ہو جائے گا اور وہ شخص خوش ہو کر عرض کریگا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں اور یہ پرچہ جو میرے پلۂ حسنات میں آپ نے رکھا کیسا ہے؟ آپ ارشاد فرمائیں گے کہ میں محمد (ﷺ) ہوں اور یہ وہ پرچہ ہے جو تو نے درود لکھا تھا اور میں نے اسے آج کے دن کے لئے محفوظ رکھا پھر وہ شخص آپ کے قدموں کو بوسہ دے گا۔

کاش فریاد مری سن کے یہ فرمائیں حضور
ہاں کوئی دیکھو یہ کیا شور ہے غوغا کیا ہے

حل لغات

کاش، کلمہ تمنا بمعنی خدا کرے خدا ایسا کرے۔ حضور، بفتح الماء حاضر، موجود صیغہ صفت مشبہ ان لوگوں پر تعجب ہے کہ ایک طرف سرورِ عالم ﷺ کا لقب حضور اکثر زبان پر جاری رکھتے ہیں ادھر آپ کو حاضر ماننے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ غل، شور، ہلڑ۔ بھیڑ، ہجوم۔

شرح

کاش میری فریاد سن کر حضور اکرم ﷺ فرمائیں کہ اے فرشتو دیکھو تو سہی یہ کیا شور ہے اور لوگوں کا ہجوم کس پر ہے اس شعر میں ان روایات کی طرف اشارہ ہے کہ میدانِ حشر میں حضور اکرم ﷺ کو قرار نہ ہوگا گنہگاروں کے لئے کبھی اس گوشہ میں کبھی اُس گوشہ میں تا کہ کوئی امتی گرفتار ہو کر عذاب میں مبتلا نہ ہو۔

کون آفت زدہ ہے کس پہ بلا ٹوٹی ہے
کس مصیبت میں گرفتار ہے صدمہ کیا ہے

حل لغات

آفت، مصیبت، دکھ، آسیب، مشکل، ظلم، چالاک غل شور، غصہ، وباء، قحط، غضبِ الٰہی، یہاں پہلا معنی مراد

ہے۔ بلا، مصیب، دکھ۔ ٹوٹی از ٹوٹنا، ٹکڑے ہونا، پھوٹنا، کسی پر ہجوم کرنا، مل کر حملہ کرنا، گرنا، پڑنا، جدا ہونا، تہ نکلنا تو ڑا ہونا، کمزور ہونا، جوڑوں میں درد ہونا، پھل اترنا۔ صدمہ، دھکا، ٹکر، تکلیف، چوٹ، رنج زخم، حادثہ، نقصان، مصیبت۔

شرح

کون غریب امتی مصیبت زدہ ہے کس مسکین پر دکھ کا حملہ ہوا وہ بیچارہ کس مصیبت میں گرفتار ہے دیکھو تو سہی اسے کون سی رنج و مصیبت پہنچی ہے۔

کس سے کہتا ہے کہ للہ خبر لیجئے مری
کیوں ہے بیتاب یہ بے چینی کا رونا کیا ہے

حل لغات

للہ، خدا کے لئے میری خبر لو۔ بیتاب، بے چین، بے چینی، بے کلی، بے آرامی۔

شرح

وہ بیچارا کسے کہتے ہیں خدارا میری خبر لیجئے وہ غریب بے چین کیوں اور اسے یہ بیقراری اور بے آرامی کیوں ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ دوسروں کی بیقراری و اضطراب سے خود مضطرب ہو جاتے یہاں تک کہ جب تک اس بیقرار و مضطرب کو سکون و قرار سے ہمکنار نہ فرماتے اس وقت تک آپ بے قرار رہتے جیسا کہ غزوۂ بدر میں سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ قیدیوں میں تھے رات کو بیڑیوں کی سختی سے کراہ رہے تھے۔ آپ نے جب تک ان کو کراہنے سے آرام نہ دلوایا آپ بے قرار رہے حالانکہ اُس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت کفر میں تھے اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے آئے تھے۔ کچھ یہی حال قیامت میں ہوگا کہ جب تک ایک مجرم بھی دوزخ میں ہوگا آپ بیقرار رہیں گے جب تک کہ اسے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل نہ فرمائیں۔

اس کی بے چینی سے ہے خاطر اقدس پہ ملال
بیکسی کیسی ہے پوچھو کوئی گزرا کیا ہے

حل لغات

خاطر، جو دل میں گزرے۔ اقدس، زیادہ پاک۔ ملال، رنجیدگی، طبیعت کا اکتا جانا۔

شرح

اس بیچارے امتی کی بے چینی سے حضور اکرم ﷺ کے قلب اقدس پر ملال ہے اس سے پوچھو یہ بے کسی کیسی ہے اور تجھ پر کوئی صدقہ تو نہیں گزرا تا کہ اس کی چارہ جوئی کی جائے۔

یوں ملائک کریں معروض کہ اک مجرم ہے
اس سے پُرسش ہے بتا تو نے کیا کیا کیا ہے

حل لغات

ملائک، ملک کی جمع، فرشتے۔معروض،عرض کیا گیا، درخواست۔پرسش، پوچھ گچھ۔کیا کیا، استفہام،کون کون سا۔کیا ہے، ماضی از کرنا۔

شرح

میرا حال بارگاہ حبیب خدا ﷺ میں ملائکہ یوں عرض کریں کہ ایک مجرم ہے اس سے سوال جواب ہو رہا یہ کہ بتا تو نے زندگی میں کیا اور کون سا عمل کیا۔

سامنا قہر کا ہے دفتر اعمال ہیں پیش
ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سناتا کیا ہے

حل لغات

سامنا، مقابلہ، آنکھوں کا چار ہونا۔دفتر، محکمہ کے کاغذات کی کتاب۔

شرح

اس غریب کو قہر کا سامنا ہے اعمال کا رجسٹر اس کے آگے ہے اب وہ ڈر رہا ہے کہ واللہ اعلم اسے خدا تعالیٰ کیا حکم سناتا ہے۔

آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہ رسل
بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے

حل لغات

یا شاہ رسل، اے رسولوں کے بادشاہ (ﷺ)۔بیکس، بیچارہ۔شہا، اے شاہ۔وقفہ، مہلت دینا، ٹھہرنا، موقع دینا۔

شرح

اے محبوب خدا ﷺ وہ غریب امتی آپ سے فریاد کرتے ہوئے عرض کر رہا ہے کہ اے شاہ رسول ﷺ تیرا بندہ مجبور ہے اے شاہ ہر دو عالم ﷺ آپ کے رحم وکرم میں دیر کیوں ہے۔

اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے

حل لغات

کھٹکا،ٹکرانے یا گرنے کی آواز، آہٹ،چبھن۔خوف،اندیشہ،چٹخنی۔

شرح

اب چند لمحات سے گرفتار بلا ہوتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرے گناہ مجھے سزا دلوائیں گے لیکن اگر آپ حضور (ﷺ) تشریف لائیں تو پھر مجھے کیا خوف ہے۔

سن کے یہ عرض مری بحرکرم جوش میں آئے
یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے

شرح

میری عرض سن کر بحر کرم جوش میں آئے تو ملائکہ کو ارشاد فرمائیں کہ ٹھہر جاؤ معلوم کریں کہ اس کا ماجرا کیا ہے۔

کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے

حل لغات

مورد،اسم ظرف از ورد و چشمہ پانی پینے آدمیوں کا اور بہائم کا اور جگہ وارد ہونے کی یہاں یہی مراد ہے اور بمعنی گھاٹ۔آفات،آفت کی جمع بمعنی مصیبت،دکھ۔تماشا،سیر کرنا،باہم مل کر چلنا،عربی لفظ ہے مصدر تفاعل باب ناقص دراصل تماشئی تھا بقاعدہ صرف تماش ہوا۔کثرت استعمال کی وجہ سے اس قسم کے دوسری مصادر کی طرح بوجہ غلبۂ اسمیت تماشا ہوا،فارسی اور اردو میں تماشہ (ہاء) کے ساتھ لکھا پڑھا جاتا ہے۔

شرح

اے فرشتو تم نے کسے دکھ اور مصیبت کا نشانہ بنا رکھا ہے اور اس غریب سے تم چاہتے کیا ہو مجھے آنے تو دو میں بھی ذرا حالات دیکھوں کہ اصل میں بات کیا ہے۔

اُن کی آواز پہ کر اُٹھوں میں بے ساختہ شور
اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا ہ کیا ہے

شرح

آقائے کونینﷺ کی آواز مبارک سن کر میں بے ساختہ اُٹھ کر شور مچاؤں اور تڑپ کر کہوں اے فرشتو میرے فریادرس تشریف لائیں گے اب مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ بے سہاروں کا سہارا آ گیا ہے (ﷺ)

لو وہ آیا مرا حامی مرا غمخوارِ امم
آ گئی جان تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے

شرح

اے فرشتو دیکھو میرا حامی تشریف لایا ہے اور آپ نہ صرف میرے حامی و مددگار ہیں بلکہ آپ تو تمام انبیاء و رسل علیہ السلام کی امتوں کے بھی غمخوار ہیں اسی لئے رب میرے تن بے جان میں جان آ گئی ہے اس لئے حضور اکرمﷺ کا تشریف لانا ہے بھی اس لئے کہ ہم مجرموں کو نجات نصیب ہو۔

پھر مجھے دامن اقدس میں چھپا لیں سرور
اور فرمائیں ہٹو اس پہ تقاضا کیا ہے

حل لغات

تقاضا، تماشہ کی طرح بمعنی خواہش مانگنا، سوال کرنا۔

شرح

حضور نبی پاکﷺ تشریف لاتے ہیں مجھے اپنے دامن اقدس میں چھپا کر فرشتوں سے فرمائیں اب بتاؤ اس پر کیا سوال ہے اور اس سے تم کیا چاہتے ہو۔

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا
کیا لیتے ہوحساب اس پہ تمہارا کیا ہے

شرح

اے فرشتو! کیا تمہیں معلوم نہیں یہ تو ہمارے دروازہ اقدس کا آزادشدہ غلام ہے اور جو ہمارے درِاقدس سے آزادی کا پروانہ پالیتا ہے اس سے حساب کیسا اب بتاؤ تم اس سے کیسا حساب لیتے ہو اور تمہارا اس پر حساب ہے بھی کیا؟

چھوڑ کر مجھ کو فرشتے کہیں محکوم ہیں ہم
حکم والا کی نہ تعمیل ہو زہرہ کیا ہے

حل لغات

زہرہ، طاقت وقوت

شرح

مجھے فرشتے چھوڑ کر حضور اکرم ﷺ سے عرض کریں حضور ہم آپ کے محکم اور غلام ہیں آپ کے حکم والا کی تعمیل نہ کریں ہم میں کیا طاقت اور ہم ہیں کون کہ آپ کے ارشادِگرامی پر عمل نہ کریں۔

یہ سماں دیکھ کے محشر میں اُٹھے شور کہ واہ
چشم بددور ہو کیا شان ہے رتبہ کیا ہے

حل لغات

سماں، کیفیت۔واہ، خوب۔چشم بددور، بدنظر دور رہو۔

شرح

میری نجات کی کیفیت دیکھ کر میدانِ حشر میں ایک شور اُٹھے گا اور سب مجھے کہیں کہ بدنظر دور ہو کیا خوب واہ واہ۔ تیرا کتنا بڑا رتبہ ہے کہ خود شافع امم تشریف لے جا کر تجھے چھڑا کرلائے ہیں۔

صدقہ اس رحم کے اس سایۂ دامن پہ نثار
اپنے بندے کو مصیبت سے بچایا کیا ہے

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے رحم و کرم پر قربان اور آپ کے سایہ دامن پر واری واری جاؤں کہ اپنے غلام کو ایسی سخت مصیبت سے بچایا اور خود اس کی مصیبت گاہ میں پہنچ کر نجات دلا کر ساتھ لے آئے ہیں۔

اے رضؔا جانِ عنادل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

حل لغات

عنادل، عندلیب کی جمع، بلبلیں ۔نغموں، نغمہ کی جمع، عربی لفظ ہے عربی میں اس کی جمع نغمات ہے یعنی خوش آوازیں، سہانی آوازیں۔نثار، کسی کے سر پر روپیہ یا نقدی بطورِ صدقہ بکھیرنا۔

شرح

اے امام اہل سنت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیرے وہ نغمے جو تو نے حبیب خدا ﷺ کے فضائل وکمالات میں لکھے پڑھے ہیں بلبلیں اپنی جانوں پر بکھیر رہی ہیں اے بلبل باغِ مدینہ (احمد رضا) تیرا کیا کہنا خوب سے خوب تر ہو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد محدث بریلوی کی نعت گوئی پر تحسین

مذکورہ بالا شعر میں خود ستائی نہیں اور نہ ہی مبالغہ آرائی ہے بلکہ تحدیث نعمت ہے بلکہ بنظر حقیقت غائرانہ نگاہ سے دیکھا جائے تو تمام حقیقت سامنے آجائے گی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ملک ہر زمانہ ہر زبان میں حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی ہوئی اور ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی ۔اسی طرح برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر طبقہ علماء میں بڑے بڑے عظیم علم و دانش اور علم دینی و دنیاوی کے فاضل پیدا ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو ایک سو چھ سے زائد علوم وفنون پر کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ صفِ اول کا قادر الکلام نعت گو شاعر بھی ہو۔اس اعتبار سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بالکل منفرد اور بے مثال نظر آتی ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے فن نعت گوئی میں جو اعلیٰ وارفع مقام حاصل کیا وہ بہت کم شعراء کے حصے میں آیا ہے۔نعت شریف اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ سے پہلے بھی کہی جارہی تھی اوران کے بعد بھی نعت گوئی کا چشمۂ فیض

جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ العزیز ابد تک جاری رہے گا۔

میدان نعت گوئی میں رسماً اور روایتاً دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے شعراء نے حصہ لیا ہے لیکن امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے جس جذب و کیف سے نعت کا ایک ایک لفظ عشق رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا ہے اور آپ کی اکثر نعتیں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے مزین ہیں۔ مقامِ حیرت ہے کہ آپ نے فن نعت گوئی میں کسی کی شاگردی تک اختیار نہیں کی بلکہ صرف دربارِ رسالت ﷺ کے مقبول شاعر حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر ثابت قدم رہے۔ خود فرماتے ہیں

رہبر کی راہ نعت میں اگر حاجت ہو — نقشِ قدم حضرت حسان بس ہے

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے کوئی نعت شریف کسی مشاعرے میں پڑھ کر سننے والوں سے داد وصول کرنے کے لئے نہیں لکھی بلکہ جس وقت جانِ جاناں ﷺ کی یاد تڑپاتی تو زبان پر نعت شریف جاری ہو جاتی۔ قادر الکلام شاعر ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی شاعر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرماتے ہیں

پیشہ مرا شاعری نہ دعویٰ مجھ کو — ہاں شرع کا البتہ جنبہ مجھ کو
مولیٰ کی ثناء میں حکمِ مولیٰ کے خلاف — لوزینہ میں سیر تو نہ بھایا مجھ کو

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا — نہ شاعری کی ہوش نہ پرواردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

امام نعت گویاں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں قرآن وحدیث کی تشریحات پر مبنی ہیں۔ سراسر حال اور وارداتِ قلب پر مشتمل ہیں۔ بعض شعراء نعت شریف میں بھی مبالغہ آرائی پر اُتر آتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کبھی نعت شریف میں مبالغہ آرائی کو سننا بھی گوارا نہیں فرمایا۔ مولانا محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمۃ ایک چشم دید واقعہ اس طرح لکھتے ہیں

یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور دوسرے بھی اس کو دیکھنے والے بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں کہ ایک حافظ صاحب جو حضور پر نور امام اہل سنت قدس سرہ کے مخلصین میں سے تھے کچھ کلام لکھ کر بغرض اصلاح سنانے کے لئے حاضر ہوئے اجازت عطا ہوئی سنانا شروع کیا درمیان میں اس مضمون کے اشعار تھے کہ یارسول اللہ (ﷺ) میں حضور کی محبت میں دن رات تڑپتا ہوں، کھانا پینا سب موقوف ہو گیا ہے کسی وقت مدینہ طیبہ کی یاد دل سے علیحدہ نہیں ہوتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب اگر جو کچھ آپ نے لکھا ہے یہ سب واقعہ ہے تو اس میں شک نہیں کہ آپ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت میں آپ فنا ہو چکے ہیں اور اگر یہ محض شاعرانہ مبالغہ ہے تو خیال فرمائیے کہ جھوٹ اور کون سی سرکار میں جنہیں دلوں کے ارادوں، خطروں، قلوب کی خواہشوں اور نیتوں پر اطلاع ہے جن سے اللہ عزوجل نے "ماکان ومایکون" کا کوئی ذرہ نہ چھپایا اور اس کے بعد اس قسم کے اشعار کو کٹوا دیا۔

(قلادۂ بخشش صفحہ ۹، ۱۰)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیں صفحۂ قرطاس پر کب آنا شروع ہوئیں اور نعتیہ دیوان کب منصۂ شہود پہ آیا اس سلسلے میں مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی یوں انکشاف فرماتے ہیں ابتداء میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا مثلاً ماہنامہ الرضا (بریلی) ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) وغیرہ وغیرہ ان رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں عربی، اردو اور فارسی کا کلام شامل ہے۔ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے کلام کا ایک مجموعہ "حدائق بخشش" کے نام سے دو حصوں میں پٹنہ اور بریلی سے شائع ہوا۔ اب تک دیوان "حدائق بخشش" کو مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے تمام کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا رہا مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں ایک اشتہار نظر سے گزرا جس میں "حدائق بخشش" کو انتخابِ دیوان لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کا کلام ہنوز پورا جمع نہ ہو سکا۔ مطالعہ کے دوران جو حقائق وشواہد سامنے آئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہوگئی۔ (امام اہل سنت صفحہ ۵۶)

"حدائق بخشش" نے دنیائے نعت میں تہلکہ مچا دیا جس نے بھی اسے پڑھا بے اختیار جھوم اُٹھا درد اور سوز و گداز میں مبتلا ہوگیا اس کے اشعار دل میں اترتے چلے گئے مولانا حسرت موہانی علیہ الرحمۃ نے بھی اچھے شعر کی یہی تعریف کی ہے

شعر دراصل ہیں وہی حسرت ۔۔۔ دل میں سنتے ہی جو اُتر جائیں

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے سوانح نگار علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ نے "حدائق بخشش" کے بارے میں یوں بصیرت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔

آپ کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" حمد و نعت، دعا و التجا، سلام و منقبت، عشق و محبت، حقیقت و معرفت، معجزات و کرامات، شرح آیات و احادیث وغیرہ مضامین کا ایک ایسا بحرِ ذخار ہے جس کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ کرنا اہلِ

بصیرت حضرات کا ہی کام ہے جس طرح آپ امام اہل سنت ہیں اسی طرح آپ کا کلام بھی کلام وسخن کا امام ہے چنانچہ آپ کے دیوان حدائق بخشش پر کلام الامام امام الکلام کا مقولہ حرف بحرف صادق آتا ہے اور کیوں نہ صادق آئے کہ حدائق بخشش، حسان العصر، خسرو اقلیم، شہنشاہ نعت گویاں اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ احمد رضا (علیہ الرحمۃ) کے عشق بھرے دل کی آواز اور مداحانِ رسول ﷺ کے لئے شمع ہدایت ہے۔ (امام احمد رضا اور ان کے مخالفین صفحہ ۳۵)

دنیائے نعت میں فن شاعری کے لحاظ سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا دیوان ''حدائق بخشش'' اپنی مثال آپ ہے بلند پایہ ادیب، کہنہ مشق شاعر اور نقاد علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مدظلہ نے جب ''حدائق بخشش'' کا تحقیقی اور ادبی جائزہ لیا تو اپنا منصفانہ فیصلہ یوں سنایا

میں آپ کے سامنے ''حدائق بخشش'' کا ادبی اور تحقیقی جائزہ پیش کر رہا ہوں آپ یقین فرمائیے کہ میں نے عقیدت وارادت کو اس راہ میں حائل نہیں ہونے دیا ہے اور میرے قلم نے عقیدت کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے یہ دوسری بات ہے کہ امام اہل سنت (علیہ الرحمۃ) کی ذاتِ گرامی اور آپ کا علو مرتبت، آپ کا تبحر علمی اور آپ کی یگانہ روزگار ہستی کا فاضلانہ وقار قدم قدم پر عنان گیر رہا لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کے محبوب ذیشان ﷺ کی نگاۂ التفات میرے شاملِ حال رہی اور میں نے حضرتِ رضا قدس سرہ کی شاعری کا ہر ہر نوع اور ہر ایک پہلو سے جائزہ لیا میری فکر رسا نے ہر چند تفحص وتلاش میں کوئی کوتاہی نہیں برتی لیکن میں کیا کروں کہ اس وحید عصر اور یگانہ روزگار کی بے مثال نعتیہ شاعری میں باعتبار زبان وبیان مجھے کہیں سقم نظر نہیں آیا اور مجھے کہیں یہ کہنے کا موقع نہیں ملا کہ فن شاعری کے اعتبار سے حضرتِ رضا قدس سرہ کے کلام میں یہ سقم یا یہ خامی موجود ہے۔

ڈاکٹر سرور اکبرآبادی ایم۔اے پی ایچ ڈی یوں تبصرہ فرماتے ہیں

''حدائق بخشش'' میں ایسی بے شمار نعتیں ہیں جن کی سادگی برجستگی اور فصاحت وبلاغت کی مثالیں دوسرے شعراء کے ہاں نہیں ملتیں۔ جیسی جیسی نئی ونادر تشبیہات جیسے جیسے عجیب وغریب استعارات جیسے جیسے رموز وعلائم اور جو جو صنائع بدائع آپ نے استعمال کئے ہیں وہ دوسروں کے ہاں کم ہی نظر آتے ہیں۔ (معارفِ رضا ۱۹۸۳ء کراچی)

جناب اشفاق احمد رضوی بی اے کہتے ہیں کہ

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا کلام امام الاکلام ہے شریعت وقرآن پاک کی روشنی میں ہر شرعی نقائص وہر طرح کے عیب وغلو سے پاک وصاف ہے۔ سردست اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام ایوان کے متعلق انہی کا مصرع لکھ کر

خاموش ہو رہا ہوں

وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں

پروفیسر فاروق احمد صدیقی (چکیا کالج، باراچکیا، ایسٹ چمپارن، بہار، انڈیا) نے جب ''حدائق بخشش'' کا تنقیدی نظر سے مطالعہ کیا تو آپ نے جذبات کا یوں اظہار فرمایا

''حدائق بخشش'' پر از اول تا آخر تنقیدی نظر ڈالی جائیے۔ دوست کی نظر سے نہیں، دشمن کی نظر سے جانبداری کی نظر سے نہیں غیر جانبداری کی نظر سے، دوربین نہیں خوردبینی نظر سے، کہیں ایک شعر بھی ایسا نہیں ملے گا جو کتاب وسنت سے متصادم اور احکامِ شریعت سے مزاحم ہو۔ نہ کہیں افراط نہ تفریط۔ ایک خوشگوار اعتدال وتوازن کی چاندنی ہر جگہ چھٹکی نظر آتی ہے اور لاریب اتنی کامیابی اور خوش اسلوبی سے وہی عہدہ برآ سکتا ہے جو بارگاہِ رسالت (ﷺ) کا ادب شناس اور مؤید من اللہ ہو۔ ہر چند اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمۃ) نے شعر گوئی کو کبھی مقصود بالذات نہیں سمجھا۔ مقصد حیات مداحی سرکار تھے انہوں نے کبھی کسی سے ''ستائش کی تمنا'' نہیں کی اور ''صلہ کی پرواہ'' کی ہے تو اسی دربار گوہر بار سے جس کی شان انہیں کی زبان میں یہ ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے　　سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں　　کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

مزید تبصرے وتعریفی دستاویزیں ''القول السدید لاہور'' مضمون حضرت سید صابر حسین صاحب کا دیکھئے۔

نعت شریف ٦٦

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے

باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

شرح

حبیب کبریا، شہ ہر دوسرا ﷺ آپ کے اوصافِ جمیلہ اتنے ان گنت ہیں کہ جن کے لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ بس یہی ہیں جو بیان ہوئے بلکہ کہنے والا کہتے کہتے آخر میں کہہ اُٹھتا ہے

تیرے اوصاف کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

اس شعر میں چار صفات بیان فرمائی ہیں

(۱)سرور(۲)مالک(۳)مولیٰ(۴)باغِ خلیل علیہ السلام کے گلِ زیبا

سرور سید کا ترجمہ ہے اور کون سے عالی مراتب میں حضور اکرم ﷺ کی سیادت نہیں ۔تبرکاً چند احادیث حاضر ہیں۔

(۱)ابن سعد وحسن بن جراح زید بن اسلم سے راوی ہیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنابِ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا مجھ سے خواب میں کہا گیا

انک ستلدین غلاماً فسمیه احدوهو سید العلمین

عنقریب تمہارے لڑکا ہوگا ان کا نام احمد رکھناوہ تمام عالم کے سردار ہیں ﷺ

کسی نے کیا خوب فرمایا

ای که برتخت سیادت زازل جاواری آنچه همه دارند توتنهاداری

(۲)سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتف سے آواز سنی

انک حملت بسید هذه الامة فاذا وضعته فسمیه محمدا

تو سردارِ امت کی ماں بننے والی ہے جب اس مقدس بچہ کو جنو تو اس کا محمد نام رکھنا

مالک یہ صفت بھی حضور اکرم ﷺ کو خوب جچتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مملکت کا مالک ومختار بنایا ہے اسی لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس مضمون کو دوسری جگہ پر یوں اور فرمایا ہے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب ومحبّ میں نہیں میرا تیرا

حضور اکرم ﷺ کا مالک خزائن اللہ ومختار مملکۃ اللہ کی مفصل تشریح اسی شرح حدائق شریف کی جلد اول اسی شعر کے تحت ملاحظہ ہو۔

(۳)مولیٰ لغت وعرف میں متعدد معانی میں آتا ہے یہاں مددگار کے معنیٰ ہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کا مددگار قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا . (پارہ ۶،سورۃ المائدہ،آیت ۵۵)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

اس کا شانِ نزول بھی اس کی دلیل ہے کہ یہاں ولی بمعنی مددگار ہو۔

شانِ نزول

آیت کریمہ حضرت عبداللہ ابن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا ہے اور لوگ بھی ہمارا بائیکاٹ کریں گے اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ، رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔

فائدہ

والی، مولیٰ بمعنی دوست بھی ہے مزید تشریح و تفصیل فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن پڑھئے۔

(۴) گل زیبا سیدنا خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جد الانبیاء ہیں آپ کے باغ کا ہر گل زیبا ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تصنیف تجلی الیقین بھی اسی موضوع میں ہے قابلِ مطالعہ ہے تبرک کے طور پر ایک حدیث حاضر ہے۔

افضل القریٰ میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور ﷺ سے عرض کی

ابشر فانک خیر خلقه و صفوته من البشر حباک الله بمالم یحبب به احدا من خلقه لا ملکا مقربا ونبیا مرسلا. (الحدیث)

مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا نہ کسی مقرب فرشتے نہ کسی مرسل نبی کو۔

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنا کہوں تجھے

حل لغات

حرمان (عربی مصدر) محروم رہنا، کچھ نہ ملنا، ناامیدی۔ کان (فارسی) کھان، معدن۔

شرح

اچھے نصیب سے محروم ہوں لیکن اے حبیب خدا ﷺ آپ ہماری امید گاہ ہیں اسی لئے محرومی کا سوال ہی پیدا

نہیں ہوتا۔ آپ ہماری مرادوں کی جان اور ہماری تمناؤں کا معدن اور کان ہیں۔ (الحمدللہ علی ذلک)

گلزارِ قدس کا گلِ رنگین ادا کہوں
درمانِ درد بلبلِ شیدا کہوں تجھے

حل لغات

گلزار، باغ، قدس، پاکیزگی، پاک، عرب میں ایک پہاڑ کا نام لیکن یہاں عالم قدس مراد ہے۔ رنگین، رنگ کیا ہوا۔ درمان، علاج، دوا، دارو۔

شرح

آپ کو عالم قدس کے باغ کا رنگین اداوالا پھول کہوں ہر درد کی دوا کہوں اور بلبل شیدا کہوں اس شعر میں تین اوصاف بیان کئے ہیں۔

عالم قدس کے باغ کا رنگین ادا پھول یہ صفت آپ کو یوں سجتی ہے کہ عالم قدس میں بھی آپ اسی طرح محبوبانہ انداز رکھتے تھے جیسے عالم دنیا میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اُن میں نہایت نمایاں اور چمکدار ایک نور دیکھا عرض کیا الٰہ العالمین یہ چمکدار نور کس کا ہے؟ ارشاد ہوا

هذا ابنك احمد وهو اخر وهو الاول شافع (الخصائص الکبریٰ للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یہ تیرا بیٹا (حضرت) احمد ہے (ﷺ) یہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور یہ پہلا شفیع بھی۔

ازالۂ وھم

مشکوٰۃ شریف میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق مروی ہے یہاں تم نبی علیہ السلام کے لئے لکھ رہے ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اولاد پیش کرنے کے مختلف مواقع ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک موقعہ کا ذکر ہے دوسرے موقعہ کا ذکر نہ ہونا مضر نہیں اس لئے کہ قاعدہ ہے

عدم ذکر الشئی لا یستلزم عدم — شے کا عدم ذکر اس کے وجود کے عدم کو مستلزم نہیں

ایک اور روایت میں ہے

لما خلق نور نبينا محمد ﷺ امره ان ينظر الى انوار الأنبياء عليهم السلام فغشيهم من نوره ما انطقهم الله به فقالوا يا ربنا من غشينا نوره فقال الله تعالى هذا نور محمد بن عبد الله ان آمنتم به

جعلتکم انبیاء ، قالو آمنا به وبنبوته

امام احمد قسطلانی شارحِ بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ جلد اصفحہ ۴۰ میں نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ یکتا ﷺ کا نور پیدا کیا تو حکم فرمایا کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار کو ملاحظہ کرو جب حضور سراپا نورِ پاک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے انوار پر غالب آ گیا۔ انبیاء کرام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی یہ کس ہستی کا نورِ عظیم ہے جس میں ہمارے انوار گم ہوگئے ہیں۔ ارشاد باری ہے

هذا نور محمد بن عبد الله — یہ نور محمد بن عبداللہ (ﷺ) کا ہے۔

اگر تم اس پر ایمان لاؤ گے تو تم سب کو نبوت و رسالت سے سرفراز کردوں گا۔ سب انبیاء نے عرض کیا الٰہ العالمین ہم صدقِ دل سے اس کی نبوت وقیادت کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی دوسری صفت ہے درمندوں کے درماں اور یہ صفت بھی آپ کو خوب جچتی ہے۔

حضرت امام نووی شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں مفلوج ہوا تو ''یا محمداہ'' کہا اچھا ہوگیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔

اہلِ مدینہ کا عمل

اہل مدینہ میں قدیم سے ''یا محمداہ'' کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض شرح شفاء میں فرماتے ہیں

هذا مما تعاهده اهل المدينة — یہی اہل مدینہ کی عادت میں شامل ہے

یعنی جب مشکل پڑی یا محمد کا نعرہ لگایا یعنی ہر مشکل نامِ محمد سے ٹلی ہے (ﷺ)

صبح وطن پہ شام غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

حل لغات

شام غریباں، مصیبت کی شام جو بحالت سفر ہو۔ بیکس نواز، عاجز نواز، غریب نواز۔

شرح

وطن کی صبح پر شام غریباں کوشرافت دوں۔اے حبیب خداﷺ آپ کوغریب نواز کہوں اورمحبوب گیسووالا کہوں جوکہوں آپ ہرمحبوب صفت کے لائق ہیں۔

شامِ غریباں کی شرافت

صبح وطن سے شامِ غریباں کوشرافت اس لئے ہے کہ مصیبت کے وقت اپنے آقا کوپکارنے کاموقعہ ملے گامصیبت نہ بھی ٹلےتب بھی یادِمحبوب کی سعادت تو نصیب ہوگی اوراس سے بڑھ کراورشرافت کیا ہوکہ اوقات تو یادِمحبوب میں بسر ہوں۔

دوسرے مصرعہ میں دوصفتوں کا بیان ہے

بیکس نواز

حضوراکرمﷺ بیکس نوازی چاردانگ عالم ہے۔ بیشمارواقعات میں سے ایک نابیناواقعہ بیکس نوازی کی دلیل کافی ہے کہ اس بیچارے کوبینائی عطافرمادی۔صحاح ستہ میں سے تین کتابوں میں یہ حدیث شریف مذکور ہے

عن عثمان بن حنیف ان اعمی قال یا رسول الله ادع الله ان یکشف لی عن بصری قال فانطلق فتوضاثم صل رکعتین ثم قل اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بنبی محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربک ان یکشف عن بصری اللهم شفعه فی قال فرجع وقد کشف الله عن بصره. (شفاءقاضی عیاض جلد اصفحہ ۲۷۳)

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اندھے نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی یارسول اللہﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھ کھول دے آپ نے فرمایا جاؤوضو کرو دورکعت نماز پڑھوپھر یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں اے محمد میں آپ کوآپ کے رب کی بارگاہ میں وسیلہ سے لاتا ہوں کہ میری آنکھ کھل جائے یا اللہ ان کی سفارش میرے بارے میں قبول فرمالےتو وہ اس حال میں لوٹا کہ آنکھ روشن ہوگئی۔

ابن ماجہ نے اپنی سنن کے باب صلوٰۃ الحاجۃ میں یہ حدیث ذکرکرکے یہ تحریر کیا ’’قال ابو اسحاق هذا حدیث صحیح‘‘ ابواسحاق کاقول ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

گیسوؤں والا

کیسا گیسوؤں والا جس کی قسم خود حق تعالیٰ قرآن مجید میں یاد فرمائے

وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی o (پارہ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱) اور رات کی قسم جب چھائے۔

اس سے بڑھ کر اور محبوبی شان اور کیا ہو گی۔

(۱) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا سر اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا آپ کے بال مبارک خمدار تھے ان میں اگر خود مانگ نکل آتی تو اسے رہنے دیتے ورنہ خود مانگ کے لئے تکلف نہ فرماتے

یجاوز شعره شحمة اذنیه اذا هو وفرة

آپ کے مبارک بال جب لمبے ہوتے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہو جاتے۔

(۲) حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا مبارک قد میانہ تھا اور

یبلغ شعره شحمة اذنیه علیه حلة حمراء مارایت احسن منه. (البخاری، کتاب المناقب)

آپ کے مبارک بال کانوں کی لو تک تھے میں نے سُرخ جبہ میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں دیکھا۔

آپ ہی سے شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے مروی ہے کہ

مارایت احدا من خلق الله تعالیٰ فی حلة حمراء من رسول الله ﷺ ان حمته تضرب من منكبیه. (رواہ مسلم)

میں نے مخلوقِ خدا میں سرخ جبے میں آپ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا آپ کے بال مبارک اور زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتی تھیں۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی یہ بات بیان کرتے

ماحدث به قط الا ضحک (دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ ۲۴۳) تو بیان کرنے کے بعد ہمیشہ مسکرا دیتے

اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں

اے جانِ جان میں جانِ تجلا کہوں تجھے

حل لغات

اللہ رے، سبحان اللہ۔ منور، نورانی۔ تابشیں، تابش کی جمع، چمک۔ تجلا، روشنی، آشکار ہونا، نورِ الٰہی۔

شرح

سبحان اللہ اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے نورانی کی چمکیں کیا خوب ہیں آپ میری جان کی بھی جان ہیں آپ کے لئے جی چاہتا ہے آپ کو انوارِ الٰہی کی جان کہوں۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو نورانی اور انوارِ الٰہی کی جان اور اصل کہا گیا ہے۔

جسم نورانی

دیگر آیات نورانیہ کے علاوہ آیت

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ١٥)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

فائدہ

اس آیت کو اہل سنت نے حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو نور علیٰ نور بشکل بشر دلیل بنایا ہے اس میں کسی قسم کا کسی کو شک وشبہ نہ تھا۔ وہابی تحریک سے متاثر لوگوں نے معتزلہ فرقہ کا مدفونہ حوالہ نکال لائے اور شور مچا دیا کہ آیت میں نور سے مراد قرآن ہے اور کتاب سے بھی۔ فقیر اس آیت کے متعلق قدرے تفصیل عرض کرتا ہے۔

تفاسیر آیت نور

آیت مذکورہ میں نور سے حضور اکرم ﷺ مراد لینا اہل سنت کا اتفاق ہے۔ اس اتفاق میں بعض دیوبندی اور وہ علماء بھی شامل ہیں جنہیں دیوبندی اپنے اکابر سمجھتے ہیں مثلاً شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اشرف علی تھانوی کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

مراد نور سے ہے موضح القرآن میں ہے روشنی محمد ﷺ اور کتاب قرآن۔

تھانوی نے رسالہ النور ٢٨ ربیع ١٣٣١ھ میں اسے مزید تفصیل سے لکھا۔

عقیدہ معتزلہ

اور جو دیوبندی وہابی آیت میں نور سے قرآن مراد لیتے ہیں وہ عقیدۂ معتزلہ کے ترجمان ہیں اس لئے کہ آیت میں نور سے قرآن فرقۂ معتزلہ نے مراد لیا ہے۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی صاحب اپنی تفسیر روح المعانی جلد ششم میں لکھتے ہیں

قال ابو علی الجبائی اعنی بالنور القران لکشفه واظهاره طریق الهدیٰ والیقین واقتصر علیٰ ذالک الزمخشری

یعنی ابوعلی جبائی اور زمخشری نے نور اور کتابِ مبین کا مصداق قرآنِ عظیم کو قرار دیا ہے ہر اہل علم خوب جانتا ہے کہ ابوعلی جبائی رئیس المعتزلہ اور زمخشری بھی تھا۔

عقیدۂ اهل سنت

آیت میں اہل سنت نے کہا کہ نور سے حضور اکرم ﷺ اور کتاب سے قرآن مراد ہے اس مراد پر تمام سنی مفسرین کا اتفاق ہے بلکہ کمال کیا ملاعلی قاری نے یہی ملاعلی قاری حنفی شرح شفاء شریف جلد ا صفحہ ۴۲ پر فرماتے ہیں

وقد حاول بعض المفسرین بانه من باب الجمع من الوصفین باعتبار تغائر هما اللفظی وان المراد بهما القرآن وقد یقال فی مقابلهم وای مانع من ان یجعل النعتان للرسول ﷺ فانه نور عظیم لکمال ظهوره بین الانوار وکتاب مبین من حیث انه جامع لجمیع الاسرار و مظهر للاحکام والاحوال والاخبار

اور تحقیق بعض مفسرین نے کہا ہے کہ نور اور کتابِ مبین دونوں سے مراد قرآنِ کریم ہے اور عطف میں تغائرِ لفظی بلحاظ صفات کے ہے اور بلاخوف وخطر ان کے مقابلہ میں یہ بات کہی جائے گی کہ اس سے کیا چیز مانع ہے کہ نور اور کتابِ مبین دونوں سے رسول اللہ کی ذاتِ گرامی مراد لی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نورِ عظیم اس لحاظ سے ہیں کہ جملہ انوار میں کامل ظہور رکھتے ہیں اور کتاب مبین اس اعتبار سے ہیں کہ آپ جمیع اسرارِ الٰہیہ کے جامع، احکامِ شریعیہ کے بیان کرنے والے اور اخبار و حالات بتانے والے ہیں۔

اور علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تحقیق کا خلاصہ یوں لکھا ہے

ولا یبعد عندی ان یراد بالنور والکتاب المبین النبی ﷺ ولا شک فی صحته اطلاق کل علیه علیه الصلوٰة والسلام . (روح المعانی)

میرے نزدیک نور اور کتابِ مبین دونوں سے سرورِ عالم ﷺ مراد لئے جائیں تو کوئی بعید از عقل بات نہیں کیونکہ ہر صفت مذکورہ کا اطلاق بلاشک وشبہ سرورِ عالم ﷺ پر صحیح و درست ہے۔

ہمیں قرآنِ عظیم کو نور کہنے سے انکار نہیں بلکہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خداوند قدوس نے قرآن مجید کو بھی نور فرمایا ہے

لیکن جمہور مفسرین اور مشاہیر محدثین کے نزدیک اس آیت کریمہ میں نور سے سرورِ عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور کتابِ مبین سے قرآنِ عظیم مراد ہے۔ نور اور کتاب کے درمیان واؤ عاطفہ موجود ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں سے مراد الگ الگ وجود ہوں کیونکہ معطوف اور معطوف الیہ میں مغایرت مسلمہ حقیقت ہے مثلاً ''جاء، حامد محمود'' حامد اور محمود آیا، حامد اور محمود دو الگ الگ وجود ہیں دونوں کی مصداق ایک ذات نہیں۔ اس طرح یہاں بھی نور اور کتاب دو علیحدہ علیحدہ وجود ہیں جن کا مصداق الگ الگ وجود ہے۔

فائدہ

ان دونوں محققین مفسروں نے مخالفین کا ہر طرح سے عذر ختم کر دیا کہ قاعدہ کے رو سے بھی اور جمہور مفسرین کے حوالہ سے بھی لیکن کوئی انکار سے باز نہیں آتا تو اپنی قسمت کا ماتم کرے۔

تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ ان دو محققین کے علاوہ اور دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

ان المراد بالنور محمد ﷺ وبالکتاب القران

اس آیت کریمہ میں نور سے مراد محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔

تفسیر ابن جریر الطبری جلد ۶ صفحہ ۱۶۱ میں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ یعنی بالنور محمداً ﷺ الذی انا اللہ بہ الحق واظہر بہ الاسلام ومحق الشرک فھو نعد لمن امتنار

بیشک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب بیان کرنے والی یعنی نور سے مراد محمد ﷺ ہیں جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے کائنات میں حق کو روشن کیا اور جن کے طفیل اسلام کو چار دانگ عالم میں حاضر فرمایا اور کفر و شرک کو مٹایا بیشک آپ نور ہیں اس کے لئے جو آپ سے نور حاصل کرتا ہے۔

بے داغ لالہ یا قمر بے کلف کہوں
بے خار گلبن چمن آرا کہوں تجھے

حل لغات

بے داغ، دھبہ اور داغ کے بغیر۔ لالہ، ایک قسم کا پھول مشہور ہے۔ کلف (عربی) چھائیاں یعنی جو منہ پر داغ پڑ جاتے ہیں۔ بے خار، کانٹوں کے بغیر۔ گلبن، درخت، گلسرخ۔ چمن آرا، کیاری، سبزو غیرہ کا سنگار۔

شرح

اے محبوب کریم ﷺ آپ کو بے داغ لالہ یعنی بے عیب محبوب کہوں یا چھائیوں کے بغیر چاند کہوں اور باغ کا سنگار بے خار گلاب کا پھول کہوں۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی یکتائی اور بے مثالی کا بیان ہے اس میں شک ہی کیا ہے کہ ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہیں اسی لئے آپ کا اسم گرامی محمد ہے۔

الذی حمد حمدا مرة بعدمرة کرة بقدر کرة

وہ ذات جس کی تعریف بار بار باتکرار تعریف کی جائے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ متعدد کتابوں کے حوالہ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ کا اسم گرامی "مشفع" ہمارے حضور اکرم ﷺ کا نام اور محمد سے ہم وزن اور ہم معنی ہے یعنی بکثرت و بارہا سراہا گیا۔ (تجلی الیقین مطبوعہ لاہور صفحہ ٦٧)

یہی وجہ ہے کہ جو شخص آپ کی ذات و صفات کے عیوب و نقائص بیان کرے وہ عندالشرع واجب القتل ہے اگر چہ توبہ کرے تو بھی سزا شرعی سے نہ بچ سکے گا۔ حضور سرورِ عالم ﷺ کے عیب و نقص بیان کرنے والوں کے لئے اہلِ اسلام اجرائے حکم قتل نہ کرسکیں تو کم از کم اس بدنہاد سے نفرت و کراہت تو کرسکیں۔

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیع روزِ جزا کا کہوں تجھے

شرح

میں مجرم ہوں اور اے میرے سائیں (مالک و مولیٰ) میں اپنی معافی کے لئے سامان کروں یعنی یہی پیارا وصف زبان پہ جاری کرکہ آپ کو قیامت کے دن کا شفیع کہوں۔

مصرعہ اول میں ہر مسلمان کو یہ درس دیا کہ یہ عقیدہ رکھو کہ غفور و مغفرت کا سامان صرف اور صرف شفاعت ہے اور بس نیکیوں کا بھروسہ ہی کیا ہے کہ نامعلوم وہ قبول بھی ہوئیں یا نہیں لیکن عقیدۂ شفاعت تو نقد سودا ہے جن لوگوں کو صرف اور صرف نیکیوں پر بھروسہ ہے اور شفاعت کا انکار ہے وہ سیدھے جہنم میں جائیں گے جیسا کہ فقیر اُویسی غفرلہ نے ایسی شرح حدائق بخشش میں متعدد مقامات پر تصریحاتِ اسلاف لکھی ہیں۔

شفیع روزِ جزا ﷺ

حضورا کرمﷺ کی یہ صفت ہے ہی صرف آپ کے لئے جملہ انبیاء واولیاء کی شفاعت آپ کے طفیل ہے بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اوروں کے تردد منقول ہے۔

حضرت امام شعرانی قدس سرہ الیواقیت والجواہر میں لکھتے ہیں

قال الشیخ تقی الدین السبکی وانما بتردد النووی فی شفاعۃ من شاء اللہ تعالیٰ لانہ لم یرد فی السنۃ تصریح بذلک ولا ینفعہ

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اور جسے چاہے شفیع کرنے ذکر احادیث میں اصلاً نہیں لہٰذا امام نووی نے اس کے وقوع میں تردد فرمایا لیکن یہ تردد نافع نہیں اس لئے کہ احادیث میں تصریحات موجود ہیں جنہیں فقیر نے بار بار ذکر کیا ہے۔

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

حل لغات

مژدہ، خوشخبری، مبارک باد۔ تاب وتوان، طاقت، قدرت، صبر وقرار، برداشت۔

شرح

اے حبیب کریمﷺ میں اس مردہ دل کو دائمی زندگی کی خوشخبری دوں آپ کو جانِ مسیحا کی قوت و طاقت کہوں کہ مسیح علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی جان کی قوت و طاقت عطا کرنے والا بنایا ہے۔

المحی ﷺ دل وجان کے زندہ کرنے والے

یہ صفت آپ کے لئے بہت زیادہ موزوں ہے کہ آپ کے امتی اس وصف سے موصوف بلکہ حضورا کرمﷺ کی امت میں آج بھی شامل ہیں اور کل قیامت میں تو سب آنکھوں سے دیکھ لیں گے آپ کی صفت احیاء قرآن مجید میں متعدد مقامات پر منصوص ہے اور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصف احیاء الموتی کو بھی دنیا مانتی ہے جن کے امتیوں کا یہ کمال ہے ان کے آقاﷺ کو بطریق اعلیٰ واولیٰ واکمل واتم یہ کمال حاصل ہوگا بلکہ امتی بلکہ ہر شے کا کمال حضورﷺ کے طفیل ہے۔ اسی کو امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مصرعہ ثانیہ میں ادا فرمایا ہے اس کے

باوجود حضور اکرم ﷺ کے لئے قرآن مجید میں صریح نص موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ا (پارہ۹،سورۃ الانفال، آیت ۲۴)

اے ایمان والواللہ اوراس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ وہ زندہ کریں حضور اکرم ﷺ کا زندہ کرنا کئی قسم کا ہے منجملہ اُن کے آپ کے علوم کا ذریعہ مُردہ دلوں کوزندہ کرنا ہے اس لئے علم قلب کی زندگی اور جہل اُس کی موت ہے۔ کسی شاعر نے کہا

لا تعجبن الجهول حلة فذاک میت وثوبه کفن

جاہل کی رزق برق پوشاک سے تعجب نہ کیجئے اس لئے کہ مردہ ہے اور یہی کپڑے اس کا کفن ہیں۔

سوال

"دَعَاكُمْ" میں صرف رسول اللہ ﷺ کا نام کیوں اللہ تعالیٰ نے اپنا نام کیوں نہیں لیا؟

جواب

تا کہ معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوتِ اسلام دینا درحقیقت یہ بھی امر ربانی ہے اس لئے واحد کی ضمیر لائی گئی ہے۔

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شانِ حبیب الرحمٰن میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں فرمایا گیا "لِمَا یُحْیِیْكُمْ" نبی کریم ﷺ تم کوزندگی بخشتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ مردہ کوزندہ، دل کو، جان کو، خیالات کوزندہ فرمانے والے ہیں اور کیوں نہ ہو حضرت جبریل گھوڑی پر سوار ہو کر غرقِ فرعون کے گھوڑے کے لئے آگے ہو گئے گھوڑا گھوڑی کے پیچھے لگا اس گھوڑی کی ٹاپ جہاں پڑتی تھی اس جگہ گھاس اُگ آتی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سامری اُس نے یہ خاک اُٹھالی اور غرقِ فرعون کے بعد یہ خاک سونے کا بچھڑا بنا کر اُس کے منہ میں ڈال دی تو اُس سونے کے بچھڑے میں جان پیدا ہوگئی۔ حضرت جبریل کا جسم لگا گھوڑی سے گھوڑی کا خاک سے اور خاک پڑی بے جان بچھڑے کے منہ وہ زندہ ہوگیا اسی لئے اس کو روح الامین کہتے ہیں کیونکہ ان سے روح ملتی ہے اور حضور ﷺ کی نظروں میں ہزارہا جبریلی طاقتیں ہیں تو ان کے اشارے سے مُردے بھی زندہ کیوں نہ ہوں۔ مثنوی شریف میں ہے

ہزاراں جبرئیل اندر بشر　　　بھر حق سوئے غریباں یك نظر

مدارجِ النبوۃ میں بہت سے ایک واقعات لکھے ہیں جن میں حضور اکرم ﷺ نے مُردوں کو زندہ فرمایا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور اکرم ﷺ کی دعوت تھی انہوں نے بکری ذبح کی۔ ان کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو ذبح کر دیا اور ذبح کر کے والد کے ڈر سے چھت پر بھاگ گیا وہاں سے پاؤں پھسلا تو وہ بھی گر کر مر گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے دونوں بچوں کی نعشوں کو چھپا دیا تا کہ دعوت میں حرج نہ ہو۔ جب کھانے پر سرکار ﷺ تشریف لائے تو فرمایا کہ جابر اپنے بچوں کو بلاؤں ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر نے سارا واقعہ عرض کیا تب حضور نے اُن کو زندہ فرمایا اور ساتھ کھانا کھلایا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ایک دعوت میں دستر خوان سے حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ مبارک پونچھ لیا۔ اس کے بعد جب کبھی وہ دستر خوان میلا ہو جاتا تھا تو اس کو جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیتے تھے وہ اس میں نہ جلتا تھا بلکہ صاف ہو جاتا تھا۔

ایک جگہ دعوت میں حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے بکری ذبح کی گئی فرمایا کہ گوشت تو آپ لوگ کھالو مگر ہڈی نہ توڑنا کھانا کھا کر ان ہڈیوں کو جمع فرما کر دعا کی۔ وہ بکری دوبارہ زندہ ہوگئی۔ (مدارج، افضل المعجزات)

غرضیکہ جانوروں کو، انسانوں کو، پتھروں کو، لکڑیوں کو جان بخشی ہے۔ کنکریاں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوالیا، لکڑی فراق میں روئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مُردہ انسانوں کو زندہ کیا مگر حضور اکرم ﷺ نے ان بے جان چیزوں میں جان بخشی یہ ہیں معنی اس آیت کے "لِمَا يُحْيِيكُمْ" مزید جواہر البحار اردو جلد ۲ صفحہ ۷۵۴ میں ملاحظہ ہو۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حل لغات

تناہی، ختم ہونا۔ بَری، بیزار، پاک، مبرا۔

شرح

آپ کے اوصاف تو ختم ہونے کے عیب سے مبرا ہیں میں حیران ہوں میرے سائیں (مالک و مولیٰ) کہ آپ کو میں کیا کیا کہوں فقیر اُویسی غفرلہ اسی شرح حدائق میں تحقیق لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صفات اور مناقب کمالات کی

کوئی انتہا نہیں ویسے فقیر کی اس موضوع پر ایک علیحدہ تصنیف ہے "لایمکن الثناء" بھی پڑھنے کے لائق ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان دلائل کو سامنے رکھ کر اپنے اسلاف کی پیروی فرمائی ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ندانم کدا من سخن گویمت — کہ والا تریی زانچہ من گویمت

تراعز لولاك تمکیں بس است — ثنائے تو طٰہٰ و یٰسین بس است

چہ وصفت کند سعدیٔ ناتمام — علیك الصلوٰۃ اے نبی والسلام

میں نہیں جانتا کہ میں آپ کی تعریف میں کون سا سخن عرض کروں آپ اس سے بلند تر ہیں جو بھی میں آپ کی صفت کہوں آپ کو لولاک کی عزت و مرتبہ کافی ہے۔ آپ کی تعریف طٰہٰ و یٰسین ہی کافی ہے سعدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ناقص آپ کی کیا تعریف کرے آپ کو صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ و نذرانہ پیش کر کے بات کو ختم کرتا ہے۔

کہہ لے گی سب کچھ ان کو ثناخواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

حل لغات

خامشی، خاموشی کا مخفف ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے مدح خوانوں کی خاموشی سب کچھ کہہ چکی ہوگی اور میں بھی خاموش ہو رہا ہوں کہ آپ کو کیا کیا کہوں کیونکہ جو کچھ بھی کہتا ہوں آپ اس سے وراء ہیں۔ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

ندانم کدا میں سخن گویمت — کہ والا تریٰ آنچہ من گوئمت

کون آپ کی پسندیدہ تعریف عرض کروں آپ ہر میری بیان کردہ تعریف سے بالاتر ہیں۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

شرح

لیکن رضا نے اس سخن پہ بات ختم کر دی کہ اے حبیب کبریا ﷺ آپ کو اپنے خالق بندہ اور جملہ مخلوق کا آقا کہوں

بس اس سے بڑھ کر میرے سے آپ کی مدح وثناء کیا ہو سکتی ہے۔

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تمام مشکل مسائل یا یوں کہو کہ بہت بڑے اختلافاتِ مذہبی کو صرف دو لفظوں میں حل فرما دیئے۔

نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد مقدس ہیں۔ اس کے شریک ہیں یا جزو (معاذ اللہ) وغیرہ نہیں۔

اللہ کی دین وعطاء اور اس کے اذن بر انتہا سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے آقا و مولیٰ ہیں خواہ وہ انبیاء ورسل ہوں یا ملائک ہو یا جن و بشر۔ اللہ تعالیٰ اس کی مخلوق کے ہر فرد کے آقا ہیں۔

بندۂ خدا اس وصف سے منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ بغلیں بجاتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھی عبد ہیں اور ہم بھی عبد صرف فرق یہ ہے کہ وہ نبی عبد ہیں اور ہم امتی لیکن یہ بات بھول جاتے ہیں کہ تم مغضوب عبد ہو اور وہ محبوب فرق صرف غضب اور محبت ہے اور بس۔

عبد کے اقسام

مفردات امام ابن راغب نے عبد کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں لیکن تین قسموں کو مخصوص کیا ہے

(۱) عبد رفیق (۲) عبد آبق (۳) عبد ماذون

عبد رفیق

وہ غلام ہوتا ہے جو مکمل طور پر اپنے مالک کے قبضے میں ہو اور مالک اس میں مکمل تصرف کر سکے۔

عبد آبق

وہ غلام ہوتا ہے جو اپنے آقا سے بھاگ جائے اور اس کا مالک اس پر سخت ناراض ہو۔

عبد ماذون

وہ غلام ہے جو اپنے کمالِ شرافت، شانِ نجابت اور استعداد و صلاحیت کی وجہ کے سبب سے اپنے مالک کا معتمد اور مقرب ہو کر مالک اس کو اپنی جائیداد کا مختار و ماذون بنا دے کہ اُس کو اس بات کی اجازت ہو کہ وہ اپنے مالک کی ملکیت میں جائز تصرف کر سکے چنانچہ ایسے ماذون غلام کی خرید و فروخت اور دین متصور ہو گا اب یہ سمجھیں کہ تمام مسلمان اللہ کے لئے عبد رفیق کی طرح ہیں کہ اُن پر اللہ کا قبضہ اور تصرف ہے۔

کفار، مشرکین، منافقین عبد آبق یعنی بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہیں کہ وہ احکاماتِ الٰہیہ سے دور، کفر و ضلالت

کے عمیق غاروں میں گرے ہوئے ہیں۔عبد ماذون وہ مقبولانِ الٰہی ہیں جو مقامِ ولایت حاصل کرکے قربِ خداوندی کا درجہ حاصل کرتے ہیں اور شرافت ماذونیت سے سرفراز کئے جاتے ہیں۔

تمام مقربانِ بارگاہِ الٰہی میں سب سے بڑھ کر ہمارے نبی ﷺ اس درجے پر فائز ہیں کہ آپ کو اللہ کریم نے عبدہ کے لفظ سے خطاب فرما کر ماذونیت کا شرف عطا فرمایا اور چونکہ عبد ماذون کا ہر قول و فعل اس کے مالک کا قول و فعل سمجھا جاتا ہے اس لئے حضور ﷺ کا بولنا خدا کا بولنا ہے کہ

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ (پارہ ۲۷،سورۃ النجم،آیت ۳،۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں تصریح فرمائی ہے کہ ان کا ہر کام اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے دوسرے مقام پہ کہا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب   یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

صاحب روحِ البیان نے فرمایا کہ "بعبدہ" سے معلوم ہوا کہ عبدیت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا مقام حاصل ہے۔اسی لئے امام صاحب نے اپنی تفسیر میں لکھا

العبودیة افضل من الرسالة   یعنی رسول اللہ ﷺ کی عبودیت ان کی رسالت سے افضل ہے

اس کی دلیل یوں بیان فرمائی کہ عبودیت میں رسول (ﷺ) خلق سے حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ مرتبہ مقام الجمع ہے اور رسالت میں حق سے خلق کی طرف توجہ۔

نعت شریف ٦٧

مژدہ باد اے عاصیو شافِع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو ذاتِ خدا غفار ہے

حل لغات

مژدہ، خوشخبری۔ عاصیو، عاصی کی جمع ہے، گنہگار۔ شافع، شفاعت کرنے والا۔ شہ ابرار، نیکیوں کے بادشاہ۔
تہنیت، مبارک بادی۔ مجرموں، مجرم کی جمع ہے، قصوروار۔ غفار، بہت بخشنے والا، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

شرح

اے گنہگارو تمہیں خوشخبری ہے کہ حضور اکرم ﷺ گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

شفاعتی لاھل الکبائر کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لئے میری شفاعت ہوگی

اور یہ حق ہے۔ شفاعت کا انکار گمراہی ہے اور مجرموں کو مبارک باد کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی بہت بخشنے والی ہے چنانچہ خود فرمایا

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ا (پارہ ۲۴، سورۃ الزمر، آیت ۵۳)

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو

ادھر اپنے حبیب پاک ﷺ کے لئے فرمایا

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

حکایت

ایک بار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمائے (صحابہ و تابعین) سے فرمایا کہ تمہارے نزدیک کون سی آیت زیادہ امید افزا ہے سب نے کہا "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ا" آپ نے فرمایا ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے

ان ارضی ایة فی کتاب اللہ تعالیٰ "وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"

بیشک سب سے زیادہ امید افزا آیۃ "وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" ہے

فائدہ

امام قرطبی مذکورہ بالا واقعہ لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورﷺ نے فرمایا

اذا واللہ لا ارضی و واحد من امتی فی النار. (قرطبی جلد۱۰،صفحہ۹۶)

اب خدا کی قسم میں اُس وقت تک راضی نہ ہونگا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا رہوں گا اور لوگ جنت میں داخل ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ندا آئے گی

لقد رضیت یا محمد — اے حبیبﷺ تم راضی ہوگئے یا نہیں

میرے عرض کرونگا میرے رب

قد رضیت — ہاں اے میرے رب اب میں راضی ہوں

اس شعر کے مطابق ایک ایک شعر فارسی بہت مشہور ہے

تو کریمی ورسول تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اے اللہ تعالیٰ تو کریم ہے تیرا رسولﷺ بھی کریم ہے شکر ہے کہ ہم دو کریموں کے درمیان ہیں۔

عرش سا فرش زمیں ہے فرش پا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

حل لغات

سا حرفِ تشبیہ، مثل، مانند، جیسے کالا سا، گورا سا۔ بریں، بلند و بالا۔ نرالی، انوکھی۔ طرز، روش، طریقہ، ہیت۔

شرح

فرش زمین عرش جیسا ہے کہ حبیب خداﷺ اس پر رونق افروز ہیں اور جب معراج پر تشریف لے گئے تو عرشِ بریں آپ کے قدموں مبارک تلے فرشِ زمین کی طرح تھا آپ کی رفتار کی کیسی انوکھی طرز ہے اللہ اللہ، سبحان اللہ۔

عرش سافرش

زمین تب رشکِ عرش بنی جب حضور اکرمﷺ دنیا میں تشریف لائے کیونکہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اس دھرتی پر ہر طرف کفر، ظلمت و جہالت کا دور دورہ تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے اس دھرتی پر نورِ توحید جگمگایا تو اس سے

کفرو جہالت کی تمام تاریکیاں چھٹ گئیں آپ کی نگاہِ کرم سے لوگوں کے ظاہر و باطن معطر ہوگئے اور اسی دھرتی پر ایسی بہار آئی جس کی مثال کہیں نہیں نہ عالم بالا میں نہ کسی دیگر عالم میں۔

دلائل

(۱) حضور اکرم ﷺ سے پہلے نماز و عبادت مخصوص خطوں کے علاوہ جائز نہ تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کی برکت سے تمام روئے زمین پر عبادت اور نماز جائز ہوگئی۔ حدیث شریف میں ہے

جعلت لی الارض مسجدا وطھورا. (مشکوٰۃ)

اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک بنا دیا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کی نسبت سے ہی ہر شے کو فضیلت نصیب ہوئی جہاں آپ نے قدم رکھا اُس وقت وہ شے ہر افضل سے افضل تر ہوگئی اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا جب آپ مکہ معظّمہ میں رونق افروز تھے کہ مکہ شہر افضل تھا لیکن ہجرت کے بعد شہر مکہ سے شہر مدینہ افضل ہوگیا۔ اسی لئے مسجد نبوی شریف میں

مابین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة

میرے گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ باغاتِ بہشت میں سے ایک باغ ہے۔

وہ صرف اس لئے کہ اس جگہ نے آپ کے سب سے زیادہ قدم چومے۔

(۳) اب آپ جہاں آرام فرما ہیں وہ تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ عرش و کرسی اور کعبہ بیت العمور سے بھی جیسا کہ بارہا یہ حوالہ گزرا

ان البقعة التی دفن فیھا افضل من جمیع البقاع بالاجماع ومن الکعبة والعرش. (جواہر البحار وغیرہ)

زمین کا وہ حصہ جس میں آپ رونق افروز ہیں وہ بالاتفاق تمام مقامات یہاں تک کہ کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔

اس کی نفیس بحث یہاں تک زمین و آسمان کا مناظرہ بھی فقیر نے اسی شرح حدائق کی جلد اول میں تفصیل سے لکھا ہے۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

شرح

چاند ٹکڑے ہوا، درخت بولے اور جانوروں نے سجدہ کیا، اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے جملہ عالم کا مرجع ہماری سرکار حبیب کردگار ہیں۔ (ﷺ)

شعر کا مصرعۂ ثانی دعویٰ اور مصرعۂ اول میں دلائل ہیں۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ جملہ عالم کا مرجع اور ملجاو ماویٰ ہیں۔ اس دعویٰ کے تین دلائل دیئے ایک دلیل عالم علوی سے دو دلیلیں عالم سفلی سے۔ عالم علوی کی دلیل چاند کا شق (ٹکڑے) ہو جانا۔

عالم سفلی کی دلیل اول درختوں کا بولنا، دلیل دوم جانوروں کا حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کرنا۔ ہر تینوں معجزات فقیر تفصیل سے اس شرح حدائق کی ابتدائی جلدوں میں لکھ چکا ہے۔

چاند کا شق ہونا

فقیر کی اس موضوع میں مستقل تصنیف ''تحقیق شق القمر'' ہے اس کا مطالعہ فرمایئے۔ دورِ سابق اور دورِ حاضرہ کے تمام منکرین کے اعتراضات کے جوابات درج کئے گئے ہیں۔

شق القمر حدیث شریف ہے

عن انس قال ان اهل مكة سالوا رسول الله ﷺ ان يريهم اية فارا هم القمر شقتين حتى راو حراء بينهما. (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور سید عالم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا۔ یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

فوائد

(۱) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور سید عالم ﷺ کے لئے چاند کا ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۱)

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور اکرم ﷺ کا معجزہ واقع ہوا وہ "انشق القمر" سے مراد نہیں جو قربِ قیامت میں واقع ہوگا اور اسی سے متصل دوسری آیتِ کریمہ

وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۲)

اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۱۸)

(۲) انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعوئے نبوت کی تائید میں جو بات خلافِ عادت ظاہر ہوا سے معجزہ کہتے ہیں۔

حضرت میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

المعجزة امر خارق للعادة داعية الى الخير والسعادة مقرونة بدعوىٰ النبوة قصد به اظهار صدق من ادعى انه رسول من الله . (التعریفات صفحہ ۱۹۵)

(۳) حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔

(۴) جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں حضور اکرم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر فرمانا اس پر ایمان لانا فرض اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۲۷)

(۵) جو معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو جیسے سرکارِ اقدس ﷺ کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا اس کا ماننا لازم و ضروری ہے اور اس کا منکر گمراہ و بدمذہب ہے۔ (تفسیراتِ احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

شجر کا سلام

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ شریف کی وادیوں میں جارہا تھا تو آپ کو درخت اور پہاڑ دیکھ کر عرض کرتے "السلام علیک یا رسول اللہ" (رواہ الحاکم فی صحیحہ ورواہ الترمذی)

کھجور کا گچھہ

ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں کیسے سمجھوں کہ آپ پیغمبر خدا ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اس کھجور کے گچھے کو بلاؤں تو پھر تو میر رسالت کی گواہی دے گا۔ عرض کی ہاں آپ نے اُسے بلایا تو وہ گچھہ کھجور سے جدا ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے اسے فرمایا لوٹ جاوہ واپس لوٹا تو اعرابی نے "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (اللہ اعلم وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد) (معجزات لابن سلمان صفحہ ۷، حاشیہ

دلائل الخیرات از مولانا عبدالحق شیخ الدلائل مہاجر مدنی)

اس قسم کے متعدد واقعات کے لئے فقیر کی کتاب ”المبشرات فی المعجزات “میں مطالعہ فرمائیے۔

حجر کی حاضری

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک دفعہ پانی کے کنارے تشریف فرماتھے کہ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آنکلا

فقال ان کنت صادقًا فادع ذالک الحجر الذی فی الجانب الآخر فلیسبح ولا یغرق فاشار الیہ ﷺ فانقلع الحجر من مکانہ وسبح حتی صار بین یدی الرسول ﷺ وشھد لہ بالرسالۃ فقال لہ النبی ﷺ یکفیک ھذا؟ فقال حتی یرجع الی مکانہ(زرقانی جلد۵صفحہ ۱۹۱)

اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلایئے جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا ہے کہ وہ پانی پر تیرا ہوا آجائے اور ڈوبے نہیں پس حضور اکرم ﷺ نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا تو وہ اپنے مقام سے اکھڑا اور پانی کے اوپر تیرتا ہوا آپ کے پاس آگیا اور بزبانِ فصیح اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول برحق ہونے کی شہادت دی۔حضور اکرم ﷺ نے عکرمہ سے فرمایا کیا یہ تیرے لئے کافی ہے۔بولا ہاں بشرطیکہ اسی طرح وہاں چلا جائے جہاں سے آیا ہے تو وہ پتھر پھر وہاں چلا گیا۔

فائدہ

یہ واقعہ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے فتح بعد بعد مسلمان ہوئے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”شہد سے میٹھا نامِ محمدؐ“

اسلاف کے نقشِ قدم

امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اپنے اسلاف صالحین کے عقائد کی ترجمانی فرمائی ہے یہ شعر اسی طرح ہے جیسے حضرت امام بوصیری علیہ الرحمۃ صدیق پہلے فرماگئے

نطق الحجر ، سلک الشجر ، شق القمر ، باد شارتہ

یعنی خواجۂ کون ومکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارے میں یہ اثر وقوت ہے کہ پتھر بولے، درخت چلے اور چاند پھٹے۔

بت بولے اُٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی
جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

حل لغات

سوئے،طرف۔جل تھل (ہندی) پانی ہی پانی۔درکار،ضرورت،خواہش کا جتہ۔

شرح

اے حبیب کبریا، شہ ہردوسرا ﷺ جن مقدس ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر اہلِ مدینہ کو پانی ہی پانی عطا فرمادیا۔اے کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں بھی ان مقدس ہاتھوں کی خیرات کی ضرورت ہے۔

اس شعر میں وہ تمام احادیث جمع فرمادی ہیں جن میں طلب بارش کے وقت حضور اکرم ﷺ نے دعا مانگی تھی۔

احادیث مبارکہ

حدیث اعرابی بہت مشہور ہے جس نے جمعہ کے دن آپ کے ہاں حاضر ہوکر بارش کا عرض کیا تو حضور اکرم ﷺ خطبہ کے درمیان دعا فرمائی تو بارش ہوئی یہاں تک کہ دوسرے جمعہ اس کے بند ہونے کے لئے عرض کرنا پڑا۔

امام مالک نے موطا میں غزوۂ تبوک کے قصہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک ایسے چشمہ پر اترے جس میں جوتے کے تسمہ کی طرح پانی نکلتا تھا صحابہ چلو لگا دیتے جب وہ بھر جاتا تو کسی میں جمع کرلیتا پھر حضور اکرم ﷺ نے جب اس پانی سے اپنا چہرۂ انور اور دست مبارک دھو لئے تو اس غسالہ مبارکہ کو اس چشمہ میں لوٹا دیا پھر تو پانی بکثرت جاری ہوگیا سب نے خوب پیا۔ابن اسحٰق حدیث میں کہتے ہیں پھر تو پانی زمین پھاڑ کر اس تیزی اور شور سے نکلا جیسے کڑک کی آواز ہوتی ہے پھر کہا اے معاذ اگر تمہاری زندگی ہوئی تو دیکھو گے اس جگہ سرسبز و شاداب باغ ہوں گے۔

براء اور سلمہ بن اکوع کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث قصہ حدیبیہ میں زیادہ مکمل ہے کہ صحابہ کرام چودہ سو تھے اور وہ کنواں صرف اتنا تھا کہ اس سے پچاس بکریاں پانی پیتی تھی تو ہم نے اس سے پانی بھر لیا اور اس میں ایک قطرہ پانی نہ چھوڑا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کے کنارے تشریف فرما ہوئے۔براء کہتے ہیں کہ اس میں سے ڈول لایا گیا آپ نے لعابِ دہن ڈالا اور دعا فرمائی تو اُس نے جوش مارا پھر تو تمام اس سے سیراب ہوئے اور اپنے جانوروں کو پلایا۔

مروی ہے کہ آپ نے ترکش سے تیر نکالا اور اس کو ایسے گڑھے کے وسط میں رکھا جس میں پانی نہ تھا تو سب لوگ خوب سیراب ہوئے یہاں تک کہ اونٹوں کو پانی پلا کر دوبارہ پینے کے لئے بٹھا دیا (اسی کو عطن کہتے ہیں)

لب زلالِ چشمۂ کُن میں گندھے وقتِ خمیر
مردے کردینا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

حل لغات

لب، ہونٹ، کنارہ، طرف، جانب، تھوک، رال یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ زلال (عربی) ستھرا ہوا پانی (صاف وشفاف) چشمہ، پانی کی سوت، تالاب، عینک، یہاں تالاب مراد ہے یعنی حوض، کُن، امر کن گندھے از گندھنا آٹے کو تکی اور پانی سے روٹی کے قابل بنانا، بالوں یا ہار کو گھُنا، خمیر (عربی) جو گندھا ہوا آٹا سڑا کر پھلالیا ہو یا اور کوئی سڑا لی گئی ہو، دشوار، مشکل، دوبھر۔

شرح

جب محبوبِ خدا ﷺ کی بشریت مقدسہ کا خمیر گوندھا گیا تو آپ کے لب اطہر چشمۂ کن سے گوندھے گئے پھر مردے زندہ کرنا اے حبیب خدا ﷺ آپ کے لئے کیا مشکل ہے بلکہ آپ کے اسم مبارک کے زبان پر لانے سے بھی مردے زندہ ہو گئے بلکہ آپ کے غلاموں نے موت کے بعد زندہ ہونے کا ثبوت دیا۔

شفاء شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان فوت ہو گیا اُس کی ایک اندھی بوڑھی ماں تھی ہم نے اس جوان کی تجہیز و تکفین کی اور اس کو تسلی دی۔ اس بوڑھی عورت نے کہا کیا میرا بیٹا مر گیا ہے ہم نے کہا ہاں بوڑھی عورت نے کہا اے خدا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے رسول کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے تو میری ہر مصیبت میں مدد کرے گا تو تو مجھے اس مصیبت کے بوجھ میں ہرگز نہ ڈالے گا پھر کچھ دیر نہ گزری کہ جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اس نے کھانا کھایا اور ہم نے بھی کھایا۔

عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے منقول ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ثابت بن قیس بن سماس کو دفن کیا تھا اور وہ ہمالیہ میں شہید ہوا تھا۔ جب ہم نے اس کو قبر میں اتارا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اور ابوبکر صدیق، عمر شہید، عثمان نیکوکار اور رحیم ہیں۔ پھر ہم نے جب غور سے دیکھا تو وہ مردہ تھے حضرت نعمان بن بشیر سے منقول ہے کہ زید بن خارجہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں مردہ ہو کر گر پڑے ان کو اُٹھایا گیا اور کپڑا ڈال دیا گیا۔ مغرب

وعشاء کے درمیان جب عورتیں اس کے گرد بین (چیخنا چلانا) کررہی تھیں تو یہ کہتے سنا خاموش ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ اس وقت اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا گیا۔تب اس نے کہا محمد ﷺ اللہ کے رسول نبی وامی اور خاتم النبیین ہیں اور یہ بات پہلے کتابوں میں مکتوب ہے پھر کہا کہ حضور ﷺ نے سچ فرمایا، سچ فرمایا اوراس نے حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا۔پھر کہا کہ ''السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' پھر دوبارہ مردہ ہو گئے جیسے تھے۔

خمیر اقدس

اس شعر میں خمیر بشریت کی حقیقت کا اظہار فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی بشربت مبارکہ کا نوری خمیر کہاں اور کیسے گندھا گیا۔روایات میں ہے کہ کتبِ سیر میں ہے کہ جب حضرتِ صمدیت کو اذات مستجمع کمالات کا اظہار منظور ہوا جمع موجودات کے نور سے ہزار برس پیشتر خواجۂ عالم ﷺ کا نور پیدا کر کے فضائے قربت میں رکھا پس وہ نور کرامت ظہور ایک مدت تک بساط تقریب پر طواف میں مشغول رہا۔بعدازاں سجدے کے لئے مامور ہوا چنانچہ ایک سال کامل (ہر سال تین سو ساٹھ دن کا اور ہر روز یہاں کے ایک برس کے برابر ہوتا ہے) سجدے میں خدائے عزوجل کی تسبیح میں مشغول رہا۔پس اس نور سے ایک جوہر بنایا اوراس جوہر فیض مظہر کے دس حصے کئے ایک حصے سے عرش، دوسرے سے لوح، تیسرے سے قلم بنایا اور حکم کیا قلم کولکھ ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' س نے ہزار برس میں ''بِسْمِ اللّٰہِ'' لکھی بعد اس کے لکھا ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' وقت خواجۂ عالم ﷺ کا نام لکھا ہزار برس تک سربسجدہ رہا پھر سر اُٹھا کر کہا ''السلام علیک یا محمد ﷺ'' حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کی طرف سے جواب دیا ''وعلیک السلام وعلیہ منی الرحمۃ'' اسی طرح حصہ چہارم، پنجم اور ششم اور ہفتم اور ہشتم اور نہم سے ماہتاب آفتاب بہشت اور جن اور ملائکہ اور کرسی بنائی، دسویں حصے سے روحِ محمدی کو پیدا کر کے عرش کے داہنی طرف اسے ہزار برس تک تسبیح اور تقدیس میں مشغول رکھا الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار برس تک عرش پر اور پانچ ہزار سال کرسی پر جلوہ افروز رہا۔

پھر جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام بموجب حکم ربانی زمین پر آئے اور پارۂ خاک طلب کیا زمین نے جس وقت خواجۂ کائنات ﷺ کا نام سنا شق ہوگئی اور خاک سفید کافور کی طرح ظاہر ہوئی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مثقال خاک اس مقام سے (جواب جائے تربت مزار سرکار ﷺ ہے) لے آئے پھر اُس خاک کو مشک اور زعفران اور سلسبیل اور ہائے معین اور شرابِ تسنیم اور کافور بہشتی سے خمیر کر کے مادۂ بشریت حضور ﷺ مرتب کیا اور جبرئیل علیہ السلام نے اُس دُرج نور مظہر کو اطباقِ سموت اور اطرافِ بہشت اور اصنافِ ملائکہ میں پھرا کر مژدہ سنایا

هذ اطیبة حبیب رب العالمین وشفیع المذنبین مشهور الاولین ومذکور فی الاخرین ﷺ

غرض وہ مادہ بشریت محمدی ﷺ بصورتِ ایک قندیل کے چند مدت خلقت آدم تک ساقِ عرش سے متعلق رہا۔
حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں جلوہ گر ہوا۔ ان سے منتقل ہوکر تا سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تشریف لایا
اسی لئے ہم حضور اکرم ﷺ کی بشریت بھی نوری مانتے ہیں اگر کسی کو حضور اکرم ﷺ کے بشری خمیر کا سمجھ آجائے وہ آپ کی
نور بشکل بشر ہونے کا انکار نہیں کرسکتا۔

لب زلال چشمۂ کن میں گوندھا گیا

جیسا کہ اوپر معلوم ہوا کہ آپ کا خمیر بشریت انوار وتجلیات کے چشموں میں گوندھا گیا تو ہر ایک عضو کو کسی نہ کسی
فعل وصفت سے مزین کیا گیا۔ اسی طرح امام احمد رضا قدس سرہ نے اشارہ فرمایا کہ لب اطہر چشمہ کن کے صاف وشفاف
پانی میں گوندھا گیا اسی لئے آپ کے لب اطہر سے کن کے نظارے ہوئے۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہوکے رہی

دوسری جگہ امام احمد رضا قدس سرہ نے یوں ادا کیا ہے

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس موضوع پر فقیر کا ایک رسالہ ہے "کُن کی کنجی"

گورے گورے پاؤں چمکا دو خدا کے واسطے
نور کا تڑکا پیارے گور کی شب تار ہے

حل لغات

گورا، سرخ وسفید رنگ والا، خوبصورت۔ چمکا دو، روشن کردو۔ تڑکا، بھور، بہت سویرا۔ گور، قبر۔ شب تار، اندھیری
رات۔

شرح

اے حبیب کریم، رؤف ورحیم خدارا اپنے گور سے گورے پاؤں میری قبر میں چمکا دو، تشریف لے آؤ پھر میری
اندھیری قبر میں منور کے سویرا کا ساماں ہوگا۔ اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہر عاشق کو سبق دیتے ہیں کہ مرنے سے

پہلے آرزو رکھو کہ آقائے دو عالم ﷺ قبر میں تشریف لائیں اور جب تشریف لائیں گے تو بیڑا پار ہے۔

سوال

اہل سنت کا مسلم مسئلہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر قبر میں لامحالہ تشریف لائیں گے تو جو چیز ملنی ہی ملنی ہے اس کی آرزو کا کیا معنی۔

جواب

تشریف لانے کے ساتھ اپنا بھی بنالیں تب مزا ہے ورنہ بیگانے تو کہیں گے ہم نہیں جانتے حالانکہ آپ قبر میں اسے بھی نظر آرہے ہیں لیکن وہ کہہ رہا ہے میں نہیں جانتا۔شرح الصدور للسیوطی میں طبرانی کی روایت ہے کہ حضور ﷺ ایک قبر سے گزرتے ہوئے فرمارہے ہیں میں بھی نہیں جانتا۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا آپ کیا فرمارہے ہیں آپ نے فرمایا کہ قبر والے سے میرے متعلق سوال ہوا تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا اس پر میں نے بھی کہا میں بھی نہیں جانتا۔اس معنی پر اعلیٰ حضرت نے عرض کی

گورے گورے پاؤں چمکا دو

گورے گورے قدم

ان دولفظوں میں امام احمد رضا قدس سرہ سرورِ عالم ﷺ کے قدمین شریفین کی توصیف وتعریف فرمائی ہے محدثین فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے زانوئے مقدس دونوں مبارک ساقین ، ہر دو پائے مبارک قدم پُر گوشت تھے اور خوبصورت ایسے کہ کسی انسان کے ایسے نہ تھے جب چلتے تو قدمِ مبارک کو قوت اور وقار اور تواضع سے اُٹھاتے جیسا کہ اہلِ ہمت وشجاعت کا قاعدہ ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان فی ساقی رسول الله ﷺ حموشة. (ترمذی،مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۸)

کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں لطیف ونازک تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ولم یر مقدما رکبتیه بین یدی جلیس له. (ترمذی،مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۰)

اور آپ کو کبھی اس طرح نہیں دیکھا گیا کہ آپ اپنے پاؤں لوگوں کے سامنے کرکے یا لوگوں کی طرف پھیلا کر بیٹھے ہوں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان ﷺ احسن البشر قدما. (ابن سعد، زرقانی علے المواہب جلد۴ صفحہ ۱۹۸)

کہ حضور اکرم ﷺ قدمِ اقدس کے لحاظ سے زیادہ حسین تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

مارايت احدا اسرع في مشيه من رسول الله ﷺ كانما الارض تطوى له انا لنجهد انفسنا وانه لغير مكترث. (ترمذی، شمائل ترمذی، مشکوۃ شریف صفحہ ۵۱۸)

کہ میں نے تیز چلنے میں رسول اللہ ﷺ جیسا کو نہیں دیکھا یوں محسوس ہوتا کہ گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی ہے ہم آپ کے پیچھے دوڑا کرتے اور تیز چلتے لیکن آپ بآسانی بے تکلف چلتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے مقدس پاؤں جب پتھروں پر آجاتے تو وہ پتھر آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

انه ﷺ كان اذا مشىٰ علے الصخر غاصت قد ماه فيه. (بیہقی، ابن عساکر، زرقانی جلد۴ صفحہ ۱۹۷)

کہ جب حضور اکرم ﷺ پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے (یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے)

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انه ﷺ كان في بعض الاحيان اذا مشى غاص قدمه في الحجارة بحيث بقي ذلك الىٰ الآ ن وارتسم فيها مثالها بعينه والناس تتبرك به وتزروه وتذره وبعظمه كما في القدس و نقل منه في مصر في اماكن متعدد ة فان السلطان قاتبيائى اشتراه بعشرين الف دينا ر واوصىٰ بجعله علىٰ قبره وهو موجود الى الان

کہ حضور اکرم ﷺ جب کبھی ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور میں بعینہٖ نشان قدم پڑ جاتا تا چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا ہے جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ بیت المقدس اور مصر میں متعدد جگہ پائے جاتے ہیں اور لوگ ان کی زیارت وتعظیم کرتے ہیں یہاں تک کہ سلطان قاتبیائی نے بیس ہزار دینار سے ایک پتھر خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ اسے میری قبر کے پاس نصب کیا جائے چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں کے نیچے آ کر پتھروں کا نرم ہو جانا اور ان میں نشان پڑ جانا یہ ایک حقیقت ہے لیکن آج کے بعض لوگ اس حقیقت کا بھی انکار کرتے ہیں حالانکہ اس کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ. (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۹۶)

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

الفضيلة الثانية لهذا البيت مقام ابراهيم وهو الحجر الذى وضع ابراهيم قدمه عليه فجعل الله ما تحت قدم ابراهيم عليه السلام من ذلک الحجر دون سائر اجزائه كالطين حتى غاص فيه قدم ابراهيم عليه السلام وهذا ممالايقدر عليه الاالله ولايظهره الا على الانبياء ثم لما رفع ابراهيم قدمه عنه خلق فيه الصلابة الحجرية مرة اخرى ثم انه تعالىٰ ابقى ذلک الحجر على سبيل الاستمرار والدوام فهذه انواع من الآيات العجيبة والمعجزات الباهرة اظهرها الله تعالىٰ فى ذلک الحجر

کعبہ معظّمہ کی ایک فضیلت مقامِ ابراہیم ہے اور یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیرِ قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرتِ الٰہیہ و معجزۂ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اُٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سی سختی پیدا کردی کہ وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لئے باقی رکھا ہے تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پتھر میں ظاہر فرمائے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اثر قدميه فى المقام آية بينة. (تفسیر ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر)

ابراہیم علیہ السلام کے دونوں قدموں کا پتھر میں نشان ہو جانا یہ آیۃ بیّن معجزہ ہے اسے اللہ آیاتِ بینات فرما رہا ہے۔

اور وہ پتھر ابھی تک مکہ معظّمہ میں مقامِ ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مبارک قدموں کے نیچے آ کر پتھروں کا نرم ہو جانا حق ہے جس کا انکار جہالت و گمراہی ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مقامِ ذی المجاز میں تھے یہ مقامِ عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی تھی۔ حضرت ابو طالب کو پیاس لگی تو قال للنبی ﷺ عطشت ولیس عندی ماء فنزل النبی ﷺ وضرب بقدمه الارض فخرج الماء فقال اشرب. (ابن سعد، ابن عساکر، شفاء شریف، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۷۰)

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کہا اے بھتیجے میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے یہ سن کر حضور اکرم ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا فرمایا اے چچا پانی پی لو۔

یہ قدم مبارک کا اثر تھا کہ زمین نے قدم مبارک کے اشارے کو سمجھ کر پانی کا چشمہ بہا دیا۔ حضرت ابو طالب کہتے ہیں میں نے سیر ہو کر پیا جب میں پی چکا تو آپ نے اسی جگہ پر (جہاں سے پانی نکل رہا تھا) اپنا مبارک قدم رکھ کر دبایا تو پانی بند ہو گیا۔ (ابن عساکر، ابن سعد، خطیب)

حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدم وہ قدم ہیں کہ ایک مرتبہ آپ مع حضرت ابوبکر و عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر کھڑے تھے کہ وہ پہاڑ کانپنے لگا

فضرب النبی ﷺ برجله فقال قف فان علیک نبی و صدیق شهیدان (بخاری شریف)

تو حضور اکرم ﷺ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ٹھہر ارے تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ایک ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا — رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا

احد یحبنا و نحبه. (بخاری شریف)

یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مع حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کوہِ ثبیر پر کھڑے تھے میں بھی حاضر تھا کہ وہ لرزنے لگا تو حضور اکرم ﷺ نے پائے مبارک مارا اور فرمایا ٹھہر جا وہ ٹھہر گیا۔ (نسائی، ابو داؤد، ترمذی)

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جانِ بے خطا پر دوجہاں کا بار ہے

حل لغات

بار، بوجھ۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے دامنِ اقدس پر ہر عاصی کی نگاہ پڑ رہی ہے کہ آپ ہی ہر گنہگار کے شفیع ہیں۔

اللہ اکبر ایک ایسی جان بے خطا ہے کہ جس پر دونوں جہانوں کا بوجھ ہے۔

(۱) مصرعۂ اول کا مقصد یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دامن پر ہر مومن کی نگاہ ہے یعنی امید ہے کہ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے ہمارے دکھ درد ٹلیں گے دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔

(۲) دوسرے مصرعہ میں ایک جان بے خطا میں عقیدہ ظاہر فرمایا کہ نبی پاک ﷺ ہر خطا سے معصوم ہیں۔

(۳) مصرعۂ ثانیہ میں دو جہاں کا بوجھ نبی کریم ﷺ پر ہے ان تینوں کے لئے تفصیل میں دفتر درکار ہیں اور وہ یہاں گنجائش نہیں۔ مختصراً عرض ہے

حضور اکرم ﷺ ہر ایک کی امید گاہ ہیں۔ آخرت میں تو منکرین کمالات مصطفی ﷺ بھی تسلیم کرتے ہیں انہیں دنیا میں انکار ہے لیکن الحمدللہ اہلِ ایمان ہر دور میں یہی سمجھتے ہیں اور اب بھی ایمان والے مانتے ہیں کہ

ہیں بیشک آپ ہی میرا سہارا یا رسول اللہ

دورِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات تو مشہور ہیں۔ دورِ تابعین کے بعد کی چند روایات حاضر ہیں

حدیث شریف میں ہے

ان رجلا کان یختلف الیٰ عثمان بن عفان فی حاجة له وکان عثمان لا یلتفت الیه ولا ینظر فی حاجة فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنه فشکی ذالک الیه فقال له عثما ن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنه اتیت المیضاة فتوضا ثم ایت المسجد فصل فیه رکعتین ثم قال اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبینا محمد ﷺ نبی الرحمة یا محمد ﷺ انی اتوجه بک الیٰ ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتک (معجم للطبرانی)

ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسی ضرورت سے بار بار حاضر ہوتا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے اس سے کہا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جناب میں اپنے نبی محمد نبی رحمت ﷺ کے واسطہ سے رجوع ہوتا ہوں یا محمد میں آپ کے ذریعہ اپنے رب کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں پس میری یہ حاجت پوری کی جائے اور اپنی ضرورت کا ذکر کر دینا۔

اس کے بعد حدیث میں پوری تفصیل یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عمل کے بعد اس شخص کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے۔اس کی ضرورت پوری کی اس آدمی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوبارہ ملاقات کی اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میری سفارش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردی جس کے نتیجہ میں وہ پوری توجہ سے ملے اور حاجت بر آئی فرمائی۔حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے سفارش تو نہیں کی مگر میں نے دیکھا کہ حضور ایک نابینا کو یہ دعا بتا رہے تھے تو میں نے تم کو یہ دعا بتادی اور مولیٰ تعالیٰ نے اس کی برکت سے تمہارا یہ کام پورا کردیا۔امام طبرانی اور امام منذری فرماتے ہیں "والحدیث صحیح"

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وصال دور سے حضور اکرم ﷺ کو پکارنے کا جواز اسی حدیث فراہم کیا جبھی تو ایک ضرورت مند کو اسی حدیث کے حوالے سے یہ دعا تلقین فرمائی۔

حضرت ابوعبیداللہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔راستہ میں دشمنوں کے پانچ ہزار لشکر سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ابھی مسلمان اس پر غلبہ بھی نہ پا سکے تھے کہ تازہ دم پانچ ہزار دشمنوں کا دستہ کمک بن کر پہنچ گیا اور مسلمان بڑی مصیبت میں پھنس گئے اُس وقت نہایت بیقرار میں حضرت کعب ابن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکارا

یامحمداہ یا نصر اللہ انزل یا معشر المسلمین اثبتوا انما هی الساعة وانتم الا علون.

(فتوح الشام صفحہ ۲۹۸)

یارسول اللہ یارسول اللہ اے اللہ کی مدد اُتر آ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہ سختی کوئی دم بھر کی ہے پھر تمہیں غالب آؤ گے۔

خیال فرمایئے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ کی قبر پُرانوار مگر ایک صحابی رسول ہے کہ موت کے قدموں کی دھمک

محسوس کر کے، مصیبتوں کی آندھیوں کے بیچ اپنے آقا، اپنے حبیب، اپنے فریادرس اور اپنے رحمۃ للعالمین کو پکار رہا ہے
سچ کہا ہے امام بوصیری نے

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ　　　　سواک عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق سے افضل میں کسی کی پناہ لوں سوائے آپ کے مصائب کی گھنگھور گھٹاؤں میں کون ہے۔

قال اھل بیت من مزنیۃ لصاحبھم وھو بلال بن حارث المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد ھلکنا نذبح لنا شاۃ قال لیس فیھن شئی فلم یزالوا بہ حتی ذبح فسلخ عن عظم احمر فنادیٰ یامحمداہ نادیٰ فی المنام ان رسول اللہ ﷺ اتاہ فقال ابشر بالحیات. (کامل لابن اثیر جلد۲ صفحہ۲۷۴)

قبیلۂ مزنیہ کے ایک گھرانے والوں نے اپنے سربراہ سے کہا قحط کی شدت سے ہم لوگ تباہ ہو گئے آپ ہمارے لئے ایک بکری ذبح کیجئے سربراہ جو بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہنے لگے بکریوں میں کچھ نہیں رہ گیا ہے ان لوگوں نے ضد کی تو آپ نے ایک بکری ذبح کی کھال اتاری تو سرخ رنگ کی ہڈی نظر آئی یہ منظر دیکھ کر آپ چیخ اُٹھے یا محمداہ خواب میں حضور تشریف لائے فرمایا خوشخبری ہو فراخ سالی آرہی ہے۔

فائدہ

اس حدیث کو امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت کیا امام ابن سنی اور امام شکوان نے بھی روایت کیا ہے۔

روی ان عبداللہ بن عمر خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداہ فانتشرت. (شفاء جلد۲ صفحہ۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مفلوج ہو گیا کسی نے ان سے کہا آپ کو جو سب سے پیارا ہو اس کو یاد کرو آپ نے چیخ کر صدا لگائی یا محمداہ تو پاؤں کھل گیا۔

سبحان اللہ مشورہ تو یاد کرنے کا دیا گیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چیخ پڑے نعرۂ یا محمد لگایا کیوں نہ ہو

یا محمد پکارا جو منجدھار میں خود ہی موجوں نے ساحل پہ پہنچا دیا
جو سمجھتا نہیں ان کو مختارِ کُل وہ اگر ڈوب جائے تو میں کیا کروں

عصمت نبی ﷺ پر مخالفین کو انکار نہیں اسی لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔

دونوں جہاں کا بوجھ حضور اکرم ﷺ پر "ما ینھی ہے" کہ اب بھی آپ مزارِ پاک میں جملہ عالم کی پناہ ہیں اور آخرت میں سب دیکھیں گے۔

جوشِ طوفان بحر بے پایاں ہوا ناسازگار
نوح کے مولیٰ کرم کردے تو بیڑا پار ہے

حل لغات

طوفان، تباہ کردینے والا پانی، نہایت ہی شدت کی ہوا۔ کہرام، الزم، تہمت۔ بے پایاں، بے انتہا۔ ناسازگار، موافق۔

شرح

طوفان کا جوش اور دریا بے پایاں ہے اور ہوا ناموافق ہے اے نوح علیہ السلام کے آقا و مولیٰ ﷺ آپ کرم فرمادیں تو بیڑا پار ہے۔

اس شعر میں اشارہ ہے کہ دنیا ہو یا آخرت ان میں انسان کتنا ہی سخت سے سخت مشکل میں پھنسا ہو اس کی نجات کا واحد حل یہی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کی نگاہِ کرم ہو جائے تو بیڑا پار ہے اس پر ہزاروں شواہد ہیں کچھ فقیر اسی شرح حدائق بخشش میں بیان کر چکا ہے مستقل تصنیف "ندائے یارسول اللہ" میں بے شمار واقعات و حکایات عرض کی ہیں۔

رحمۃ للعالمین تیری دہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پر گناہ کا بار ہے

حل لغات

دہائی، فریاد، نالش، بچاؤ، پناہ، قسم، واسطہ۔ دب از دبنا، بوجھ کے نیچے آنا۔ بے طرح، بری طرح، بہت ہی۔

شرح

اے رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین ﷺ آپ کی پناہ۔ اے مولیٰ کریم ﷺ سر پر گناہوں کا بوجھ ہے اب تو تیرا غلام بُری طرح پھنس گیا۔

حیرتیں ہیں آئینہ دار وفورِ وصفِ گل
ان کے بلبل کی خموشی بھی لبِ اظہار ہے

حل لغات

حیرتیں، حیرت کی جمع ہے بسبب تعجب کے ایک حال پر رہ جانا، بھونچکا پن۔ آئینہ دار، شیشہ دکھانے والا، عیب ظاہر کرنے والا۔ وفور، وافر ہونا، کثرت، زیادتی۔ گل سے مراد حبیب خدا ﷺ۔ بلبل سے مراد عاشق نبی ﷺ ہے۔

شرح

محبوبِ کریم ﷺ کے اوصاف کی کثرت پر حیرتیں گواہ ہیں آپ کے مداح اور عاشق کی خاموشی بھی یوں سمجھو کہ وہ ہونٹوں سے آپ کی مدح وثنا کا اظہار ہے۔

فائدہ

شعر کا مطلب تو واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بے انتہا ہیں۔ عاشقانِ رسول ﷺ کا اوصاف بیان کرتے کرتے خاموش ہوکر حیرت زدہ ہوجانا بھی آپ کی مدح وثناء کی دلیل ہے کیونکہ عاشق کی خاموشی بھی محبوب کی مدح وثناء سے خالی نہیں۔

لطیفہ

یہ شعر ہم اپنے بزرگ مولانا محمد یار صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے بھی چسپاں کرسکتے ہیں کہ آپ شاعر بھی تھے ان میں ایک بلبل بھی ہے۔ آپ کے ہمعصر جانتے ہیں کہ آپ کا وعظ کتنا پُرلطف ہوتا اور پُردرد ایسا کہ سنگدل سے سنگدل انسان بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا لیکن وہ کبھی چپ کا وعظ بھی کرتے اور وہ بھی اتنا درد اور لطف سے خالی نہیں ہوتا تھا۔ حاجی رحیم بخش جلالپوری ثم بہاولپوری مرحوم اپنی آنکھوں دیکھی تقریر کا منظر بیان کیا کہ مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دفعہ اہل جمعہ سے معراج کا وعظ سنانا تھا۔ خطبہ کے بعد فرمایا دوستو آج میں تمہیں چپ کا وعظ سناؤں۔ اس کے بعد آدھا گھنٹہ خاموش ہوکر معراج کے واقعات کو ایسے پُرلطف اشارات سے نبھایا کہ مجمع سے آہ وفغان سے پُردرد آوازیں سنی گئیں۔

ایک دوسرے صاحب نے فرمایا اللہ آباد ضلع رحیم یار خان کی جامع مسجد میں خاموشی برتی یوں کہ سر جھکا کر آنکھیں بند کرکے بیٹھے تو مجمع آپ کی ہیئت کذائیہ کو دیکھ کر گریہ اور آہ وفغان کرنے لگے تقریباً یہاں بھی آدھا گھنٹہ یہی کیفیت

رہی۔

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضؔا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

حل لغات

گونج اُٹھے، بہت زیادہ آواز سنائی دیئے۔نغمات (عربی) نغمہ کی جمع،سریلی آواز۔بوستاں، باغ۔مدحت، تعریف وستائش۔وا (فارسی) کھلاہوا، کشادہ، پھیلا ہوا۔منقار (عربی) چونچ یعنی پرندے کا منہ۔

شرح

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی محبوب آواز سے دلوں کے باغ گونج اُٹھے ہیں کیوں نہ گونج اُٹھتے جب کہ اس نے کیسے محبوب بلکہ تمام محبوبوں کے محبوب ﷺ کی مدح سرائی کے لئے زبان کھولی ہے۔اس شعر میں دو بحثیں ہیں
(۱) اعلیٰ حضرت کی گونج چار دانگ عالم میں پھیلی۔
(۲) حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی کا لازمہ ہے کہ وہ مدح سرائی کرنے والے کو چار دانگ عالم میں شہرت یافتہ بناتی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی گونج

مانا کہ نبی پاک ﷺ کی مدح سرائی اور آپ کے کمالات ومعجزات کا اظہار عالم کائنات کے ذرہ ذرہ میں گونج رہا ہے اور گونجتا رہے گا ایسے ہی عالم دنیا میں بھی گونج رہا ہے اور گونجتا رہے گا یہی کیفیت خطۂ ہند میں تھی اور ہے لیکن اس خطہ میں ایسے جوش وخروش سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی گونج میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی آواز نے نفخ صور کا کام کردکھلایا ہے۔ اہل نظر بنظر انصاف غور فرمائیں کہ میلا د شریف وغیرہ کی یہ محفلیں اور یہ مجلسیں اور حضور اکرم ﷺ اور اولیائے کرام کے متعلق نظریاتی بحثیں اگر چہ پہلے بھی تھیں لیکن ان کی گرماگرمی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تجدیدی کارناموں سے ہوئی اور اب تو یہ حال ہے کہ

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

نعت شریف ٦٨

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

حل لغات

دنگ، حیران، ہکا بکا، ہچک۔ چرخ، پھرنے والا، پیا، چاک چرخ۔ آسمان، وہ آلہ جس پر چڑھا کرتا نے کے برتن صاف کرتے ہیں۔ ہائے، افسوس، تاسف وغیرہ موقع پر بولتے ہیں۔

شرح

عرش کی عقل حیران اور آسمان سرگردان ہے کہ اے جانِ مراد امام الانبیاء والرسل ﷺ ہمیں معلوم نہیں ہو رہا کہ اب آپ کا مکان کدھر اور کہاں ہے یہ شعر حضور اکرم ﷺ کے شب معراج لامکاں کو روانگی کے وقت کی طرف اشارہ ہے۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

چوں برسید آنحضرت ﷺ بعرش دست برزد عرش بداما ن اجلالی وے۔ (مدارجِ النبوۃ)

جب اللہ کے حبیب ﷺ عرش پر جلوہ گر ہوئے تو عرش نے آپ کے دامن رحمت پکڑ کر عرض کی

یا محمد (ﷺ) آپ کی ہی وہ ذات ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے جلال حمدیت اور جلال احدیت کا مشاہدہ عطا فرمایا ہے میں جلوہٗ گاہ ہونے کے باوجود آج تک اس مشاہدہ سے محروم ہوں۔ اے محمد ﷺ جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو میں ہیبت وجلال سے کانپ اُٹھا اللہ تعالیٰ نے میری پیشانی پر "لا الٰہ الا اللّٰہ" تحریر فرمایا مجھ پر ہیبت جلال میں اضافہ ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے "محمد رسول اللّٰہ" (ﷺ) لکھا تو مجھ پر طاری شدہ ہیبت ختم ہو گئی۔

گشت اسم تو سبب آرام دل من وباعث میر من ایں بود برکت اسم تو برمن پس چگو نہ افتاد برمن نظر تو

آپ کا نام میرے دل وجان کا وسیلہ بن گیا یہ تو آپ کے نام کی برکت ہے پھر کیا عالم ہو گا اگر آپ کی نگاہِ شفقت نصیب ہو جائے۔

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہار ہشت خلد چھوٹا ساعطردان ہے

حل لغات

بزم،مجلس،سبھا۔عروس،دلہن۔ہشت،آٹھ۔خلد،جنت،بہشت۔عطردان،عطر رکھنے کا بکس۔

شرح

محبوب مدنی کریم ﷺ کی زلف عنبر کی مدح وثنا کی مجلس منعقد ہوتو مجھے اس کی تعریف کے لئے مقرر کیا جائے تو میری فکر کی دلہن کو پہلے تو عطر چاہیے تب مجلس منعقدہ میں جا کرزلف عنبرین کی وصف بیان کروں عطر تو جو ہوگا اس عطر کا صرف چھوٹا سا بکس آٹھ بہشت ہیں اس کے بعد باقی لوازمات کا خود اندازہ لگایئے کہ کیا اور کتنے ہوں گے۔ یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ جس زلف عنبریں کی قرآن مجید میں قسمیں یاد فرمائے اس کی قدرومنزلت کتنی ہوگی اور اسے مبالغہ بھی وہی تصور کرے گا جو کمالاتِ مصطفی ﷺ سے نا آشنا ہے ورنہ جنہیں زلف عنبریں کی قدرومنزلت ہے ان سے پوچھئے۔

قدر نبی دا اللہ جانے یا صحابی

خادم رسول وجلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وصال ۹۳ھ/۷۱۱ء) روایت کرتے ہیں کہ

لقد رایت رسول اللہ ﷺ والحلاق یحلقه وقد اطاف به اصحابه فما یریدون ان نفع شعره الا فی ید رجل. (صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۲۵۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک شخص آپ (ﷺ) کا سر مبارک مونڈ رہا ہے اور صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے بیٹھے ہیں اور نہیں چاہتے کہ حضور اکرم ﷺ کا ایک موئے مبارک (بال شریف) بھی کسی کے ہاتھ میں آنے کے بجائے زمین پر گرے۔

یادر ہے کہ سر اقدس کے مبارک بال خوب گھنے تھے غور کیجئے کہ اس وقت ایک سو دو سو یا ہزار دو ہزار بال شریف تو محفوظ نہ کئے گئے بلکہ لاکھوں کروڑوں موئے مبارک محفوظ کئے گئے پھر یہ اہم واقعہ صلح حدیبیہ (۶ھ/۶۲۷) اور حجۃ الوداع (۱۰ھ/۶۳۱) کے عظیم تاریخی موقع پر بھی پیش آیا۔

رسول اللہ ﷺ کے فتح مکہ کے مبارک تاریخی موقعہ پر قریباً دس ہزار اور حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر قریباً ایک

لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔للہ غور فرمائیں کہ کتنے موئے مقدس کتنے نفوس قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کتنی بار محفوظ کئے یاد رہے کہ صحابہ کرام موئے مبارک اور دیگر تبرکات محفوظ فرماتے اور دوست احباب کو بھی تحفہ دیتے۔

جلیل القدر تابعی حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے گھر والوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ملے ہیں تو حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

لاتکون عندی شعرہ منداحب الی من الدنیا وما فیھا. (صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۹)

میرے پاس حضور اکرم ﷺ کا ایک موئے مبارک (بال شریف) ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

اللہ اللہ یہ وفورِ محبت ۔یہ جذبۂ عقیدت

حضرت ملا علی سلطان قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور اکرم ﷺ کی چادر شریف، لنگی اقدس اور کرتا مبارک تھے۔ان کے علاوہ کچھ موئے مبارک (بال شریف) اور ناخن پاک کے تراشے بھی تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت وصال یہ ایمان افروز وصیت فرمائی کہ

کفنونی فی قمیصه وادرجونی فی ردائه وازرونی بازاره واحشوا منخری وشدقی ومواضع السجود من شعره واظفاره وخلوا بینی وبین ارحم الراحمین. (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم صفحہ ۶۳۸)

مجھے کفن میں حضور اکرم ﷺ کا کرتا مبارک پہنایا جائے حضور اکرم کی چادر مبارک میں لپیٹا جائے آپ ﷺ کی لنگی اقدس پہنا دی جائے اور میرے گلے (مبارک) اور منہ (شریف) اور ان (اعضاء مقدسہ) پر کہ جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک اور ترشہ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین جل شانہ کے رحم و کرم کے سپرد کر دیا جائے۔

فائدہ

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نسبت امام الانبیاء محمد ﷺ کی کیسی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ مانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین واقعی حضور اکرم ﷺ کی تہ دل سے تعظیم و توقیر کرتے تھے لیکن پھر بھی یہی بدقسمت ہیں جو ایسی عقیدتوں کو شرک و بدعت کے فتاویٰ

صادر کرتے ہیں۔

جائیداد قربان

شہر بلخ میں ایک سوداگر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھے۔سوداگر کا انتقال ہوگیا اس نے ترکہ میں مال و ذر کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کے تین موئے مبارک بھی چھوڑے۔دونوں بیٹوں میں ترکہ تقسیم ہوا دنیاوی مال آدھا آدھا بانٹ لیا مگر موئے مبارک کی تقسیم پر مسئلہ کھڑا ہوگیا کہ ان کو کیسے تقسیم کریں؟

بڑے بیٹے نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ایک ایک بال شریف رکھ لیں اور تیسرے بال شریف کو نصف نصف کرکے بانٹ لیا جائے۔

چھوٹا بیٹا جو نہایت ہی عاشقِ رسول (ﷺ) تھا وہ یہ تجویز سن کر کانپ گیا اس نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز ایسی بے ادبی کی جرات نہیں کرسکتا (یعنی بال مبارک کو توڑنا تو درکنار اس کی اجازت دینا) میرا دل اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بڑے بھائی نے کہا اگر تجھے موئے مقدس کی عظمت کا اتنا ہی احساس ہے تو ایسا کر تینوں بال (شریف) تو رکھ لے اور سارا مال و دولت مجھے دے دے۔

چھوٹے بھائی نے اس فیصلے کو قبول کرتے ہوئے سارا مال و دولت بڑے بھائی کے حوالے کرکے بخوشی تینوں موئے مبارک لے لئے اور اپنا یہ مبارک معمول بنالیا کہ تینوں مبارک بالوں کو سامنے رکھ کر سرورِ کائنات ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود پاک کا نذرانہ پیش کیا کرتا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مختصر سے کاروبار میں ترقی عطا فرمائی۔

بڑے بھائی کو دنیاوی مال میں خسارے پر خسارہ آنے لگا یہاں تک کہ وہ کنگال ہوگیا دریں اثنا چھوٹے بھائی کا انتقال ہوگیا پھر کسی نیک صالح آدمی نے اسے اور نبی کریم (ﷺ) کو خواب میں دیکھا کہ سید الکونین ﷺ فرمارہے ہیں لوگوں سے کہہ دو کہ اگر انہیں کوئی حاجت پیش ہو تو اس (مردِ صالح) کی قبر پر حاضر ہوکر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری فرمادے گا۔

اس مردِ صالح نے اپنا یہ خواب مسلمانوں پر ظاہر کردیا۔تمام مسلمان نہایت ادب و احترام کے ساتھ جوق در جوق اس عاشقِ رسول ﷺ کے مزار پُرانوار کی زیارت کے لئے آنے لگے اور صاحبِ مزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے لوگوں کے معاملات حل ہونے لگے تمام لوگ اس مزار شریف کا بہت ادب کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی مزارِ اقدس

کے پاس سے گزرتا تو ادباً سواری سے نیچے اُتر کر پیدل چلتا۔ (القول البدیع، سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، صفحہ ۱۲۸)

حضرت بل شریف

دو سو سال پہلے مغل بادشاہ شاجہاں کے عہد میں ایک عرب حکمران سے تنگ آکر بھارت آنے والا ایک عرب باشندہ ''موئے مبارک'' اپنے ساتھ لایا تھا۔ یہ عرب باشندہ پہلے دکن گیا اور پھر دہلی مقیم ہوگیا۔ بادشاہِ وقت نے بیجا پور میں اس کو زمین کا ایک وسیع ٹکڑا جاگیر کے طور پر عطا کر دیا لیکن شاجہان کی وفات کے بعد عرب باشندے ''سید عبداللہ'' کے بیٹوں اور مغل بادشاہ شاجہاں کے بیٹوں میں اختلاف کے باعث سید عبداللہ کے بیٹوں سے جاگیر ضبط کر لی گئی۔ اس طرح سید عبداللہ کی اولاد شدید مالی مشکلات کا شکار ہو کر کشمیری تاجر خواجہ نورالدین رشہ بری سے قرض لینے پر مجبور ہوگئی۔ قرض کی رقم بڑھتی رہی آخر کار جب قرض کی ادائیگی کی صورت نظر نہ آئی تو مجبوراً سید عبداللہ شاہ نے حضور اکرم ﷺ کا ''موئے مبارک'' قرض کے عوض کشمیری تاجر خواجہ نورالدین کے حوالے کر دیا۔ کشمیری تاجر موئے مبارک لے کر دہلی سے براستہ لاہور کشمیر کے لئے روانہ ہوا۔ لاہور میں اورنگ زیب کو اس کی مخبری ہوگئی اور شاہی فرمان پر اہلکاروں نے چھاپہ مار کر موئے مبارک حاصل کر لیا۔ روایت کے مطابق اگلی شب مغل بادشاہ اورنگ زیب کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے حکم صادر فرمایا کہ کشمیری تاجر کو ''موئے مبارک'' کشمیر لے جانے دیا جائے جس پر کشمیری تاجر کو رہا کر دیا گیا اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق موئے مبارک اجمیر شریف سے منگوا کر کشمیر بھیجنے کا بندوبست کر دیا گیا۔ کشمیر میں جیسے ہی پیشوائے انسانیت رسول کریم ﷺ کے ''موئے مبارک'' کی آمد کی خبر پہنچی تو ہزاروں عاشقانِ رسول ﷺ، خواتین و حضرات، علماء و مشائخ ''موئے مبارک'' کے استقبال اور زیارت کے لئے ''ہیرہ پور'' پہنچ گئے بعد ازاں ایک بہت بڑے جلوس کی صورت میں ڈل جھیل کے کنارے باغ صادق خاں میں واقع مسجد میں موئے مبارک لایا گیا۔ موئے مبارک کی بل میں منتقلی کے بعد مسجد ایک بڑی درگاہ کی شکل اختیار کر گئی۔

موئے مبارک ایک انچ قطر کی شیشے کی چھوٹی سی نال میں محفوظ ہے اسے درگاہ کے اندر لکڑی کی الماری میں بند کیا جاتا ہے۔ جس کمرے میں یہ موئے مبارک محفوظ ہے اس کو چار شخص علیحدہ علیحدہ اپنے قفل لگاتے ہیں اور چاروں اکٹھے ہو کر بیک وقت کھولتے ہیں اور بند کرتے ہیں۔ درگاہ حضرت بل میں دروازۂ موئے مبارک عید میلاد النبی اور خلفائے راشدین کے ایامِ شہادت کے مواقع پر سال میں چھ مرتبہ زیارت کے لئے کھولا جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ نے اپنے دور میں درگاہ حضرت بل میں ایک دار العلوم بنوایا اور مسجد کو وسعت دی جس کے بعد درگاہ حضرت بل کا علاقہ تحریک آزادیٔ کشمیر کا

مرکز بن گیا۔

عرش پہ جاکے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزل پرے پہلا ہی آستان ہے

حل لغات

غش ،بیہوشی ،مورچھا،فریفتہ ،عاشق۔ پرے ،اس طرف ،دور،الگ۔آستان ،چوکھٹ ،دروازہ ،مکان ،درگاہ۔

شرح

مرغ عقل عرش تک پہنچ کرتھک ہار کر بیہوش ہوکرگر پڑا حبیب خدا کی اس سے آگے اور بہت بڑی منزلیں ہیں عرش کے بعدتو ابھی آپ کی درگاہ کی یہ پہلی چوکھٹ ہے۔

وہ اس لئے کہ تاعرش عالم خلق کا انتہائی علاقہ ہےاور لامکان منتہی جب عالم خلق کا انتہا ہوا تو رسول اللہ ﷺ لامکان کوتشریف لے جانے لگےتو آپ کی روانگی کی ابتداء یہ پہلی منزل کی چوکھٹ ہوئی۔

سفرلامکان کی جھلکیاں

حضور اکرم ﷺ عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف اور عالم ملک سے عالم ملکوت کی طرف پھر وہاں سے عالم جبروت کی طرف پھر وہاں سے جذبۂ ادن منی کے ذریعہ عالم عظموت کی طرف پھر وہاں سے قاب قوسین اقرب او ادنی کی طرف وہاں سے ایسے مقام پر پہنچے جہاں آپ کے قلب کا سراج بلاواسطہ ملک اور نبی اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوگیا اسی مقام پر پہنچ کر سرکارِ کونین ﷺ نے فرمایا

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے اس میں نہ کسی نبی مرسل کو گنجائش ہے نہ ملک مقرب کو۔

اس لئے کہ یہ مقامِ الوحدۃ ہے یہاں کوئی بھی قدم نہیں رکھتا سوائے اس ذات کے جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوں فانی ایسا کہ نورِ الٰہیہ کی نار اس کے وجود کی لکڑیوں کو ایسا جلاکر راکھ بنادے کہ اس سے نفسی نفسی کا دھواں بھی نہ نکلے اور یہ مرتبہ صرف ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ہے چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ کل قیامت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی پکاریں گے اور آپ امتی امتی کہیں گے۔(تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ سورۂ احزاب)

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

حل لغات

چھیڑ چھاڑ، بات چیت۔ طرفہ، نیا، نادر۔ دھوم دھام، شان وشوکت، شوروغل۔ داستان، قصہ، کہانی، حکایت۔ کان لگانا، دھیان سے سننا، چھپ کر سننا۔

شرح

عرش پہ تازہ اور نئی بات چیت اور جو گفتگو بھی ہورہی ہے تو آپ کی اور فرشِ زمین بھی کوئی شان وشوکت سے شور وغل ہے تو آپ کا غرضیکہ جہاں بھی ہم کان لگا کر نہایت ہی غور سے سنتے ہیں تو صرف اور صرف آپ کی باتیں ہورہی ہیں کیونکہ آپ جملہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں (ﷺ) ادھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے کہ

اذا ذکرت ذکرت معی جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا

اور عالم کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے تو رسول اللہ ﷺ کا ذکر بھی ساتھ ہورہا ہے۔

احادیث مبارکہ

شفاء شریف جلد اول میں ہے ابن وہب کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوال کیجئے اے محمد ﷺ میں نے عرض کی اے رب میں کیا سوال کروں تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے نوازا، حضرت نوح علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ ملک عطا فرمایا جو اُن کے بعد کسی کو لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو چیز اے محبوب تم کو دی ہے وہ ان سے بہتر ہے آپ کو میں نے کوثر عطا فرمائی۔ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا کہ اُس کے ساتھ آسمان کے درمیان پکارا جاتا ہے۔ (الحدیث)

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

یحییٰ ابن آدم کہتے ہیں کہ (آپ کے ذکر کی رفعت سے مراد) نبوت (کا اعلان) ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اے محبوب جب (بندہ) مجھے یاد کریگا تو میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کرے گا (جس طرح) کلمہ طیبہ میں کہ

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور بعض اذان واقامت میں (حضور کا ذکر) مراد لیتے ہیں۔

فقیہ قاضی ابوالفضل فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان حضور اکرم ﷺ کے لئے اس کی بارگاہ میں عزت و عظمت ،شرافت ومنزلت اور آپ کی بزرگی پر بڑی حجت ہے کیونکہ آپ کے قلبِ مبارک کو ایمان وہدایت کے لئے کھول دیا ،علم وحکمت کی صیانت وحفاظت کے لئے وسیع کر دیا اور جاہلیت کی عادات و خصائل کو جس پر یہ لوگ تھے ان کا دشمن بنادیا آپ کے دین کو ان کے دینوں پر تبلیغ ورسالت ونبوۃ فرما کر غالب کر دیا اور آپ کے اوپر سے رسالت ونبوت کے شدائد کو جو تبلیغ رسالت کی صورت میں پیش آتی تھیں محفوظ کیا اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے اُن سب کو پہنچا دیا اور آپ کو اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا۔آپ کے نام کے ذکر کو اتنا بلند کیا کہ اپنے کے نام کے ساتھ آپ کا نام ملا دیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذکر کو دنیا وآخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمہ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو ”اشهدان لااله الا الله واشهدان محمدا رسول الله“نہ کہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا

ان ربی وربک یقول لک تدری کیف رفعت ذکر ک؟فقلت الله اعلم قال لاذکرالا ذکرت معی

میرا اور تمہارا رب فرماتا ہے کہ اے محبوب جانتے ہو کس طرح تمہارے ذکر کو بلند کیا؟ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اللہ ہی خوب جانتا ہے۔جبریل علیہ السلام نے کہا جب میں یاد کیا جاتا ہوں تو میرے ساتھ آپ بھی یاد کئے جاتے ہیں۔

ابن عطاء کہتے ہیں کہ ایمان کی تکمیل ہی میرے ساتھ آپ کے ذکر سے ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر ہی کو اپنا ذکر قرار دیا ہے لہٰذا جس نے آپ کا ذکر کیا اُس نے میرا ہی ذکر کیا۔

حضرت جعفر بن صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

لایذکرک احد بالرسالة الا ذکرنی بالربوبیة

جو شخص تمہاری رسالت کا اقرار کرے گا اُس نے میری ربوبیت کا اقرار کیا۔

بعض نے ”وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ“ سے مقامِ شفاعت بھی مراد کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے ذکر کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ حضور کی اطاعت اور اللہ کے نام کے ساتھ حضور کا نام ملا کر بیان کرنا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ . (پارہ۴،سورۂ آل عمران،آیت ۱۳۲)

اور اللہ ورسول کے فرمانبر دار رہو۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ. (پارہ ۲۷،سورۂ الحدید،آیت ۷)

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

ان دونوں کو واؤ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے۔کلام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی
اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے

حل لغات

چین،راحت،آرام،سکھ،کُل،عیش،اطمینان۔اِنس(بالکسر)انسان(بالضم)محبت و پیار۔

شرح

اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چہرۂ اقدس کی روشنی دو جہان والوں کے لئے راحت وآرام اور سکھ ہے ہر انسان کی محبت اسی سے ہے اس لئے کہ آپ ہر جان کی جان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اصل العلمین،سید المرسلین،خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کو اپنی بے مثل ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا اور دوسری تمام مخلوقات کو حضور کے طفیل،حضور کے واسطے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صدقے پیدا فرمایا۔صحیح حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

یاجابر ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ

یعنی اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے باقی تمام چیزوں کو پیدا فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں کہ حدیث ''اول ما

خلق اللّٰہ صحیح وہی مطالع المسرات میں ہے کہ اس حدیث کے ہم معنی کئی اور حدیثیں بھی ہیں۔تیسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

كنت اول الانبياء خلقا و اخرهم بعثا

یعنی میں پیدا ہونے میں سب سے اول ہوں اور بعث میں سب سے آخر

مطالع المسرات میں ان احادیث کے متعلق لکھا ہے

فهذه احاديث دالته على اوليته ﷺ وتقلمه على غيره من جميع المخلوقات وانه سيها

یعنی یہ احادیث مذکورہ دلالت کرتی ہیں حضور تمام مخلوقات کے سبب ہیں

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ سب سے اول ہیں اور اول کے لئے ضروری ہے کہ فرد بھی ہو سابق بھی یعنی اکیلا بھی ہو پہلا بھی چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مالک کہہ دے

اول مملوک لی اشتریته فهو حر — یعنی اول عبد کا جو خریدوں میں آزاد ہے

پھر دو عبد خریدے تو آزاد ہوں گے کہ اول کے فردیت لابدی امر ہے جو یہاں مفقود ہے پھر اگر ایک عبد خریدے تو بھی آزاد نہ ہوگا کہ اب سابق نہیں رہا۔اس سے معلوم ہوا کہ اول کے فرد و سابق ہونا ضروری ہے اور حضور اکرم ﷺ اول ہیں تو واضح ہوا کہ سید الانبیا ﷺ فرد و سابق ہیں نہ آپ کی ذات میں کوئی شریک اور نہ ہی کوئی صفات میں۔

ولا شک انه ﷺ الجوهر الفرد البسيط (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

یعنی اس میں شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ جوہر فرد بسیط ہیں۔

وہم باطل ہے کہ ممکن ہو مثالِ محبوب

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں

منزة من شريک فی محاسنه — فجوهر الحسن فيه غير منقسم

(قصیدہ بردہ)

اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں سو ان میں جو جوہر حسن ہے وہ بے تقسیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ا (پارہ۱۴،سورۃالحجر،آیت ۸۵)

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارجِ النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۶۰ میں فرماتے ہیں کہ اہل اشارات حضرات فرماتے ہیں ''ای بمحمد'' یعنی تمام آسمان اور زمینیں اور ہر وہ چیز جو ان میں ہے انہیں صرف محمد ﷺ کے سبب سے ہم نے پیدا فرمایا۔ مطالع المسرات صفحہ ۱۱۴ میں ہے کہ شیخ عبدالجلیل قصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ ''وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کی نص سے ثابت ہے کہ سب جہان حضور اکرم ﷺ کے مرحوم (محتاجِ رحمت) ہیں اور تمام خیر نور اور برکت ابتدائے خلق سے آخر تک جو ظاہر ہوئی یا ہوگی وہ سب کی سب حضور اکرم ﷺ کے سبب سے ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

سبب ہر سبب منتہائے طلب — علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

زرقانی شریف میں ہے

ان النور النبوی جسم قبل خلقت الآدم باثنی عشر الف عام

یعنی حضور اکرم ﷺ کا نور آدم علیہ السلام کے ظاہر ہونے سے بارہ ہزار سال پہلے جسم تھا۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام

یعنی میں نور تھا اپنے رب کے پاس آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبریل امین سے پوچھا کہ تیری عمر کتنی ہے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا بخدا صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہر ستر ہزار سال میں ایک بار ستارہ ظاہر ہوتا تھا میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جبریل

وعزة ربی انا ذلک الکوکب (جواہر البحار صفحہ ۸۸۶)

مجھے اپنے رب کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں۔

مواہب اور اس کی شرح زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو پیدا فرمایا نبوت اور باقی کمالات اس میں رکھے تو فرمایا ذرا ان انوارِ انبیاء کو دیکھ جب اس نورِ معظم نے انوارِ انبیاء کو دیکھا تو تمام پر غالب آ گیا تو ان انوارِ

انبیاء نے عرض کیا یا اللہ یہ کس کا نور ہے۔ارشاد ہوا یہ نورِ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اگر اس پر ایمان لاؤ گے تو ہم تمہیں نبی بنائیں گے۔تمام نے کہا ہم اس پر ایمان لائے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ . (پارہ ۳،سورۃ آل عمران،آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔

میں یہی مراد ہے۔

فائدہ

ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نورِ حسی اور معنوی کے اصل اور جامع ہیں چنانچہ مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰ میں ہے

ونورہ ﷺ الحسی والمعنوی ظاهر واضح یعنی حضور اکرم ﷺ کا نورِ حسی اور معنی ظاہر واضح ہے۔

اور تفسیر صاوی صفحہ ۲۲۹ میں ہے

انه اصل نور حسی ومعنوی

یعنی حضور اکرم ﷺ ہر نورِ حسی (جو دیکھنے میں آئے جیسے دھوپ) اور نورِ معنوی (جو عقل یا شرع سے معلوم ہو جیسے ایمان) کا اصل ہیں تمام نبیوں اور رسولوں، فرشتوں، لوح وقلم، عرش وکرسی، چاند، سورج اور ستاروں کے انوار اسی نورِ محمد ﷺ کے پرتو ہیں۔مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

هم از لوح وقلم تا عرش و کرسی ازاں نوراست گر تحقیق پرسی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوت صفحہ ۴ میں اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ میں تحریر فرمایا کہ یہ نور حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی پیشانی مبارک میں رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کی برکت سے تمام اشیاء کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں سے سجدہ کروایا۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

السلام اے آنکه تا از جبهه آدم نتافت نور پاکت کس نه برداز نوریاں اور اسجود

سید علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لو الصر الشیطان طلعة نوره فی وجه آدم کان اول من سجد

یعنی اگر شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ ﷺ کے چمکار کو دیکھ لیتا تو سب سے پہلے سجدہ میں گر جاتا۔

ولو رای نمرود نور جماله　　　　عبدالجلیل مع الخلیل ولا عند

یعنی اگر نمرود محبوب کے نورِ جمال کو ابراہیم خلیل اللہ کی پیشانی میں دیکھ لیتا تو خلیل اللہ کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا اور کبھی ضد نہ کرتا۔

عیسیٰ و آدم الرسل جمیعهم　　　　هم اعین هو نورها لماورد

(زرقانی جلد ا صفحہ ٦٤)

یعنی وارد ہوا ہے کہ عیسیٰ اور آدم باقی تمام رسول علیہم السلام آنکھیں ہیں اور محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ ان کا نور ہیں۔

پھر یہ نورِ خدا کو سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں منتقل ہوتا چلا آیا ارشاد ہوتا ہے

الَّذِیْ یَرٰىکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۙ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ ○ (پارہ ١٩، سورۃ الشعراء، آیت ٢١٨، ٢١٩)

جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیت میں ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور معنی یہ ہے کہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام وحوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مومنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباؤ واجداد حضرت آدم تک سب کے سب مومنین ہیں۔ (کنزالایمان)

مطالع المسرات میں ہے کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلہ میں چھ تالیفیں تحریر فرمائیں جن میں پُرزور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک نعت پیش کی جس کے تین شعر یہ ہیں

تنقل من صلب الیٰ رحم　　　　اذا مضی عالم بداطبق

وردت نارالخلیل مکتتما　　　　فی صلبه انت کیف تحترق

وانت لما ولدت اشرقت　　　　الارض وضاء ت بنورک الافق

یعنی آپ ایک صلب سے دوسرے رحم تک مختلف طبقوں میں منتقل ہوئے آئے یہاں تک کہ آپ نارِ خلیل میں وارد ہوئے آپ چونکہ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے انوار سے اطراف منور ہوگئے۔

رب العالمین نے نبی کریم ﷺ کی اس مبارک تشریف آوری کی خبر دے کر فرمایا

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۝ (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کی ذات نور ہے کہ اولیت وانتقال ذاتِ الٰہی کے خاصے ہیں۔ جواہر صفحہ ۸۱۴ میں ہے

قد وردان ذات النبی ﷺ کانت نورا

یعنی ضرور وارد ہوا ہے کہ آپ کی ذات نور ہے جو کچھ اس حقیقت میں مخفی ہے وہ کوئی نہیں جانتا۔

عارف سبحانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حقیقت احمدیہ

غیب من اعظم الغیوب فلم یطلع احد علیٰ مافیھا

یعنی حضور اکرم ﷺ کی حقیقت سب سے بڑے غیبوں سے ہے تو کوئی بھی مطلع نہیں ہوا ان چیزوں پر جو اس حقیقت میں ہیں۔

کلمہ "کم" سے معلوم ہوا کہ جو ہماری طرف تشریف لایا ہے وہ نور ہے اور ہماری طرف روح و بدن کا مجموعہ تشریف لایا جس سے معلوم ہوا کہ آپ کا روح و بدن تمام نور ہے۔

تو جان پاکی سربسر نے آب و خاک اے نازنین　　　واللہ ز جاں ہم پاک تر جانم فداک اے نازنین

آپ سربسر جان پاک ہیں آپ آب و خاک کا خمیر نہیں اے نازنین بخدا آپ تو جان سے بھی پاک تر ہیں اے نازنین آپ پر میری جان فدا ہو۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

شرح

حضور اکرم ﷺ عالم وجود میں تشریف نہ لائے تو محض عدم ہی عدم تھا اگر آپ جہان میں نہ ہوں تو پھر کچھ بھی نہ رہے عدم ہی عدم ہو۔ اس لئے کہ آپ جملہ عالمین کی جان (روح) ہیں اور ظاہر ہے کہ جان ہو تو جہاں ہے بے جان جہاں کہاں۔

احادیث لولاک

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کو جملہ کائنات کی علت نمائی ظاہر کیا گیا ہے اور وہ احادیث لولاک سے واضح ہے جسے منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ نے موضوع کر اپنا اور اپنی بدقسمت جماعت کا دل بہلایا حقیقت یہ ہے کہ حدیث لولاک کے بعض اسنادات صحیح ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں تو دوسری سندات کے لحاظ سے صحیح ہوئی، اس کے بعض اسنادات موضوع ہیں جن کو مخالفین پڑھ سن کر اپنی عافیت سمجھتے ہیں لیکن ان کے اہل علم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حدیث لولاک بعض سندات سے موضوع سہی لیکن معناً لازماً صحیح ہے اس موضوع پر فقیر کا رسالہ ''شرح حدیث لولاک'' کا مطالعہ فرمائیے۔

تبرکاً چند احادیث مبارکہ ہدیۂ ناظرین عرض کردوں تاکہ عاشق کا دل و دماغ تازہ اور ایمان کو رونق نصیب ہو اور منافق تو ہے ہی منافق اس کا دل نہیں جلے گا اور کیا ہوگا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو وحی بھیجی میں نے ابراہیم کو خلیل اللہ کہا تمہیں اپنا حبیب کہا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہیں بنایا۔

ولقد خلقت الدنیا واھلھا لا عرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ماخلقت الدنیا

میں نے دنیا اور مخلوقاتِ دنیا اسی لئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرمادوں۔ اگر (اے حبیب ﷺ) تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزاء ہے اور دارالجزاء پر دارالعمل کا تقدم ضروری جب دارالعمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے تو دارالجزاء کہاں سے آتی۔ حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی

لولا محمد ماخلقتک ولا ارضا ولاسماءً

اگر محمد ﷺ نہ ہوتے نہ میں تجھے پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ

سے عرض کیا

اللھم انت وانا وما سواک ترکت لا جلک

یعنی اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا

یامحمد انا وانت وما سواک خلقت لاجلک (مکتوباتِ شریف جلد دوم، مکتوبات ۸، صفحہ ۱۸)

اے محبوب میں ہوں اور تو ہے اور تیرے سوا جو کچھ ہے سب کو میں نے تیرے ہی لئے پیدا کیا ہے۔

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ سے ارشاد فرمایا

لولاک لما خلقت الافلاک، لو لاک لما خلقت الدنیا ، لولاک لما اظهرت الربوبية

یعنی اے محبوب اگر تم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں زمین کو پیدا نہ کرتا اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ ہوتا۔ (مکتوبات شریف صفحہ ۲۳۲ مکتوب ۱۲۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرکارِ سرہند شریف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگر چہ حضور اکرم ﷺ کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نہ دنیا کو پیدا کرتا نہ آسمانوں کو پیدا کرتا بلکہ اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

بانی مدرسہ دیو بند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے قصیدہ قاسمیہ (قصائد قاسمی) صفحہ ۵ میں کہا

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی	بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدا الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود	قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو اک رفتار

نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں یا زماں نہیں؟

گود میں عالم شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ
گلبن باغِ نور کی اور ہی کچھ اُٹھان ہے

حل لغات

گود، پہلو، کولی، دامن، آنچل۔ شباب، جوانی، عمر کا تیس سے چالیس برس کا زمانہ۔ گلبن، درخت، گلسرخ۔
اُٹھان، اُبھار، بلندی، ابتداء۔

شرح

نبی پاک کی گود میں عالم شباب (اعلانِ نبوت کا آغاز) ہے۔پھر ہمارے سے آپ کے شباب کا حال نہ پوچھئے کیونکہ ہم تو آپ کی ہرادا پر قربان ہیں اے مخاطب اگر تجھے کچھ سمجھ ہے تو سن لے کہ گلستانِ نور کے اس گلبن کی کچھ نرالی ہی شان ہے کہ اعلانِ نبوت کے بعد اس کی بلندی و رفعت کچھ عجیب وغریب ہی ہے اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت ابتدائے آفرینش سے تھی لیکن اس عالم دنیا میں تشریف لانے کے بعد حسبِ دستور دیگر انبیاء علیہم السلام آپ نے بھی چالیس سال کی عمر میں نبوت کا اعلان فرمایا۔اس اعلان کو منکرین کمالاتِ مصطفی ﷺ نے آغاز سمجھ لیا یہ ان کی غلط فہمی اور کوتاہ اندیشی ہے ورنہ متقدمین ومتاخرین علمائے دین میں اکثریت کا فیصلہ یہی ہے کہ آپ اس وقت سے نبی ہیں جب سے آپ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس کے بارے میں متعدد مقامات پر اسی شرح حدائق بخشش میں بیان ہوا۔

عالمِ شباب اور نبوت کا اعلان

عالم شباب چالیس برس کا زمانہ اور یہی اعلان نبوت کا زمانہ جیسا کہ دستورِ انبیاء علیہم السلام کا رہا اور وہ بھی اکثر۔ اس کے بعد کیا ہوا ہاں اتنا یاد رکھئے کہ آپ کی ہر دوسری گھڑی پہلی سے بہتر و برتر ہے بالخصوص اعلانِ نبوت کے بعد یہ کیفیت نمایاں طور پر نکھر کر سامنے آگئی۔

تفسیر عزیزی، فارسی پارہ ۳۰ زیر آیہ "وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی[۴]" میں استاذ الکل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

وابستہ هر حالت آخر بهتر باشد تراز معاملت اول تاآنکه بشریت تراصلا وجود نماند وغلبۂ نور حق برتو علی سبیل الدوام حاصل شد

البتہ آپ ﷺ کی ہر آخری حالت آپ ﷺ کے پہلے معاملہ سے بہتر ہے یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا اصلاً وجود نہیں رہا اور آپ پُر نورِ حق کا غلبہ ہمیشہ کے لئے حاصل ہو گیا۔

یعنی حضور اکرم ﷺ پر انوار و تجلیات کا اس قدر فیضان ہوا کہ بشریت بالکل غائب ہو کر آپ سراپا نور بن گئے۔(ﷺ)

تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

حل لغات

سیاہ کار، بدکار، پاپی، بُرے کام، عادی۔

شرح

تجھ سا سیاہ کار و بدکار اور کون ہوگا لیکن حضور اکرم ﷺ جیسا شفیع بھی کوئی نہیں جب وہ بے مثل شفیع ہیں تو پھر تجھے بھول جائیں یہ محض تیرا اپنا گمان ہے اور تیرا گمان سراسر غلط ہے کیونکہ ان کی شفاعت اور غلاموں کی پہچان ضرب المثل ہے۔

حسبِ عادت امام احمد رضا قدس سرہ خود کو مخاطب ہو کر جملہ اہل اسلام کو تسلی دے رہے ہیں کہ ہم کتنے ہی گندے بندے سہی لیکن ہمارے آقا لجپال اور امت کے غمخوار و غمگسار ہیں ممکن ہی نہیں کہ آپ ہم غریبوں کو بھولیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تاز میں جس کی نرم سی اک اُڑان ہے

حل لغات

شان، مرتبہ، دبدبہ، حق، حال، عزت، طاقت، آن۔ خرام، ناز و انداز کی چال۔ باز، ایک شکاری پرندہ۔ اڑان، پرواز۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی شان کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی پرواز اتنی بلند اور تیز اللہ اللہ وہ سدرہ کا باز تیز رفتار یعنی جبرئیل علیہ السلام کہ جس کی سدرہ سے زمین تک ایک معمولی سی پرواز ہے لیکن وہ ہمارے نبی ﷺ کی پرواز کے آگے عاجز اور کمزور ہو کر رہ گیا۔

پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکیئے سر کو روکیئے ہاں یہی امتحان ہے

شرح

محبوبِ کریم ﷺ سامنے موجود ہوں تو سجدہ کرنے کو جی چاہتا بلکہ دل بے قرار ہے لیکن سر کو سجدہ سے روک لو یہی عاشق کا امتحان ہے کہ دل تو بے قرار ہو کر سجدہ ریز ہونا چاہتا ہے لیکن محبوب ﷺ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے روکا ہے اسی

لئے دل کی بیقراری منظور ہے لیکن محبوب ﷺ کی نافرمانی منظور نہیں ۔ سچے عاشق کی یہی نشانی ہے حدیث شریف میں "لا یومن احدکم" (الحدیث)

بارِ جلال اُٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا

یوں تو یہ ماہ سبزہ رنگ نظروں میں دھان پان ہے

حل لغات

شق، پھٹا ہوا، شگاف پڑا ہوا۔ سبزہ رنگ، گندمی رنگ، دلربا۔ دھان پان (ہندی) دبلا پتلا، نازک۔

شرح

حضور اکرم ﷺ نے جلالِ الٰہی کا بوجھ اُٹھا لیا اگرچہ اس بوجھ برداری پر آپ کا کلیجہ بھی پھٹ گیا لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہ کی ویسے بظاہر دیکھو تو یہ محبوب کتنا نازک بدن ہے۔ (ﷺ)

شق صدر

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے شق صدر کے واقعہ کی طرف اشارہ فرما کر اس کی حکمت بھی بتا دی اگرچہ شق صدر چار بار ہوا لیکن یہاں شب معراج کا موقعہ مراد ہے۔

حضور اکرم ﷺ خوابِ ناز سے اُٹھے تو جبریل نے وصالِ رب ذوالجلال کا مژدہ ان الفاظ کے ساتھ سنایا

یا رحمۃ للعالمین ان اللہ یقرا السلام یقول زرنی والی مشتاق الیک

اے رحمت دو جہاں اللہ تعالیٰ سلام کے بعد آپ سے کہتا ہے کہ میرے ہاں تشریف لایئے میں آپ کی ملاقات کا مشتاق ہوں۔

پھر جبریل نے عرض کیا کہ اے محبوبِ خدا میں نے تمام انبیاء کرام کو معراج کرائی لیکن جیسا رتبہ آج آپ کو نصیب ہو رہا ہے کسی اور کو نہیں ہوا۔

اور نبیوں کو یہ مرتبہ ہی نہیں — عرشِ اعظم پہ کوئی گیا ہی نہیں

ایسا رتبہ کسی کو ملا ہی نہیں — جیسا رتبہ تیرا آج کی رات ہے

حضور اکرم ﷺ بستر استراحت سے اُٹھے اور جبریل کے ہمراہ حطیم تک آئے تو جبریل نے بحکم کردگار آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا، قلب اطہر باہر نکال کر اسے چیرا اور خون کا ایک لوتھڑا باہر نکال پھینکا۔ پھر آبِ زم زم سے اسے

دھویا اسی اثناء میں آسمان سے ایک زریں طشت نازل ہوا جس میں حکمت وایمان تھا جو قلب اطہر میں بھر دیا گیا اور اسے پھر اصلی مقام پر رکھ کر سینہ مبارک کو بند کر دیا گیا۔ (مسلم شریف)

شق صدر کی حکمت

شب معراج شق صدر میں بے شمار حکمتیں تھیں ایک یہ کہ حضور اکرم ﷺ عالم بالا کی سیر کرنے اور مظاہر قدرت کا مشاہدہ کرنے تشریف لے جا رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر کو شق کیا۔

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ﷺ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

حل لغات

عبد، عبادت گار، نیاز مند، غلام، نوکر۔ امان، پناہ، امن حفاظت، آرام تسکین۔

شرح

اے احمد رضا (امامِ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ذرہ برابر بھی کوئی خوف نہ کرو اس لئے کہ تم تو مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہو اور جو مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہوتا ہے اس کے لئے امان ہی امان ہے اسی لئے مت گھبراؤ تمہارے لئے بھی امان ہی امان ہے۔

نعت ٦٩

اُٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

حل لغات

باری، اللہ کا اسم پاک ہے۔ حجاب، پردہ۔ تاریک، اندھیرا۔ مہر، سورج۔ نقاب، پردہ، وہ پردہ جو منہ پر ڈالتے ہیں یا کسی چیز پر ڈالا جائے۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ پردہ ہٹا کر اپنے چہرہ مبارک کی زیارت سے ہمیں مشرف فرمایئے کیونکہ اللہ کا نور پردہ میں ہے اور اسی پردہ میں ہونے کی وجہ سے زمانہ اندھیرے میں ڈوب رہا ہے کیونکہ آپ کا چہرہ مبارک جو ایک سورج ہے وہ بہت عرصہ سے پردے میں پوشیدہ ہے۔

نورِ باری تعالیٰ

حضور اکرم ﷺ کو اس صفت سے موصوف کرنے پر کمالاتِ مصطفی ﷺ کے منکرین نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دو بہتان تراشے چنانچہ دھماکہ صفحہ ۲۸ پر اسی شعر کا مطلب لکھا کہ بشریت کے پردہ میں آپ باری تعالیٰ کا نور ہیں پردہ اُٹھادیں تو واضح ہو جائیگا کہ آپ خود خدا ہیں (معاذاللہ) اسی کتاب میں اہل سنت پر اسی شعر کی وجہ سے دو بہتان تراشے ہیں۔

(۱) بریلوی مذہب میں بشریت کے پردہ میں خدا۔

(۲) حضور اکرم ﷺ خدا کے نور کا ٹکڑا تھے۔ بشریت کے پردے میں زمین پر اترا۔

تردید بہتان مذکور

حضرت مولانا حسن علی رضوی میلسی (مدظلہ) اس کے رد میں لکھتے ہیں کہ قطع نظر اس سے کہ یہ بات بلا دلیل ہے دو متضاد نظریات علمائے بریلی کے ذمہ لگائے جا رہے ہیں پہلے فقرہ میں تو مصنف یہ کہتا ہے کہ خدا کے نور کا ٹکڑا علماءِ بریلی کی کتب (تصانیف) میں تو یہ دونوں ہی باتیں کہیں نہیں ملتیں مگر مصنف کو کم از کم اتنا تو چاہیے کہ بیک وقت دو متضاد الزام تو عائد نہ کرے جب اس کے بقول علمائے بریلی بشریت کے پردہ میں خدا مانتے ہیں تو پھر خدا کے نور کا ٹکڑا کا مطلب؟ یہ

مصنف دھاکہ کا اندھاپن اور عقل وشعور وشرم وحیا سلب ہونے کی علامت ہے کہ بلا دلیل وثبوت متضاد الزام لگا کر اپنی آتش انتقام کا مظاہرہ کررہا ہے اگر علماءِ بریلی کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ خود خدا ہیں تو خدا کون مانتا ہے اور علماءِ بریلی کا یہ عقیدہ کہاں مذکور ہے؟ اور ''اُٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے'' میں یہ کس لفظ کا معنی ہے کہ آپ خود خدا ہیں؟ اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے کچھ تو شرم اور غیرت چاہیے ایک عام فہم مصرعہ میں اس قدر خیانت آمیز مغالطہ دیا جاتا ہے تو دقیق اشعار میں کیا کچھ بے ایمانی نہ ہوگی۔ (قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی)

فائدہ

یہاں مولانا محمد حسن علی رضوی (مدظلہ) کی ایک جامع تقریر ملاحظہ ہو جو انہوں نے کلامِ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کے معترضین کے جملہ اعتراضات پر لکھی اگرچہ میرا موضوع صرف اور صرف کلامِ رضا کو دلائل قرآن وسنت سے مزین کرنا ہے جس سے اعتراضات کے جوابات خودبخود حل ہوتے چلے جائیں گے لیکن جب اعتراضات ہی ایسے ہوں تو پھر ایسے کو تیسا کی مثال بہت بڑی مشہور ہے اسی لئے یہ تقریر ہر اعتراض بے جا کے وقت ملحوظ ہو۔

کلام الامام امام الکلام ☆ کلام الملک ملک الکلام

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی جلالت علمی پر اپنے بیگانے رشک کرتے ہیں ان کی تصانیف میں علم وتحقیق کے بادل گرج رہے ہیں۔ ان کے علمی دینی کارناموں پر عرب وعجم جھوم رہے ہیں جن کی ایمان افروز وجد آور اور کیف وسرور سے بھرپور نعتیہ شاعری سے ارباب عشق ومحبت کے میکدے آباد ہیں جن کے شاعرانہ ادب کی پختہ کاری کا لوہا اقبال وحفیظ جالندھری، محسن کاکوردی اور ضیاء القادری، اکبر وارثی جیسے مشاہیر زمانہ شعراء نے مانا۔ جو تحدیث نعمت کے طور پر خود فرماتے ہیں

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے ۔۔۔ لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

یہ اعلیٰ حضرت کا کلام ہے جو آدابِ شریعت کی پابندی، زبان کی پاکیزگی، محاورات کی لطافت، الفاظ کی وضاحت، کلام کی بلاغت، عبارت کی رنگینی، مضامین کی دلکشی وبلندیٔ تشبیہات کی عمدگی اور استعارات کی خوبی سے مزین ہے جن کا کوئی شعر ایسا نہیں جس کا ثبوت آیاتِ قرآنی، احادیث نبویہ، اقوال آئمہ واصفیاء سے نہ ملتا ہو اگر کسی کو نہ ملے تو یہ اس کی اپنی علمی بے بضاعتی حدائق بخشش کا سن ۱۳۲۵ھ ہے گویا آج پورے اکانوے سال ہوئے ہیں اس دوران سینکڑوں مناظرے ہوئے اور ہزاروں کتابیں لکھی گئیں لیکن مشاہیر واکابر دیوبند میں سے کسی کو اعلیٰ حضرت کے کسی شعر

پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی ۔آج ستر سال بعد دھاکہ کا گمنام مصنف اعلیٰ حضرت کے اشعار مبارک پر بزعم خود معترض ہوا ہے

ہوا مینڈ کی کوز کام اللہ اللہ

کہتے ہیں کہ ایک مصنف دھاکہ جیسے بزعم خود بہت بڑے ادیب وشاعر تھے۔کسی نے ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کا مطلب پوچھا

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے　　　خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

تو اس نے جھٹ کر کہا خود کو اتنا بلند کرتا چلا جا کہ تقدیر کے اوپر جا اور وہاں پہنچ کر جب تجھے سردی لگنے لگے تو پھر خدا خود تیرے سے پوچھے گا بتا تیری رضائی کہاں ہے؟ یہی حال مصنف دھاکہ کا ہے

ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ

اعلیٰ حضرت کا شعر ہوسیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس کونا نوتوی کے چھوٹے بھائی غلام احمد قادیانی کی احمدی مسجد کے زاہدوں کی شان میں نظر آتا ہے

آہ اس شوخ ستم گار سے جس کی آنکھیں　　　ذوق رکھتی ہیں ڈھٹائی کا بدل جانے کا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اشعارِ مبارکہ پر تنقید وتبصرہ کے ابتدائیہ میں ''خدا تعالیٰ کے بارے میں'' کا عنوان جما کر مذہب اسلام یہ بتایا ہے اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور لاشریک ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ حادث ہے مخلوق ہے اور ممکن الوجود ہے اور واجب الوجود اور کوئی نہیں نہ ممکن الوجود سے بالا کوئی برزخی درجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس میں بعض باتیں تو ایسی ہیں جن پر نہ تو کسی کا اعتراض ہے نہ انکار ہے لیکن بعض باتیں وہمی خیال ہے اگر چہ مصنف دھاکہ نے ان کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ بحوالہ کتب یہ بھی بیان کر دیا جاتا کہ کس نے کہا کہ خدا پر کسی کا رعب ہے، کس نے کہا خدا تعالیٰ نے اپنے اختیارات کسی مخلوق کو مستقل طور پر دے رکھے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کا چارج کسی دے دیا ہے۔ یہ سب وہابیانہ چکر بازیاں ہیں کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کاش مصنف اپنا اور اپنے مخاطب کا عقیدہ بحوالہ کتب معتبرہ بیان کرتا اور پھر کوئی تبصرہ کرتا تو بھی کوئی بات تھی لیکن مصنف نے ایسا نہیں کیا اور فرضی باتوں سے اپنا جی بہلایا اس کے بعد چند اشعار کے اعتراضات کے جوابات ہیں۔

نہیں وہ میٹھی نگاہ خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے اُن کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

شرح

محبوبِ خدا ﷺ میٹھی نگاہ والے نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جلوہ فرما ہے ہاں آپ کے غضب اور غصہ سے اللہ تعالیٰ بچائے کیونکہ غضب نبوی درحقیقت باری تعالیٰ کے جلال کا عتاب ہے۔

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی صفت جمال وجلال کی حقیقت کا اظہار ہے وہ یہی کہ کسی پر شفقت فرماتے ہیں تو یوں عقیدہ رکھو کہ آپ کا میٹھا بول رحمت خداوندی جلوہ فرما ہے اگر کسی پر غصہ فرمائیں اور غضب میں آجائیں تو یقین کرو کہ جلال باری تعالیٰ عتاب میں ہے۔

ازالۂ وھم

بعض سفہاء حضور اکرم ﷺ کے لئے صفاتِ باری تعالیٰ بحیثیت مظہر بیان کئے جائیں تو انہیں شرک کا ہیضہ ہو جاتا ہے ممکن ہے اس شعر میں بھی کسی کی بدمذہبی رگ پھڑک اُٹھے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ مظہر جمال وجلال حضور ﷺ تو ہیں ہی۔ اس سے انکار کسی جاہل وسفیہ کو ہوگا اللہ تعالیٰ نے تو اپنے حبیب ﷺ کے صدقے آپ کے ادنیٰ امتیوں کے لئے کرم فرمایا ہے باپ کے لئے اولاد کو حکم ہے حدیث شریف میں ہے

رضی الرب فی رضی الاب وسخط الرب

اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور رب تعالیٰ کا غضب باپ کے رنج اور غصہ میں ہے۔

آپ کی میٹھی نگاہ کے واقعات کا شمار کہاں ہاں غضبِ نبوی کی چند مثالیں روایات میں ہیں ان کا نمونہ حاضر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں آجاتا ہے جب حضور گفتگو فرماتے تو وہ منہ ٹیڑھا کر کے آپ کی نقلیں کرتا۔ ایک دفعہ اس پر حضور اکرم ﷺ کی غضب کی نگاہ پڑ گئی تو فرمایا

کن کذلک　　　ایسا ہو جا

پھر وہ تا دم تازیست ایسے ہی منہ مارتا رہا جیسے نقل اتارتے وقت کیا تھا۔ (خصائص جلد ا صفحہ ۷۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا وہ مرتد ہوگیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا

ان الارض لاتقبلہ. (رواہ البخاری صفحہ ۵۳۵، مشکوٰۃ) اسے زمین قبول نہیں کرے گی

جب وہ مرا مشرکین نے اسے دفن کیا تو اسے زمین نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے قبر باہر پھینک دیتی۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا یہاں تک کہ اس کا جسم نیست و نابود ہو گیا مگر قبر یعنی زمین نے قبول نہ کیا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

سوال

حضور اکرم ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کا پیٹ نہ بھرے۔

جواب

یہ جملہ نہ غضب ہے نہ غضب کی علامت صرف ایک محاورۂ عرب کے مطابق ہے جیسے اہل عرب ’’قاتلہ اللہ‘‘ وغیرہ تو ایسے کلمات مبنی بر غضب نہیں بلکہ ایک طرح کی دعا ہوتی ہے جو دلیل بر لطف و کرم ہوتی ہے جس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف ’’الرفاہیہ‘‘ میں لکھ دی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ جملہ حضرت امیر معاویہ کے لئے رحمت ہی رحمت ثابت ہوا بلکہ ہزاروں مراتب و کمالات کے حصول کا موجب۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ جملہ برائے امیر معاویہ بددعا نہیں بلکہ دعا ہے۔ (تطہیر الجنان)

جب دعا ہے تو اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہر دعا مستجاب ہوتی ہے اور یقیناً یہ دعا بھی مستجاب ہوئی۔

جب واضح ہو گیا کہ یہ کلمہ دعا بن کر نکلا اور پھر وہ اپنے معنی میں نہیں بلکہ اس سے دنیوی منفعتوں سے مالا مال ہونا مراد ہے کیونکہ سیر ہو کر کھانا دنیا کی منفعتوں سے مالا مال ہونا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں کا پیٹ بھرا ہوا ہے یعنی مالدار ہے اور پیٹ بھر جانا ایک نعمت خداوندی ہے جسے چاہے عطاء فرمائے اور رسول اللہ ﷺ کی دعا کی قبولیت کا یقین ہونا ہم اہل سنت کے عقیدہ میں شامل ہے تو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گویا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیوی منفعتوں سے بھرپور فرمائے چنانچہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دعا پاک کا ثمر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیوی منفعتوں سے وافر مال پایا اور ظاہر ہے کہ یہ منفعتیں ان کے لئے

رحمت ہی رحمت بنیں اور نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی۔

جلی جلی بُو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشق چشم والا

کبابِ آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

شرح

جلی ہوئی بُو اس محبوب کریم ﷺ کے عشق سے پیدا ہوئی ہے اس لئے کہ یہ چشم کریم کے عشق کی سوزش سے نصیب ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ہرن کے کباب میں اتنا مزہ نہیں آیا جو مزہ دل کے کباب میں حاصل ہوا ہے۔

عشق کی چاشنی

یہ لذت وہ جانتا ہے جسے عشق کی چاشنی نصیب ہوئی۔ بے درد لوگ زاہد خشک تو اسے عبث بلکہ شرک کی نوبت تک پہنچا دیتے ہیں۔ عاشقانِ زار صرف اتنا کہہ سکتے ہیں

معذور دارمت کہ تو اور بقعشیدہ   تو معذور ہے کہ تو نے عشق کی لذت چکھی ہی نہیں

آسیہ زوجہ فرعون کو لذتِ عشق کا نمونہ

مروی ہے کہ جب بی بی آسیہ مسلمان ہوگئی اور فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا تو پہلے تو اسلام سے پھر جانے کا کہا جب آسیہ نے نہ مانا تو اس ظالم نے بی بی کے ہاتھ اور پاؤں پر میخیں ٹھونک دیں اس کے بعد گرم ریت پر دھوپ میں لٹایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فرمایا کہ بی بی آسیہ پر اپنے پردوں سے سایہ کریں اس پر بی بی آسیہ کو بہشت میں اس کا گھر دکھایا جسے بی بی آسیہ دیکھ کر ہنسی۔ لوگوں نے کہا یہ پگلی ہے کہ اتنے شدید عذاب میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی ہنس رہی ہے۔

فائدہ

بی بی آسیہ کی ہمت دیکھئے کہ اس نے اتنا سخت عذاب دیکھا تب بھی کفر کی طرف مائل نہ ہوئی ایسے ہی نیک عورتوں کو ہونا چاہیے۔

کرامتِ آسیہ

جنابِ ضحاک نے فرمایا کہ فرعون نے بی بی آسیہ کے ہاتھوں اور پاؤں میں میخیں گاڑھ کر گرم ریت پر دھوپ میں لٹا کر نوکروں کو حکم فرمایا کہ چکی میں لوہے کی میخیں ڈال کر اوپر سے آسیہ پر گرایا جائے جب آسیہ نے فرعون کی یہ کاروائی دیکھی تو دعا مانگی

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ(پارہ ۲۸،سورۃ التحریم،آیت ۱۱)

اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

اللہ تعالیٰ نے بی بی آسیہ کی دعا مستجاب فرمائی چنانچہ پتھر کے پہنچنے سے پہلے ہی بی بی کی روح پرواز کرگئی۔روح کی پرواز کے بعد پتھر بی بی پر پڑا جس کا اسے درد محسوس نہ ہوا۔(روح البیان پارہ ۲۸،سورۃ التحریم)

عشق کا انعام

عشق میں درد الم شدید ہے تو انعام بھی وہ نصیب ہوتا ہے کہ جس پر جملہ رشک کناں ہوتا ہے تو اب ان پر انعام کا حال بھی پڑھئے۔

بهشت میں حضور اکرم ﷺ کی دعوتِ ولیمه

حضرت ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بہشت میں دعوتِ ولیمہ ہوگی اور تمام اہلِ بہشت کو دعوت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان دونوں بیبیوں یعنی آسیہ و مریم کو حضور ﷺ کے ساتھ بیاہے گا۔(روح البیان)

نبی پاک ﷺ کا آسیه پر لطف و کرم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے وقت ان کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا اے خدیجہ تجھے سکرات کی تکلیف ہو رہی ہے لیکن اس میں تیرے لئے ہزاروں فائدے ہیں اور یاد رکھو جب تم بہشت میں پہنچو تو میری طرف سے اپنی سہیلیوں کو سلام کہنا عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا وہ مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم اور حلیمہ اخت موسیٰ علیہ السلام۔حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی

بالرفاء والنبین . (روح البیان پارہ ۲۸،سورۃ التحریم آخری آیات)

یعنی آپ کو شادی مبارک اور خدا کرے معاشرہ احسن ہو۔

عشق بلال رضی الله تعالیٰ عنه

عشق کے مزے جو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوٹے باید و شاید۔آپ کی ابتدائی زندگی کے حالات عشق بہت مشہور ہیں۔فقیر اُویسی غفرلہ نے اسی شرح حدائق کے علاوہ ایک مستقل تصنیف ”مرأۃ الجمال فی احوال سیدنا بلال“

میں مفصل عرض کر دیئے ہیں یہاں آپ کی زندگی کے آخری لمحات کا حال ملاحظہ ہو۔

بلال کا وصال

حضرتِ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر علالت پر لیٹے ہوئے تھے چہرۂ پر ضعف کے آثار اس بات کے شاہد تھے کہ آفتابِ عشق غروب ہونے والا ہے آپ کے پاس آپ کی زوجہ محترمہ بھی تشریف رکھتی تھیں ۔ اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھ کر وہ بے قرار ہو گئیں آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ آخری لمحات میں حضرت بلال اور ان کی زوجہ کے مابین جو گفتگو ہوئی ملاحظہ فرمایئے۔

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

جفت او دیدش بگفتا واحرب

حضرت بلال کی بیوی نے آپ کو دیکھ کر کہا ہائے افسوس

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس بلالش گفت نے نے واطرب

حضرت بلال نے فرمایا نہیں نہیں

صد مسرت

تاکنوں اندر حرب بودم ززیست — توچه دانی مرگ چه عیش است وچیست

تاب رو وچشم پرانوار او — می گواهی داد بر گفتار او

میں تو اپنی زندگی کے باعث سخت الجھن میں مبتلا تھا تجھے کیا معلوم کہ موت کیا چیز ہے؟ اور موت میں کیا عیش ہے؟ آپ کے چہرہ کی تاب اور آنکھوں کی چمک آپ کی گفتگو پر گواہی دے رہی تھی۔

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت جفتش الفراق اے خوش خصال

آپ کی بیوی نے کہا اے خوش خصلت الفراق

بلا ل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت نے نے الوصالت الوصال

آپ نے فرمایا نہیں نہیں جدائی نہیں وصل

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت جفت امشب غریبے می ردی از تبار و خویش غائب می شوی

آپ آج کی رات مسافر بن کر جا رہے ہیں آپ اپنوں سے دور غائب ہو رہے ہیں۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت نے نے بلکہ امشب جان من　　　　می رسد خوش از غریبی در وطن

نہیں نہیں جانِ من! بلکہ آج کی رات مسافر مسرور ہو کر اپنے وطن کی زمین پر روانہ ہو رہا ہے۔

زوجہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت آں رویت کجاینم ما؟

یہ صورت اب ہم کہاں دیکھیں گے۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت اندر خلوتِ خاصِ خدا

خدا کی خلوتِ خاص میں

زوجہ بلا ل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گفت ویراں گشت ایں خانہ دریغ

افسوس کہ یہ گھر ویران ہو گیا۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

گفت اندارمہ نگر منگر بمیغ

چاند کو دیکھو بادل سے نظر ہٹاؤ۔

اس قصہ کی مزید تفصیل فقیر کی شرح مثنوی المعروف صدائے نوی کا مطالعہ فرمائیے۔

فوائد

(۱) عشق وہ دولت ہے کہ اس کے بالمقابل جملہ دولتیں ہیچ ہیں۔

(۲) مومن موت کو ایک پل سمجھتا ہے جس سے پار ہو کر وہ اپنے محبوبِ حقیقی کو جا ملتا ہے۔

الموت جسر یوصل الجسب الی الحبیب

موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

(۳) عشق جیسی لذت اور مزہ کسی شے میں نہیں۔ اسی لئے ایک شاعر نے لکھا ہے کہ

مزہ جو مرنے کا عاشق بیاں کبھی کرتے	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

انہیں کی بو مایہ سمن ہے انہیں کا جلوہ چمن چمن ہے

انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

حل لغات

مایہ، پونجی، مادیہ، سامان، ہر چیز کی بنیاد۔ سمن، چنبلی۔ چمن، سبز کیاری، چھوٹا سا باغ۔ گلشن، باغ، چمن۔ پھلواری۔ مہک، خوشبو۔ رنگت، بہار، رنگ، ڈھنگ۔

شرح

چنبلی کی خوشبو کا سرمایہ بھی حضور اکرم ﷺ سے ہے اور آپ کا جلوہ ہر چھوٹے بڑے باغ میں ہے آپ ہی سے جملہ باغات مہک رہے ہیں آپ ہی کی رنگت گلاب کو نصیب ہے۔

تری جلو میں ہے ماہ طیبہ ہلال ہر مرگ و زندگی کا

حیاتِ جاں کا رکاب میں ہے مماتِ اعدا کا ڈاب میں ہے

حل لغات

جلو (تُرکی بولی) لگام، باگ، زینت، ٹھاٹھ، ہمراہی۔ ماہِ طیبہ، مدینہ کا چاند (ﷺ) ہلال، پہلی رات تا تیسری کا چاند۔ مرگ، موت۔ رکاب، گھوڑے پر چڑھنے کا آہنی حلقہ، طباق۔ ممات، موت۔ ڈاب، ایک قسم کی لمبی گھاس، مونچھ، کچا ناریل۔ اعداء، دشمن۔

شرح

اے مدینہ کے چاند حبیب کبریا ﷺ موت وحیات آپ کے قبضہ میں ہے ہر ایک کی روح آپ کی سواری کے رکاب میں اور ہر ایک دشمن کی موت آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سیاہ لباسانِ دار دنیا و سبز پوشانِ عرشِ اعلیٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض ان کی جناب میں ہے

حل لغات

سیاہ لباساں، سیاہ لباس والے۔ دار دنیا، دنیا کا گھر۔ سبز پوشاں، سبز لباس والے۔ جناب، حضور، قبلہ۔

شرح

دنیا میں اقامت پذیر ہوں یا عرشِ اعلیٰ کے باسی ہوں سب آپ کے لطف و کرم کے پیاسے ہیں یہ تمام ہمارے قبلہ حضور اکرم ﷺ کا فیض ہے۔

وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

حل لغات

لبہا لب کی جمع ہونٹ مبارک، نازک، لطف۔ جھڑتے از جھڑنا وغیرہ۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے لبہائے نازک پھول سی نزاکت والے ہیں جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو آپ کے لب اطہر سے ہزاروں پھول جھڑتے ہیں۔ بلبل نے ہزاروں گلزاروں کو دیکھا ہے ان سے پھول برآمد ہوتے ہیں لیکن ہمارے آقا ﷺ کے لب اطہر ایک پھول ہے اس سے ہزاروں گلزار برآمد ہو رہے ہیں یہ انوکھا پن صرف اور صرف یہاں ہے اور بس۔

جلی ہے سوزِ جگر سے جاں تک ہے طالب جلوۂ مبارک
دکھا دو وہ لب کہ آبِ حیوان کا لطف جن کے خطاب میں ہے

حل لغات

سوز، جلن، دکھ، رنج، غم، ملامت۔ جلوہ، کسی خاص طرز سے آپ کو ظاہر کرنا، سامنے آنا، رونق، نور وغیرہ۔ آبِ حیوان، آبِ حیات ایک چشمہ جو بحر ظلمات میں سمجھا جاتا ہے مجازاً معشوق کے ہونٹ، معشوق کا منہ وغیرہ، چہرے کی رونق، بادشاہوں کے پینے کا پانی، صاف ٹھنڈا میٹھا پانی۔ خطاب، گفتگو۔

شرح

سوزِ جگر سے جان تک چلی گئی طالب جلوہ مبارک ہوں وہ لب اطہر دکھا دو کہ جن کی گفتگو میں آبِ حیات جیسا لطف نصیب ہوتا ہے۔

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر میرے پیغمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

حل لغات

منکر نکیر، دو فرشتے جو قبر میں مردے سے سوال کریں گے۔ حامی، حمایتی، مددگار، معاون، نگہبان۔ یاور، مددگار، معاون، حمایتی۔

شرح

قبر میں سر پر منکر نکیر کھڑے ہیں اس وقت نہ کوئی حامی ہے نہ کوئی مددگار ہے اے میرے پیغمبرﷺ تشریف لاکر مجھے ان کے جواب دینے کی تلقین فرمایئے کیونکہ ان کے جواب دینے میں سخت مشکل درپیش ہے۔

اس شعر میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر سنی کو ہمت بندھوائی ہے کہ قبر میں نکیرین کا آنا حق ہے لیکن حبیب خداﷺ اور کسی محبوبِ خدا یعنی ولی اللہ سے عقیدت مضبوط کرلو تو پھر ایسے مسلمان کے لئے معاملہ آسان ہے اس لئے ایسے عقیدہ والوں کی رہبری کے لئے نبی کریمﷺ اور اولیاء اللہ کی مدد شامل ہوتی ہے۔ امام شعرانی میزان الکبریٰ میں لکھتے ہیں

ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون فی مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم فی موقف من المواقف

بیشک تمام پیشوا علماء و اولیاء اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں جب ان کے پیروؤں کی روح نکلتی ہے جب نکیرین اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں وہ اس کی کسی جگہ اس سے بالکل غافل نہیں ہوتے۔

نیز یہی امام شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں

جمیع الائمة المجتھدین یشفعون فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمة حتی یجاوزوا الصراط. (المیزان الکبریٰ)

تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کی کرتے اور دنیاوقبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہوجائیں۔

نیز اسی المیزان الکبریٰ میں ہے

واذا کان مشائخ الصوفیة یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاھوال او لشدائد فی الدنیا والاخرة فکیف بائمة المذاھب

اور جب مشائخ صوفیہ (اولیاء) ہر ہول اور سختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیاوآخرت میں خیال رکھتے ہیں تو آئمہ مذہب کا کیا کہنا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

اور جب اولیاء مشائخ اور ائمہ مذہب کے لئے حق اور ثابت ہے تو پھر امام الانبیا ﷺ کے لئے عرض کرنا بھی حق اور ثابت ہے کہ عرض کیا جائے

بتادو آکر میرے پیغمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

حل لغات

دفتر، کچہری کے کاغذات کی کتاب۔

شرح

اللہ صفت قہار میں غضب پر ہے ادھر ہماری غلط کاریوں کے دفتر کھلے پڑے ہیں اے شافع محشر ﷺ تشریف لاکر بچایئے کہ آپ کا غلام عذاب میں ہے۔

شفاعت کے ابواب بھرے پڑے ہیں کسے انکار ہے کہ محشر میں نہ صرف حضور اکرم ﷺ بلکہ آپ کی امت کے اولیا علماء کے علاوہ عام نمازی وغیرہ بھی شفاعت کریں گے

حضرت امام شعرانی مواقع الانوار القدسیہ میں لکھتے ہیں

كل من كان متعلقا بنبى او رسول او ولى فلان بحضرة وياخذ بيده فى الشدائد

جوکوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کامل کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ ولی و نبی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔

اور امام الانبیا ﷺ کی تو بات ہی کیا ہے کیا خوب فرمایا

جدھر خدا ہے ادھر نبی ہے جدھر نبی ہے ادھر خدا ہے　　خدائی بھی سب ادھر پھر یگی جدھر وہ عالم مقام ہوگا
خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ان کی مرضی خدا کی مرضی　　انہی کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہی کی مرضی پہ کام ہوگا

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

حل لغات

اضطراب، گھبراہٹ، بے چینی۔

شرح

الحمد للہ ہمیں ایسا کریم نبی ﷺ عطا ہوا کہ جن کے ہر وقت سخاوت کے لئے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں اور ان کے لئے خزانے بھی بے بہا ہیں کہ ان کی عطاء و سخا سے کوئی کمی نہیں آئیگی پھر اب اے مفلسو بتاؤ تمہارے دل کو گھبراہٹ کیوں؟

حضور اکرم ﷺ کے جود و سخا پر اس شرح حدائق میں متعدد مقامات پر بحث آ چکی ہے آپ کے لئے بے بہا خزانوں کے متعلق روایات بیہقی و ابونعیم و حاکم وغیرہم میں ہے کہ ''اعطی المفاتیح'' تمام کنجیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا ہوئیں۔ الامن والعلی شریف میں امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ کنجیاں دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا ہوئیں۔ مطالع المسرات میں ہے

كل ماظهر فى العالم فانما يعطيه سيدنا محمد ﷺ الذى بيده المفاتيح فلا يخرج من الخزائن الا لهية شئى الا على يديه ﷺ

جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ سیدنا محمد ﷺ ہی عطا فرماتے ہیں کہ انہی کے ہاتھ میں سب کنجیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ہاتھوں پر۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی اور مفر مقر جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

شارحِ بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں

هو ﷺ كله خزاينة الله و هو موضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه و لا ينقل خير الا عنه ﷺ

یعنی حضور اکرم ﷺ خزانہ رازِ الٰہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی امر نافذ نہیں ہوگا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے (ﷺ)

گنہ کی تاریکیاں ہم پہ چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرماکہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

حل لغات

چھائیں از چھانا، گھرنا، غالب ہونا۔ امنڈا، اُمنڈنا کا حاصل مصدر اسم، بھر آنا، جمع ہونا، ابلنا۔ اضطراب، پریشانی۔ کالی گھٹائیں، نہایت سیاہ، کالے بادل۔ مہر، مہربانی، محبت، کرم۔

شرح

گنہ کی تاریکیاں غالب ہیں کالی گھٹائیں بھی جمع ہو کر ہمارے سر ہو گئیں ہیں اے اللہ کے آفتاب منور ﷺ مہربانی فرمایئے کہ آپ کا غلام ایک ذرہ کمتر بہت بڑی پریشانی میں ہے۔

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
رضاؔ سے حساب لینا رضاؔ بھی کوئی حساب میں ہے

حل لغات

لئیم، ناکس۔ حساب، گنتی، شمار۔

شرح

اے کریم اپنے کرم کا صدقہ، کمتر اور بے کار غلام کو نہ شرمایئے رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے حساب لینا بھلا رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی کسی شمار اور گنتی میں ہے۔

نعت ۷۰

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے

حل لغات

گھٹا، سیاہ، بادل، سیکھ، گھن۔ کالی، سیاہ، ایک دیوی کا نام۔ بیکسی، عاجز، غریب۔ آفت، دکھ تکلیف، مصیبت وغیرہ۔ آقا (ترکی) صاحب افسر، مالک۔ والی، آقا، وارث، دوست، مددگار۔

شرح

مانا کہ شب قبر اور حشر نہایت سخت اور اندھیری ہے اور ہمارے گناہوں کی گھٹا بھی اس سے بڑھ کر ہے لیکن میرا عقیدہ ہے کہ میرے دل بیکس کا ایسی آفت اور بلا میں تو صرف آپ ہی میرے آقا و مولیٰ اور حامی و مددگار ہیں (ﷺ)

نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

حل لغات

مایوس، ناامید۔ صدا، گنبد کی آواز، آہٹ، فقیر کی آواز یہی مراد ہے۔ گور غریباں، مسافروں اور غریبوں کا قبرستان، عاشقاں صداقت شعار کا مزار۔

شرح

ناامید نہ ہو اے سنی بھائی غریبوں و مسافروں کے گورستان سے آواز آ رہی ہے یعنی عاصیانِ امت پکار رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں اس امت کا حامی نبی شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ہے ﷺ اور اللہ اپنے بندوں کا مالک ہے وہ رحیم و کریم ہے اسی لئے امید کرو یقین رکھو تم کو بالآخر نجات نصیب ہوگی۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے

حل لغات

چاندنی، چاند کی روشنی۔ پاکھ (ہندی) حصہ، پندرہ دن کی مدت۔ اجالی، اجالا کی مونث، روشنی، چاندنا، چاندنی

(روشنی)

شرح

اے غافل مسافراترتے چاند یعنی ابھرتی جوانی میں یا پھر ڈھلتی چاندنی یعنی جوانی کے انتہائی اور بڑھاپے کی آمد پر کچھ نیک اعمال کرنے ہیں تو کرلے ورنہ جب اندھیرا پاکھ(پندرہ دن) کے بعد چاند کی روشنی کا چھپ جانا یعنی بڑھاپا آیا تو پھر کچھ نہ ہو سکے گا چاند کی چاندنی کے صرف دو دن چند دن ہیں یعنی جوانی کا جوش لمحوں بھر ہے پھر وہی ضعیفی ونقاہت اسی کو کسی نے کہا

چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات ہے

ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لا اُبالی ہے

حل لغات

ارے، حرفِ ندا، اے فلاں۔ بھیڑیوں، بھیڑیے کی جمع، کتے کی قسم کا ایک مشہور درندہ جسے عربی میں ذئب کہتے ہیں۔ بن، جنگل بیابان۔ ہائے، افسوس۔ لاابالی، غافل، بے پرواہ، آزاد۔

شرح

ارے غافل جہاں تو سو رہا ہے یہاں تو بھڑیوں کا جنگل ہے یہاں تو موذی درند پھاڑ کھانے والوں کا بسیرہ ہے دن تو جیسے گزر گیا اور تیرے سر پر شام آگئی۔ اندھیری رات ہے سوچ تو سہی اے غافل مسافر تو کہاں سویا ہے یار بڑا بے پرواہ اور پرلے درجے کا غافل ہے۔

اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

حل لغات

گھیرا، منڈ آیا۔ گھٹتا (حاصل) مصدر از گھٹنا، سانس رکھنا۔ اکتاتا از اکتانا، بیزار ہونا، تنگ ہونا۔ ساعت، گھڑی۔

شرح

اندھیرا چھا جائیگا جان اکیلی تنہا ہوگی، کوئی ساتھی اور رفیق نہیں ہوگا، دل گھٹ رہا ہوگا، اے پیارے اللہ تعالیٰ کو

یا ذکرا بھی وہ وقت آنے والا جس کا ذکر میں نے تجھے مصرعہ اولی میں سنایا ہے۔

اس غزل کے اکثر اشعار مبنی بر پند و نصیحت ہیں اس شعر میں قبر و حشر کی سختیوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ بھی بتا دیا ہے یعنی ذکر الٰہی کی کثرت۔

مصرعہ اُولی میں قبر و حشر کا منظر کا بیان ہے دوسرے مصرعہ میں ان سختیوں سے محفوظ رہنے کا علاج۔

زمین تپتی کٹیلی راہ بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے

حل لغات

کٹیلی، کٹیلا کی مؤنث دل میں رہنے والا، دلربا، تیز۔ گھائل، زخمی، عشق کا مارا۔ والی، مالک۔

شرح

زمین سخت گرم ہوگی راہ سخت سے سخت تر جاں کھانے والا ہے اور گناہوں کا بوجھ سر پر اور پاؤں میں زخم اور چھالے ان مصائب سے درکنار ہونے والو اب سے سمجھ لو کہ ایسی مشکلات میں تیرا اللہ ہی مالک ہے اس کے سوا تیرا کون ہے فلہٰذا اے بندۂ خدا اللہ کی یاد میں زندگی بسر کر اسی میں تیری بھلائی ہے۔

نہ چونکا دن ہی ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے

حل لغات

نہ چونکا ہوتے ہوتے، نہ جاگ اُٹھا۔ کھوٹی، کھوٹ کی طرف منسوب، عیب، قصور، نقصان، شرارت، فریب۔

ارے، اے۔ او حرف ندا کم رتبہ والے آدمی کو بلانے کی آواز۔

شرح

اے غافل تو سوتے سوتے نہ جاگا دن تو ڈھلنے پر ہے اب تو تو سو رہا ہے تیری منزل دور سفر طویل ہے تیری غفلت سے سخت کی آ گئی منزل تک کیسے اور کب پہنچو گے ارے او جانے والے مسافر تو نے یہ نیند کہاں اور کب سے نکال لی ہے اسے چھوڑ اور منزل طے کرنے کی سوچ ورنہ پچھتاؤ گے بلکہ خوف کے آنسو بہاؤ گے۔

رضاؔ منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

حل لغات

یاں، یہاں کامخفف اس جگہ،اس موقعہ پر۔

شرح

اے رضا (احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) منزل سخت کڑی سہی وہ نہ صرف ایک کے لئے بلکہ سب کوپیش آئیگی تم اس کی سختی کوروتے ہواوراس سے ڈررہے ہولیکن یہ بتاؤ کہ جس آقاﷺ کے غلام ہو کیا لطف وکرم سے ان کا ہاتھ خالی ہے جب تمہارا عقیدہ ہی پختہ ہے کہ وہ کریمﷺ کے ہاتھ خالی نہیں تو پھر پریشانی کیوں وہ خود ہی تمام دکھ درد ٹال دیں گے۔

نعت شریف ۷۱

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لئے احمد سا والی ہے

حل لغات

ہاتف، آواز دینے والا، غیبی آواز، فرشتہ۔نوید، خوشخبری، بشارت۔ مآلی میں یاءمصدر یہ ہے، مآل انجام، مقصد۔ سا، مانند، جیسا، مثل۔والی، آقا، وارث، دوست، مددگار۔

شرح

گنہگاروں کو نیک انجامی کی غیبی فرشتہ خوشخبری سنارہا ہے کہ گنہگارو مبارک ہو کہ تمہاری شفاعت کے لئے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰﷺ جیسا آقا ہے کہ جن کی پیدائش لے کروصال پھر مزار تا حال بلکہ الی یوم الحساب تمہاری فکر ہے کہ جب تک تمہیں بخشوانہ لیں وہ جنت میں قدم نہ رکھیں گے اُدھر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جب تک حضوراکرمﷺ جنت میں نہ جائیں گے بہشت کے دروازے بند ہوں گے آپ ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوائیں گے۔

احادیث مبارکہ

حضوراکرمﷺ فرماتے ہیں

انا اول من تنشق عنه الا رض فاکسی الحلة من حلل الجنة ثم اقوم عن یمین العرش لیس احدمن الخلائق یقوم ذلک المقام غیری

میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا میں عرش کی دہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوقِ الٰہی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی

میں ہی حاشر ہوں ہ تمام لوگ میرے قدموں پر اُٹھائے جائیں گے یعنی روزِ محشر

امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا امت کا انتظار کرتا رہوں گا کہ پلصراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آکر عرض کریں گے اے محمد یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کردیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق فرمادے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند ہوگیا ہے (حدیث میں فرمایا مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی) حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زیرِ عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو کسی مقرب فرشتہ کو نہ ملا نہ کسی نبی مرسل نے پایا۔

مسند احمد صحیح مسلم میں انہیں سے مروی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اتی باب الجنة یوم القیمة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت ان لا افتح لا حد قبلک

میں روزِ قیامت درِ جنت پر تشریف لا کر کھلواؤں گا داروغہ عرض کرے گا کون ہے میں فرماؤں گا محمد ﷺ عرض کریگا مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا

لا افتح لاحد قبلک ولا اقوم لاحد بعدک

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لئے کھولوں نہ حضور کے بعد کسی کے لئے قیام کروں۔

اور یہ دوسری خصوصیت ہے حضور اکرم ﷺ کے لئے۔

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جواں کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

حل لغات

قضا (عربی) خدا تعالیٰ کا حکم، انجام، نتیجہ، پیدائش، بیان، قسمت، بھاگ، وہ عبادت جس کا وقت گذر گیا ہو، موت، کال، یہاں موت مراد ہے۔ والی (عربی، مذکر) آقا، وارث و دوست، مددگار یہی معنی مراد ہے۔ دوسرا ولی، والا کی تانیث۔

شرح

موت حق ہے لیکن اس شوق کا اللہ مالک ہے جو محبوب کریم ﷺ کے حکم پر اللہ کی راہ میں قربان ہو وہی درحقیقت جان اللہ والی ہے کیونکہ جان اسی کی عطا کردہ ہے اگر اسی کی راہ میں شہید ہو تو وہی اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ ہو درحقیقت حقیقی جان وہی ہے۔

صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ مجاہدات میں نفس کو مصروف رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے کا دوسرا نام ہے اور مجاہدات وہی جو اتباع رسول ﷺ کی اتباع میں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول خاتم النبیین نہ صرف چراغ بن کر آئے کہ اس سے دنیا کا ایک خطہ یا ایک کونہ روشن ہو بلکہ وہ آفتابِ جہاں تاب بن کر تشریف لائے جس سے تحت الثریٰ سے لے کر عرشِ معلیٰ کی رفعتوں تک تمام کائنات جگمگا اُٹھی، دنیائے جہاں کا گوشہ گوشہ آپ کے نورِ جہاں تاب سے مجلی و منور اور روشن ہو گیا۔ جملہ موجودات و مخلوقات آپ کے عالم گیر اور ہمہ گیر روشنی سے روشن ہے آپ کے وجود باوجود اور آپ کی ہستی جو باعث ایجادِ عالم ہے دنیا میں حجت اور برہان اور دلیل بن کر آئی۔ آپ کی ہمہ گیر اور عام رحمت سے نہ صرف ایمان دار متمتع اور فیضاب ہوئے بلکہ اس سے کفار بھی محروم و بے نصیب نہ رہے۔

آپ نے اپنے علم سے جس کی وسعت و پہنائی بجز رب جلیل کے کوئی نہیں جانتا نوعِ انساں کو ہر وہ چیز سکھا دی جس سے انسان اوصاف انسانیت سے متصف ہو کر اپنے اشرف المخلوقات ہونے کی مثال اور نمونہ بن جائے۔

آپ نے ساری عمر بنی آدم کی ہدایت میں گزار دی آپ نے انسانی زندگی کا اس کے ہر شعبہ اور نوع میں کامل اور اکمل سبق دیا جس سے انسان اپنی زندگی کی جملہ سعادات اور فلاح و بہبود اور کامرانی سے ہمکنار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ رب تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کو اپنی اطاعت کے ساتھ سب ایمانداروں اور مسلمانوں پر

فرض کیا۔اس لئے کہ آپ کی غلامی اور اتباع میں دین و دنیا کی فلاح و بہبود مضمر ہیں یہی ایک آئین بلکہ آئین کا امام اور گُر ہے کہ دنیا میں مسلمان اس حیثیت سے کہ اس نے اسلام کو قبول کیا ہے اس کا کوئی عمل اس کا کوئی قدم اس کا کوئی قول حضورا کرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور سنت کے خلاف نہ ہو۔آپ کی سنت کی اتباع اور کامل فرمانبرداری کا نہ صرف عوام اور غریبوں مسکینوں کو حکم ہے بلکہ سلاطین و شاہانِ زمانہ پر بھی بشرط اسلام آپ کی اتباع لازم ہے۔

بادشاہوں پر بھی اتباعِ رسول لازم ہے

بلکہ اتباعِ رسول کا لزوم و وجوب امت کے اکابر اور ان کے بادشاہوں اور امیروں اور وزیروں اور سفیروں پر اشد اور بہت اہم ہے اس لئے قوم کے بزرگ معاشرہ میں وہ مقام رکھتے ہیں جو دل کو جسم اور اس کے اعضاء میں حاصل ہے اگر دل اچھا ہوگا تو تمام اعضاء اچھے۔

روح الله کے کاموں اور عالم امر سے ہے

اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہیں ہوئی عالم خلق جدا ہے عالم امر جدا ہے۔جس چیز میں ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اس کو عالم خلق کہتے ہیں کیونکہ لغت میں خلق کے معنی اندازہ کرنے کے ہیں اور آدمی کے دل کے لئے اندازہ نہیں اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اس میں ایک طرف کسی چیز کا دل اور دوسری طرف اس چیز کا علم ہونا پایا جاتا اور ایک ہی وقت میں وہ اس کا عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتیں محال ہیں اور روح باوجودیکہ قابلِ تقسیم نہیں اور مقدار کو اس میں دخل نہیں مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے جیسا کہ خلق اندازہ کرنے کو کہتے ہیں ویسا ہی پیدا کرنے کو کہتے ہیں تو اس معنی میں روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی میں عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہیں اس واسطے عالم امر ان چیزوں سے عبارت ہے جس میں ناپ اور اندازہ کو دخل نہیں جو لوگ روح کو قدیم سمجھے اور جنہوں نے روح کو عرض کہا غلط کہا کیونکہ عرض خود قائم نہیں دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اس کا تابع ہے تو روح کیونکر عرض ہوئی اور جنہوں نے روح کو جسم کہا ہے ان کو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہوسکتا ہے لیکن روح ٹکڑے نہیں ہوسکتی ہے۔

ایک اور چیز ہے دل اس کو بھی روح کہتے ہیں وہ ٹکڑے بھی ہوسکتی ہے اور وہ جانوروں کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا محل ہے جانوروں کے واسطے وہ روح نہیں ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتوں کے گوہر جنس سے ایک جوہر ہے اس کی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اس کی تفصیل کرنے کی اجازت نہیں اور دین کی راہ میں چلنے میں پہلے اس کو پہچاننے کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلے دین کی راہ میں محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی

شخص کماحقہ ریاضت کرے گا تو یہ پہچان اس کو خود بخود حاصل ہو جائے گی اور یہ معرفت منجملہ اس ہدایت کے ہے جو اس آیت میں حق تعالیٰ نے فرمائی ہے

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (پارہ ۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت ٦٩)

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

اور جس نے پوری ریاضت نہیں کی اسے روح کی حقیقت کہنا درست نہیں لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر کو نہیں جانے گا جہاد کیسے کرے گا۔

ترا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

حل لغات

گلبن، بالضم وحروف سوم باء موحدۂ مضموم ہے، درخت گل سرخ و بفتح باء موحدۂ خواندن خطاست، غیاث بنا بالکسر بمعنی بنیاد۔

شرح

شعر ایمان افروز، حقیقت آمیز اور فن شاعری کا ایک شاہکار ہے۔ دونوں مصرعوں میں لفظ ''ڈالی'' اہل ایمان کے لئے مصری کی ڈلی ہے۔ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ کا سراپا شریف گویا ''رحمت کی ڈالی'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کی بناء اسی وجودِ باجود سے ڈالی ہے۔ ساری کائنات پر اللہ کی جو رحمت نظر آتی ہے وہ اسی ذاتِ بابرکات کا صدقہ ہے اور یہی وہ ذاتِ بابرکات کا صدقہ ہے اور یہی وہ ذاتِ پاک ہے جو دونوں جہانوں کے لئے مجسم رحمت ہے۔

خدا تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کا رسول (ﷺ) رحمۃ للعالمین ہے۔ ربوبیت کے اظہار کے لئے رحمت کا ہونا ضروری ہے ماں کے سینے میں بچے کے لئے اگر رحمت موجود نہ ہو تو ماں کبھی اپنے بچے کی پرورش نہ کرے۔ اسی لئے بچے کی ماں کے سینے میں اپنے ہونے والے بچے کے لئے بے پناہ محبت و رحمت پیدا کر دی جاتی ہے تاکہ ماں کی صفتِ ربوبیت کا اظہار ہو سکے۔

بلاتشبیہ خدا تعالیٰ نے اپنی صفت رب العالمین کے اظہار کے لئے سب سے پہلے رحمۃ للعالمین ﷺ کا پیدا فرمایا یہ رحمت پیدا ہوئی تو خدا کی ربوبیت کا بھی اظہار ہونے لگا اور یہ حقیقت ہے کہ اگر رحمت عالم پیدا نہ ہوتے تو خدا کسی چیز

کی بھی ربوبیت نہ فرماتا اور نہ کوئی چیز موجود ہوتی ۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　　جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

یہ شعر ''وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ'' کی تفسیر ہے یہ صفت اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب پاک ﷺ کوعطا فرمائی یہ درجہ کسی کوعطا نہ ہوا اور نہ ہونے کا امکان ہے۔

شعر ہذا کے مصرعہ ثانی کی وضاحت یوں ہوگی رب کی صفت ہے رب العلمین اور حضور اکرم ﷺ کی صفت رحمۃ للعالمین یعنی جو خدا پاک رب ہے اس کے لئے حضور اکرم ﷺ رحمت ہیں بلکہ یوں کہو کہ ربوبیت جس کسی کو فیض پہنچا وہ رحمت مصطفیٰ کے صدقے سے۔(ﷺ)

مزید سنیئے عالم کہتے ہیں اللہ کے ماسویٰ کو۔اب اس میں بہت سی قسمیں ہیں عالمِ امکان ، عالمِ امر، عالمِ انوار، عالمِ اجسام، عالمِ ملائکہ وغیرہ پھر عالم اجسام میں عالمِ انسان، عالمِ حیوانات، عالمِ نباتات، عالمِ جمادات۔اس العلمین کے کلمے سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ہر ہر عالم کے لئے رحمت ہیں ملائکہ کے لئے بھی اور جانوروں کے لئے بھی، کافروں کے لئے بھی، مسلمانوں کے لئے بھی۔

روح البیان نے اسی آیت کے ماتحت ایک حدیث نقل فرمائی کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبرئیل ہم تو رحمۃ للعالمین ہیں اور تم بھی عالم میں ہو بتاؤ تم کو ہم سے کیا رحمت ملی ؟عرض کیا یا حبیب اللہ اب تک مجھے اپنے انجام کار کی خبر نہ تھی خراب ہو یا اچھا (آخر ابلیس کا انجام حضرت جبریل دیکھ ہی چکے تھے) لیکن آپ کی وجہ سے مجھ کو امن مل گیا اور مجھے اطمینان ہو گیا کیونکہ رب نے میرے بارے میں قرآن میں فرمایا

ذِیۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِی الۡعَرۡشِ مَکِیۡنٍ۝مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیۡنٍ ۝ (پارہ ۳۰،سورۃ التکویر،آیت ۲۰،۲۱)

جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے۔

پھر انبیاء و مرسلین ملائکہ مقربین کو بھی حضور سے رحمت ملی ، کفار کو بھی ہر طرح سے رحمت ملی۔حضور ﷺ سے پہلے دنیا میں عذابِ الٰہی آتے تھے اب وہ بند ہوئے ، دنیا میں گناہوں پر رسوائی ہوئی تھی موقوف ہوئی ، قیامت میں بھی مقامِ محشر سے نجات دلانا اور حساب شروع کرانا حضور ہی کے دم سے ہوگا۔ابولہب کو دوشنبہ کے دن عذاب میں کمی ہوئی حضور کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے۔

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خم گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

حل لغات

ٹپکتی ہے،از ٹپکنا،،قطرہ قطرہ گرنا،رسنا۔خم (فارسی) ٹیڑھ، جھکاؤ،کجی پیچ۔

شرح

اے حبیب خداﷺ آپ کی شرم وحیاء معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کا جلال کی بڑی شان ہے کہ آپ جیسا بڑی عظمت والامحبوب بھی اس کے سامنے سر جھکائے ہے۔ہلال آسمان کی گردن خم ہےتو بھی اس ذوالجلال کے جلال سے اس لئے کہ آپ اس ذات بے نیاز قریب تر اور حبیب لبیب ہیں جب آپ اس کے جلال سے خوفزدہ ہوکرشرم وحیا سے آنکھیں نیچے رکھتے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ ذات ذوالجلال والاکرام ہے۔

حضرت امام قاضی عیاض شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ شرم وحیاء وہ ایک ایسی رقت ہے جوانسان کے چہرے پر اس وقت نمودار ہوتی ہے جب وہ کسی مکروہ عمل کو دیکھے یا ایسے کام کو دیکھے جس کا نہ کرنا بہتر ہو۔اعضاءِ چشم پوشی یہ ایک وہ صفت ہے جب انسان کسی ایسی چیز کو دیکھے جس کو اپنی طبیعت سے بُرا جانتا ہو پھر اسی سے منہ پھیرے تو اس میں بھی حضورﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حیا فرمانے والے اوراس سے بڑھ کرغض بصر یعنی چشم پوشی کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِی النَّبِیَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ا (پارہ۲۲،سورۃالاحزاب،آیت ۵۳)

بیشک اس میں نبی کوایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارالحاظ فرماتے تھے۔

حدیث شریف

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالا سناد مروی کہ رسول اللہﷺ پردہ نشین کنواری سے زیادہ حیا والے تھے جب حضوراکرمﷺ کسی چیز سے کراہت فرماتے تو ہم حضوراکرمﷺ کے چہرۂ انور سے پہچان جاتے۔ حضوراکرمﷺ کاچہرہ لطیف تھا ظاہری جلد باریک تھی آپ حیا کی وجہ سے جس بات کومکروہ سمجھتے اس سے روبرو (بالمشافہ) کلام نہ کرتے۔یہ آپ کی شریف النفسی تھی۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ نبی کریمﷺ کو جب کسی کی طرف سے کوئی ناگوار

اطلاع ملتی تو آپ یہ نہ فرماتے کہ فلاں کا کیا حال ہے وہ ایسا کہتا ہے بلکہ آپ یہ فرماتے فلاں قوم کیا کرتی ہے یا فلاں قوم کیا کہتی ہے۔اس سے ان کو باز رہنے کی تلقین فرماتے اور ایسا کرنے والے کا نام نہ لیتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوا آپ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور آپ کی موجودگی میں ناگوار بات کی نسبت کلام نہ فرماتے تھے پس جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا تم اس سے کہہ دیتے کہ اس کو دھوڈالو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ تم کہہ دیتے کہ اس کو اتار دے (تو وہ اتار دیتا)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ فحش گو تھے نہ عمداً فحش بات کہتے اور نہ بازاروں میں چلا چلا کر باتیں کرتے اور نہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے لیکن اس کو معاف کردیتے درگزر فرماتے۔

بروایت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ تورات میں ایسا ہی مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ حیاء کی وجہ سے کسی کے چہرہ پر نظر جما کر باتیں نہیں کرتے تھے اور آپ کسی مکروہ بات کو کنایۃً فرمادیتے تھے۔

زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پاتا ہے جبھی تک ہاتھ خالی ہے

شرح

واہ رے اے خوش قسمت کہ تو نے خود کو فنافی الرسول بنا دیا لیکن خیال رہے کہ فنائیت کے بعد اس تلاش میں ہو کہ اس سے اسے کیا حاصل ہوا تو یہ خام خیالی ہے اس لئے کہ جب تک ابھی اپنے خیال میں ہے یا کیا حاصل کے تصور میں ہے تو پھر سمجھو ابھی ہاتھ خالی ہو جب تک پوری اور کامل ومکمل فنا نہیں پاؤ گے جب تک لا حاصل ہے کمال اسی میں ہے کہ فنا ہی فنا ہو پھر بقا ہی بقا ہے۔حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا

غوثی قطبی رتبہ پایو ، تھیوں شیخ شیوخ لقب ، تانوں کیا تھی پیا
تھی تابع خلقت سب، ھئی گم تھیوں مطلب ، تانوں کیا تھی پیا

غوثی قطبی مرتبہ حاصل کرلیا اگرچہ شیخ شیوخ لقب پالیا تمام مخلوق تابع ہوگئی کیا ہوا کچھ نہیں بس گم ہونا مطلب ہی ہے یہ نصیب ہوگیا تو سب کچھ حاصل ہوگیا۔

صوفیہ کرام رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ مقامِ فنا اتباعِ مصطفیٰ ﷺ پر موقوف ہے انسان آپ کی اتباع کسی ایک عمل

صالح پر ایسی پابندی کرے کہ استقامت کا پہاڑ سمجھا جائے یہاں تک کہ جملہ حالات بدل جائیں لیکن وہ بالکل نہ بدلے اسی لئے بزرگوں کا فرمان ہے ’’الاستقامة خير من الكرامة‘‘استقامۃ کرامت سے بہتر و برتر ہے۔ یہ مضمون خاصہ طویل ہے پیر کامل نصیب ہو یا پھر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف کیمیائے سعادت کا مطالعہ کیا جائے۔ فقیر یہاں پر ایک خاتون کا واقعہ بطورِ نمونہ عرض کرتا ہے۔

حضرت ابوالحسن سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا۔ طواف کے دوران میری نظر ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرے کا حسن (بوجہ نورِ ایمان) چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی غالباً یہ اس کے چہرے کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی غم نہیں پہنچا۔

اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں اور آفتوں سے زخمی ہے دوسرا کوئی میرے غموں میں شریک بھی نہیں رہا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟

کہنے لگی میرے خاوند نے عیدالاضحیٰ کے روز قربانی کی ایک بکری ذبح کی میرے دو بچے کھیل رہے تھے ایک دودھ پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کے لئے اُٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے بڑے نے کہا کہ کیا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر چھوٹے کو مردہ دیکھ کر وہ ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھالیا۔ باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے پیاس کی شدت اور تھکان سے مر گیا میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازے تک گئی کہ خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولہے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو بچے نے جو ہلایا وہ اُلٹ کر اس پر گر گئی جس سے بچے کا بدن جل گیا اور وہ بھی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ میرا ایک بڑی شادی شدہ لڑکی اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ سن کر بیہوش ہو گئی اور اسی حالت میں جاں بحق ہو گئی ان سب کے درمیان مقدر نے مجھے اکیلی چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا کہ ان دلخراش مصیبتوں پر تجھے صبر کیسے آیا؟

وہ کہنے لگی جو صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان یوں بعید پائے گا صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر نہ کوئی اجر ملتا ہے اور نہ اس کا کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

اس خاتون کے صبر سے مجھے سبق ملا کہ اس خاتون کے اس نیک عمل سے اسے ولایت سے نوازا گیا ہے۔

فائدہ

یہ ایک حکایت محض سمجھانے کے لئے عرض کی گئی ہے تاکہ یقین ہو کہ سنت مصطفویہ علیٰ صاحبہا السلام پر استقامت واسقدامت کا نام ولایت ہے اور بس۔

میں اک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے

حل لغات

وقعت (عربی) عزت، اعتبار۔ بے وقعت بمعنی عزت اور بے اعتبار یعنی لاشی۔ والا (فارسی) بلند اونچا۔

شرح

میں ایک محتاج لاشی گدا آپ کے دروازہ کا سگ ہوں آپ کی سرکار بلند وبالا ہے اور آپ کا دربار بھی بہت اونچا ہے۔

اہل سنت خوش قسمت

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں اسی عقیدت کا اظہار فرمایا جو آپ کو اور تمام اہل سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وراثت سے نصیب ہوا کہ الحمد للہ ہم محتاج وفقیر اور گدائے مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ کے درِ اقدس کا خود کو سگ کہلانا فخر سمجھتے ہیں اس لئے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی وجہ سے بڑی سرکار اور اسی عالی مرتبہ کی وجہ سے آپ کا دربار عالی ومتعالی ہے۔ اس دربار سے ہی جو کچھ ملتا ہے جسے ملتا ہے ہزاروں دلیلوں میں سے ایک حاضر ہے۔

حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک خدمت کا صلہ جنت

حضور اکرم ﷺ حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ دونوں شہزادت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوکے روتے بلکتے تھے آپ نے فرمایا کون ہے جو ہماری خدمت میں حاضر کرے اس پر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیس اور دو روٹیاں کہ ان کے درمیان میں روغن تھامے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کفاک اللہ امر دیناک واما امر اخراتک فانا لھا ضامن (مسند الفردوس)

اللہ تعالیٰ دنیا کے تیرے کام درست فرمادے اور تیری آخرت کا میں ذمہ دار ہوں۔

اہل ایمان متوجہ ہوں

سیدنا عبدالرحمٰن عشرہ مبشرہ میں سے ہیں انہیں بہشت کی تو پہلے ہی نوید سعید نصیب ہو چکی لیکن حضور اکرم ﷺ اب اسے دوبارہ ضمانت دے رہے ہیں اس لئے کہ امت کو یقین ہو کہ ضمانت وہی دیتا ہے جس کے ہاتھ میں کچھ ہو خالی ہاتھ خاک ضمانت دے گا۔ میں ایک مسکین فرد کسی بی اے پاس تعلیم یافتہ کو ملازمت کا جھانسہ دوں تو لوگ مذاق اُڑائے گے اگر کوئی صاحب عہدہ اور وزارت عظمیٰ پر فائق ہو وہ صرف زبان سے کہہ دے تب بھی عوام کو یقین محکم ہو جائے گا کہ اسے ملازمت مل گئی۔ بلا تمثیل یونہی سمجھئے کہ سرکارِ کائنات ﷺ نے جنت کی نوید سنائی تو جنت جیتے جی مل ہی گئی۔

تیری بخشش پسندی عذر جوتی توبہ خواہی سے
عموم بیگناہی جرم شان لا ابالی ہے

حل لغات

بخشش پسندی، بخشش کو پسند فرمانا۔ عذر جوئی، اظہارِ معذرت۔ توبہ خواہی توبہ کا سوال۔ عموم، عام۔ بیگناہی جرم، جرم کو بیگناہ قرار دینا۔ لا ابالی، بے پرواہ۔

شرح

اے اللہ العالمین ترا بخشش کا پسند کرنا کہ بندوں کے بہت بڑے جرائم معاف کر دیتا ہے اور معمولی سے عذر و معذرت کو قبول فرمالینا اور توبہ سے بندے سے حساب نہ لینا بلکہ حکم فرمانا کہ توبہ نے اس کے پچھلے تمام گناہ مٹا کر رکھ دیئے میرا یہ عام قانون کہ جرائم کے باوجود بندہ کی بے گناہی قرار دیتا ہے۔ تیری بے نیازی کی یہ ایک عجیب عظیم الشان مثال ہے۔

ابوبکر وعمر وعثمان و حیدر جس کے بلبل ہیں
ترا سروسہی اس گلبن خوبی ڈالی ہے

حل لغات

گلبن (فارسی) درخت، گلسرخ۔ ڈالی، ٹہنی۔

شرح

سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس باغ کے بلبل ہیں آپ کا قد مبارک اس محبوبی درخت کی ایک شاخ ہے یعنی حضور اکرم ﷺ حسنِ ازل کا جلوہ عالم دنیا میں ظہور پذیر ہوا تو گویا آپ حسن

وجمال کا ایک مہکتا ہوا باغ ہیں اور باغ میں بلبلیں چہکتی ہیں اور گل کے عشق ومحبت میں گونا گوں بولیاں بولتی ہیں تو اس گلستانِ محبوبی کے درخت پر چہکنے والی بلبلیں چار ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

رضاؔ قسمت ہی کھل جائے جو گیلاں سے خطاب آئے
کہ تو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدامِ معالی ہے

حل لغات

گیلان، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وطن۔ خطاب، نام، لقب، مدح۔ معالی (عربی) معلیٰ کی جمع مصدر میمی ہے بمعنی بلندی۔ معالی بمعنی بلندیاں۔

شرح

اے رضا (احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) قسمت خوب ہی ہو جائے گی جب گیلان حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ لقب نصیب ہو کہ اے رضا تم ہمارے خدام بلند قدر کی درگاہ کے سگ ہو۔

امام احمد رضا و غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمد رضا وغوث الوریٰ قدس سرہ کی آرزو مذکور رنگ لائی کہ آپ کو بارگاہِ غوثیت مآب سے ایسا خطاب نصیب ہوا کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطۂ ہند میں آپ کو اپنا نائب بنا دیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو حضور غوثِ اعظم، محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات سے بے پناہ عشق اور والہانہ لگاؤ تھا اور آپ کی مجلس میں بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ حضرت غوث الوریٰ کا نام لیا جاتا۔ قلبی وابستگی اور ربط وتعلق خاطر ہی کا فیض تھا کہ بارگاہِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی برکتیں آپ کے سر پر ہمیشہ سایہ فگن رہتیں اور دل کی آنکھوں سے ان کے انوار وتجلیات کا مشاہدہ کرتے رہتے اور انعام و اکرام قادریت کا سلسلہ اتنا دراز ہوا کہ آپ کو بارگاہِ غوث الوریٰ سے نائب غوث الوریٰ کا عظیم ترین اعزاز بخش دیا گیا۔

چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک بہت نفیس اور اونچی سواری ہے حضرت والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے مالک اللہ ہے۔ میرے خیال میں اس سے سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی مراد ہے۔ (الملفوظ جلد ۳ صفحہ ۶۹)

مفتی محمد غلام سرور قادری صاحب لکھتے ہیں حضور مولانا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نقشبندی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوخواب میں حضور پرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ کو سرکار نے فرمایا ہندوستان میں میرے نائب مولانا احمد رضا بریلوی ہیں چنانچہ حضرت میاں شیر محمد صاحب (شرق پوری) اور حضرت محدث علی پوری کو اعلیٰ حضرت سے اس خواب کے بعد اور زیادہ عقیدت ہوگئی۔ آپ بریلی شریف میں حاضر خدمت ہوئے اعلیٰ حضرت بریلوی کا شرف بھی حاصل کیا اور خواب بھی بیان کیا۔ (الشاہ احمد رضا صفحہ ۱۱۰)

متعدد بزرگ حضرات نے اسی طرح کا ایک دوسرا نہایت اہم اور مقدس واقعہ اس انداز سے بیان فرمایا ہے

عارف باللہ شیخ وقت حضرت شیر محمد میاں صاحب شرقپوری قدس سرہ العزیز ایک بار عالم خواب میں حضرت غوث الوریٰ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت شرقپوری نے سوال کیا کہ حضرت اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے؟ ارشاد فرمایا بریلی میں احمد رضا۔ بیدار ہونے کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے اور نائب غوث الوریٰ امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی زیارت سے شادکام ہوئے بریلی شریف سے واپس ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک پردہ کے پیچھے سے سرور دو عالم ﷺ بتاتے ہیں اور احمد رضا بولتے ہیں۔

یہ واقعات ایسی عظیم الشان اور مشہور روزگار شخصیتوں کے بیان کردہ ہیں جن کی کرامت و بزرگی اور صداقت و دیانت کا ایک عالم گواہ ہے اور ایسے صلحاء و اتقیاء کے خواب بھی صحیح اور برحق ہوا کرتے ہیں یہ نکتہ بھی ذہن نشین رہے کہ ان دونوں بزرگوں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہوکر خود اس بات کی گواہی دی۔ عالم بیداری میں روحانی عظمت کی شہادت دی اور اہل سنت و جماعت کے درمیان اس کا اظہار اور اعلان بھی کیا۔

محدثِ اعظم حضرت سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو فاضل بریلوی کے فیض یافتہ اور تلمیذ رشید بھی تھے انہوں نے اپنا ایک ایسا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے جسے سن کر ہر مسلمان کے دل میں فطری طور پر حضرت غوث الوریٰ کی ذاتِ مقدسہ اور ان کے نامِ پاک سے بھی یک گونہ گہری عقیدت اور بے پناہ قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے۔ مسلمانوں کے ایک عظیم الشان مجمع کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے بیان فرمایا۔

دوسرے دن کارِ افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحۂ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اُٹھ پڑے سب حاضرین بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوگئے کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف

لے جائیں گے۔

لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرہ کو نوکِ زبان سے اُٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکارِ غوثیت کی عظمت و محبت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا جاتا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت غوثِ پاک کے ہاتھ میں "چون قلم در دست کاتب" تھے جس طرح کہ غوثِ پاک سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ میں "چون قلم در دست کاتب" تھے۔ (خطبہ صدارت ناگپور)

خود ارشاد فرماتے ہیں سید محمد اشرفی صاحب تو میرے شہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہیں کے جد امجد (یعنی حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا عطیہ ہے۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷۳)

یہ احترام و عقیدت اور شیفتگی و وارفتگی اسی کو ہو سکتی ہے جو دل و جان سے نائب رسول اکرم حضرت غوثِ اعظم جیلانی کی فضیلتوں کا معترف اور ان کا نمک خوار ہو۔ فاضل بریلوی کے اس تعلق خاطر کا ہر ایک کو اعتراف بھی تھا چنانچہ مشہور آزاد خیال ادین و ناقد نیاز فتح پوری نے آپ کے نعتیہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

مولانا حسرت موہانی اور مولانا بریلوی میں ایک شئی قدر مشترک تھی اور وہ ہے غوث الاعظم کی ذات والا صفات جن سے دونوں کی گہری وابستگی تھی۔ مولانا حسرت موہانی کی زبان سے اکثر میں نے مولانا بریلوی کا یہ شعر سنا ہے

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع — جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(ترجمانِ اہل سنت صفحہ ۲۸، کراچی نومبر ۱۹۷۵ء)

حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کئی ایک طویل منقبتیں کہیں جن کے مطالعہ کے بعد یہ تاثر ہر قاری کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے کہ آپ کو ان کی ذات سے بے پناہ عشق تھا اور انہوں نے والہانہ انداز میں اپنی کیفیات دل کا ان کی بارگاہ میں اظہار کیا ہے جس سے غوثیت کبریٰ کی شوکت و اقتدار اور عظمت و جلال کا سکہ دل پر بیٹھ جاتا ہے اور حسن و جمال کی دلبر و دلنواز تصویر نگاہوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ زندگی

کی آخری سانس تک حضرت فاضل بریلوی بس یہی دعا کرتے رہے کہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا　　　　قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

(ردِ بدعات ومنکرات ملخصاً)

نعت شریف ۷۲

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حل لغات

سونا، دھات،مشہور۔ چھائی، غالب آئی۔ رکھوالی،حفاظت، پاسبانی، چوکیداری۔

شرح

اے غافل جنگل ہے جنگل کے علاوہ رات اندھیری ہے طرفہ یہ کہ اس رات میں کالے بادل چھائے ہوئے۔
اے غافلو سونے والو جاگتے رہو یہاں اپنی حفاظت تم نے خود کرنی ہے اس لئے کہ وہ جو یہاں رکھوالے نگہبان مقرر ہیں وہ چور ہیں یہاں چوروں کو حفاظت پر لگایا گیا ہے۔

فراستِ مومنانہ

امام اہل سنت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی یہ فراست مومنانہ ہے کہ شعر ہذا میں سنی عوام کو تحفظ ذات کا احساس دلایا ہے۔

تاریخ برصغیر کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اسلام کی آمد اور غلبہ کی ابتداء ہی سے مقامی آبادی جو مادیت اور بت پرستی کے دلدل میں گرفتار تھی لرز اُٹھی تھی، اسلامی تعلیمات کا راستہ روکنے کے لئے افرادی قوت اور عسکری صلاحیت کا مظاہرہ ہوا لیکن جلد ہی یہ فیصلہ کرلیا گیا کہ ''اسلام'' کو قوت کے بل پر روکا نہیں جا سکتا اس لئے وہ ہتھکنڈے آزمانے کا فیصلہ ہوا جو برصغیر میں صدیوں سے آزمائے جارہے تھے نباتات اور جمادات کو معبود بنانے والوں کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ وہ کسی بزرگ کو بحیثیت بت اپنے مندر میں سجالیں تاکہ نئے دین کے حاملین میں ذہنی خلفشار پیدا ہو وہ لوگ اپنے بزرگوں کو مندروں میں دیکھیں تو احسان مندی کے جذبات سے اُن کی نظریں چندھیا جائیں۔ بدھ مت اور جین مت اس

سازش کا شکار ہو چکے تھے اسلام کے خلاف یہ حملہ کارگر نہ ہو سکا کہ نبی رحمت ﷺ کی ذات گرامی ان کے تخیل میں نہ سما سکی اور ہزاروں حیلوں کے باوجود وہ وجود زندہ بت نہ بن سکا اس میں ناکامی نے نئی راہ دکھائی اور یہ کوشش ہونے لگی کہ ادیان کے اشتراک کا پرچار کیا تا کہ الگ تشخص کی نفی ہو جائے اور یہ صرف اس صورت میں ممکن تھا جب کہ رسالت پناہ ﷺ کے بارے میں ذہنی انتشار پیدا ہو۔ بھگتی تحریک ہو یا دین الٰہی یہ سب ذاتِ رسول ﷺ سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی کوششیں تھیں اس لمفوف عقلی استدلال کی یلغار کے سامنے وہ بزرگ سینہ سپر ہو گئے جنہیں حقائق الاشیاء کی معرفت حاصل تھی اور جو مسلم امت کی اساس کو سمجھتے تھے انہیں یقین تھا کہ اسلامی تشخص کا مرکزی نقطہ وہ محبت وعقیدت ہے جو ہر مسلمان کے سینے میں جناب رسول اکرم ﷺ کے لئے موجزن ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اثباتِ النبوۃ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدارجِ النبوۃ اس سازش کا جواب تھیں۔ ایک میں مقامِ نبوت کے تحفظ اور درست ادراک کی کوشش تھی تو دوسری میں عظمت ذات کے تمام حوالے تھے کفر کی سازش ناکام ہوئی مگر وہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے پھر بھی کوشاں رہا اب وہ مسلمانوں کے دلوں سے اس عقیدت کو نکال پھینکنے کے لئے اندرونی سازش تیار کرنے لگا تا کہ مسلمانوں میں ذات رسالت مآب ﷺ کی حیثیت متنازع بنا دی جائے وہ ایسا گروہ تیار کرنے کی کوشش کرنے لگا جو شعوری یا لاشعوری طور پر وہی کام کرے جو ان کا مقصد تھا وہ چاہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی سطح پر لے آئیں تا کہ عقلِ انسانی کو اپنا ہر زہر آلود تیر آزمانے کا موقع ملے۔ یہ تھی وہ گھمبیر سازش جو جسد امت سے روحِ ایمان چھیننے کی سعی کر رہی تھی ایسے عالم میں فاضل بریلوی کی ذات پوری قوت کے ساتھ میدان میں اتری میارزت میں گھما گھی تو ہوتی ہی ہے مگر محافظ اسلام کا کردار کرنے والے مجدد ملت میں کفر کی یلغار روکنے کا حوصلہ کا تھا اور صلاحیت بھی، تقریری وتحریری محاذ اور عملی جدوجہد نے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ گھات لگانے والے بلبلا اُٹھے مگر وہ مردِ قلندر اس سازش کے ورلے شیطنت کا چہرہ دیکھ رہا تھا اس لئے برملا خبردار کیا

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے　　　سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ انتباہ بروقت ہے اس لئے کہ تاریخ پاکستان کے ابتدائی دور کا مطالعہ کیا جائے اور اس تحریک کے خلاف سازشوں کا بنظر غائر مشاہدہ کیا جائے تو یہ حقیقت مخفی نہ رہے گی کہ فاضل بریلوی کا کردار کس قدر بھرپور اور اثر آفرین تھا۔ ترک موالات کو آپ مسلمانانِ برصغیر کے خلاف اقدام سمجھتے تھے کہ اس کا مقصد مقامی آبادی کے مقابل میں مسلمان آبادی کو بے حیثیت بنانا تھا۔ ترک وطن اور ہجرت کے نام پر برصغیر کو مسلمانوں سے پاک کرنے

کے منصوبے بن رہے تھے جسے عام مسلمان محسوس نہ کر سکے تھے۔مخلوط قومیت، بھگتی تحریک اور دین الٰہی کا جدید سیاسی رُخ تھا فاضل بریلوی نے ان تحریکوں کہ تہہ میں مسلم دشمنی کی کارفرمائی محسوس کر لی تھی آپ کو یقین تھا کہ مسلمانوں کو برصغیر میں رہنا ہے اس لئے اندلس کے حالات پیدا نہ ہونے چاہئیں ۔ برصغیر کو دارالحرب قرار دے کر بھاگنا خودکشی ہوگی کوشش یہ کرنی چاہیے کہ استعمار کو للکارا جائے اور دارالسلام بنانے کا سامان کیا جائے۔ دوقومی نظریئے کے فروغ کے لئے فاضل بریلوی کی محنت جلد رنگ لائی اور حصولِ وطن کے لئے علمی جدوجہد کا آغاز ہوا۔فاضل بریلوی اور آپ جیسے دیگر علماء کرام نے انگریز اور ہندو کی مشترکہ سازش کو بے نقاب کیا یہی وجہ تھی کہ جب تحریک پاکستان کا عملی دور شروع ہوا تو فاضل بریلوی کے متوسلین نے اس میں بھرپور کردار انجام دیا۔حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے عصر حاضر کے تقاضوں کو اسلامی فکر اور دینی غیرت کی روشنی میں سمجھا اور ان کا وہ حل تجویز کیا جو قومی وحدت اور ملی وقار کے لئے ضروری تھا آپ کی شخصیت برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص ایک محسن بزرگ کی حیثیت رکھتی ہے۔ضرورت یہ ہے کہ محسنین کے احساس کا اعتراف کیا جائے اور ایسی شخصیات کو نسلِ نو کے لئے بطور راہب راہنما پیش کیا جائے تاکہ ملی تشخص کے حصول کی منزل آسان ہو جائے۔

فاضل بریلوی کی علمی وجاہت اور فنی مہارت کے باوصف وہ خوبی جو آپ کی شخصیت کا نمایاں وصف ہے وہ آپ کی مومنانہ فراست، ملی درد اور مستقبل کو بھانپ لینے کی بے پناہ قوت ہے۔

اس کی شہادت آپ کی تصانیف مبارکہ اور حدائق بخشش کی بعض نظموں میں موجود ہے منجملہ ان کے آپ کے یہ اشعار جن کا یہی پہلا شعر سونا جنگل الخ اور پھر آنے والے چند اشعار ملا کر سوچئے کہ آپ کی فراست مومنانہ کتنی روشنی اور تابناک ہے۔(مجلّہ امام احمد رضا، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ۱۹۸۹ء)

آنکھ سے کاجل صاف چُرالیں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گھٹری تاکی ہے اور تونے نیند نکالی ہے

حل لغات

کاجل (اردو) چراغ کا دھواں جو ٹھیکرے پر مارتے ہیں یہاں وہ معروف کاجل مراد ہے جو آنکھوں میں حسن کو نکھارنے کے لئے سرمہ کی طرح لگاتے ہیں، آنکھ کا کاجل چرانا چوری کے فن میں کمال عیار ہونا۔ بلا، مصیبت، دکھ، چڑیل، بھوتنی۔ تاکی ازتاکنا، گھورنا، دیکھنا، پہلے سے جان رکھنا، جھانکنا تاڑنا، انتظار کرنا، نشانہ باندھنا، نیند نکالنا، نیند کا

سبب بنانا، سو جانا۔

شرح

یہاں کے چور بلا کے ہیں انتہائی مفسد اور اپنے فن کے بڑے ماہر کاجل یعنی سرمے کو بھی چرا لیتے ہیں یعنی وہ سامان جو ہزاروں اسباب و وسائل سے پوشیدہ اور مشکل ترین جگہ پر محفوظ ہو تو بھی اس کا اڑانا ان کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ وہ دوسروں کی چوری کے بجائے اب وہ تیری گٹھڑی یعنی سامان اُڑانے کی گھات میں ہیں لیکن تو نے بے پرواہ ہو کر نیند کی تیاری کر رکھی ہے۔

بھولے بھالے سنیوں کو انتباہ

سنی عوام بھولے بھالے مذہبی بھروپیوں کے دام تزویر میں بہت جلد پھنس جاتے ہیں اور مکار مذہبی بھروپیا مکر وفریب میں بڑا عیار اور چالاک ہوتا ہے۔ عوام کو پھنسانے کے ہر طرح کے حربے جانتا ہے سب سے پہلے حربہ عملی تقیہ ہے اور اس کی اسے باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے عوام کو اس پر انتباہ فرمایا ہے کہ مکار دشمن نے اب سنی کی گٹھڑی سے اڑانے کی تاک میں ہے اسی لئے اے سنی بھائیوں غفلت کو چھوڑ کر اپنے ایمان کے بچانے کی سوچو اور ان مذہبی بھروپیوں سے دور رہو۔

فائدہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا یہ انتباہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق ہے۔

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

احادیث

ان بیت یدی الساعة کذا بین فاحذروهم. (مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۹)

بیشک قیامت سے پہلے بہت جھوٹے لوگ ہوں گے پس ان سے بچو۔

فرمایا نبی کریم ﷺ نے

انظروا من تجالسون وعمن تا خذون دینکم فان الشیاطین یتصورون فی آخر الزمان فی صور

الرجال فيقولون حدثنا واخبرنا واذا جلستم الی رجل فاسالوہ عن اسمہ وابیہ وعشیرتہ فتفقدونہ اذا غاب. (کنزالعمال جلد ۵ صفحہ ۹۱۲، حدیث ۴۵۱۲)

جس کے پاس بیٹھواور دین کی سمجھ حاصل کرواسے پہلے خوب دیکھ لو کیونکہ آخر زمانہ میں شیطان انسانوں کی شکلوں (گمراہ کرنے کے لئے) حدیثیں پڑھ پڑھ کر سناتے پھریں گے اور کہتے پھریں گے "حدثنا واخبرنا" اور جب تم کسی مرد کے پاس بیٹھنے کا قصد کرو تو پہلے اس سے اس کا نام اور باپ اور قبیلہ کے متعلق پوچھ لو کیونکہ اس کے غائب ہوتے ہی پھر تم اسے نہیں پاسکو گے وہ مفقود ہو جائے گا۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دور

مذکورہ بھروپیوں کی ہر زمانہ میں کمی نہیں رہی لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے دور میں خصوصیت سے مذہبی بھروپیوں نے مختلف بھیسوں میں عوام کے ایمان بگاڑنے میں ہر طرح کی لوٹ مار کر رہے تھے۔ تفصیل تاریخ کی کتب میں ہے فقیر صرف ایک نمونہ عرض کر رہا ہے۔

اسلام کے خلاف دشمنانِ اسلام کی تخریبی سازشوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو بہت سی ایسی جماعتیں معلومات کے اُجالے میں آجائیں گے جن کا سلسلۂ نسب کسی عیار دشمن کے فتنہ پرداز ذہن سے جاملا ہوگا۔

مثال کے طور پر ہندوستان میں قادیانی جماعت کو لیجئے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس کا وجود سرتاسر انگریزی سامراج کا شرمندہ احسان ہے جیسا کہ خود قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے مکذوب کے الفاظ یہ ہیں

"میں اپنا کام نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔" (تبلیغ رسالت جلد ۶ صفحہ ۶۹)

مرزائیوں کی عیاری و مکاری نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو کچھ کیا یا کر رہے ہیں وہ کسی سے ڈھکا چھپا معاملہ نہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہبی اتحاد کو توڑنے کے لئے انگریزوں کا یہ پہلا مورچہ تھا جو نہایت کامیاب ثابت ہوا لیکن چونکہ قادیانی جماعت اپنے کھلے ہوئے امتیاز اور چونکا دینے والے نام ونشان کی وجہ سے عام مسلمانوں میں بار نہیں پاسکتی تھی اس لئے انگریزوں کو ایک ایسی مذہبی تحریک کی ضرورت پیش آئی جس کے چلانے والے اپنے ظاہر کے

اعتبار سے مسلمانوں میں باریاب ہونے کی فنکارانہ صلاحیت رکھتے ہوں تا کہ ان کے ذریعہ مسلمانوں کو مذہبی انتشار میں مبتلا کیا جا سکے۔

تبلیغی جماعت کا انگریز سرپرست نمبر ۱

اس عظیم مقصد کے لئے انگریزوں نے مالی امداد کا سہارا دے کر مولانا الیاس کو کھڑا کیا جیسا کہ دیوبندی جمعیۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ مولانا حفظ الرحمٰن نے اپنے ایک بیان میں خود اس کا اعتراف کیا ہے چنانچہ "مکالمۃ الصدرین" نامی کتاب کا مرتب ان کی ایک گفتگو کا سلسلہ نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے اسی ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۸ شائع کردہ دیوبند)

فائدہ

غور فرمایئے! خالص مذہب کے نام پر کس تحریک کو چلانے کے لئے ایک دشمن اسلام کی امداد کا مصرف سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک مذہب کو دوسرے مذہب سے لڑا کر اہلِ اسلام کی روحانی، اخلاقی اور اجتماعی قوتوں کو نقصان پہنچایا جائے۔

تبلیغی جماعت کا سرپرست نمبر ۲

مولانا اشرف علی تھانوی

اسلام کے نام پر ایک تبلیغی جماعت کی بنیاد ڈال دینے کے بعد طے شدہ مقاصد کے رُخ پر کام کرنے کے لئے اب ایسے فکری مواد کی ضرورت پیش آئی جو دماغوں میں سرایت کرنے کے بعد ایمان کی توانائی سلب کر سکیں اور مسلمانوں میں مذہبی خانہ جنگی کا ایک ایسا سلسلہ شروع کر دیں جو کبھی ختم نہ ہو سکے چنانچہ اس اہم کام کی تکمیل کے لئے مولانا اشرف علی تھانوی کی قلمی خدمات حاصل کی گئیں جیسا کہ اسی مکالمۃ الصدرین میں مولانا شبیر احمد عثمانی کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے مولانا حفظ الرحمٰن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھئے! حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ ۱۱ شائع کردہ دیوبند)

فائدہ

ظاہر ہے کہ حکومت برطانیہ کچھ ان کی مرید نہیں تھی کہ اس رقم کو "پیر مغاں" کا نذرانہ سمجھا جائے اور پھر نذرانے کی رقم بھی ایک آدھ بار پیش کی جاتی ہے ماہ باماہ وظیفہ دینے کا مصرف سوا اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ایک طے شدہ خدمت کا معاوضہ تھا۔

انگریز کا تنخواہ کا گوارا

اسی کے ساتھ یہ خبر بھی ذہن میں رکھئے تو اس راز سربستہ کی ساری گرہ کھل جائے گی کہ مظہر علی نام کے کوئی تھانوی صاحب کے بھائی تھے جو حکومت کے تنخواہ دار سی آئی ڈی افسر تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان سارے مراحل میں وہی درمیان کی کڑی تھے جیسا کہ خود مولانا حسین احمد صاحب نے اپنے مکتوب میں ایک جگہ لکھا ہے مولانا مرحوم (تھانوی) کے بھائی محکمۂ سی آئی ڈی میں بڑی عہدیدار اخیر تک رہے ان کا نام "مظہر علی" ہے انہوں نے جو کچھ کیا ہو مستبعد نہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۲۹۹)

راز سربستہ

مولوی الیاس کی تربیت کے لئے مولوی اشرف علی تھانوی کا انتخاب کیوں حالانکہ مولوی الیاس کا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی اس کی وجہ یہ تھی کہ گنگوہی عوام کو دام تزویر میں پھنسانے کا ہنر نہیں رکھتا تھا اور مولوی اشرف علی تھانوی اس فن کا اُستاد نکلا کہ اُس نے سنیوں کے مرکز میں گھس کر اپنا ہمنوا بنانے کے کئی کارنامے سرانجام دیئے۔ ان میں سے ایک نمونہ حاضر ہے۔

تھانوی کا ایک کارنامہ

تھانوی صاحب کسی زمانے میں کانپور مدرسۂ جامع العلوم میں مدرس تھے۔ اس وقت وہاں کا ماحول چونکہ سرتاسر عشق رسول کی طہارت میں ڈوبا ہوا تھا اس لئے گھر گھر میلا دوذکر رسول کی نورانی محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں چنانچہ حالات کے دباؤ کے تحت ایک عرصۂ دراز تک موصوف بھی اپنے عقیدے کے خلاف میلا دو قیام کے مراسم ادا کرتے رہے۔ جب دیوبندی جماعت کے بعض اکابر کی طرف سے باز پُرس کی گئی تو اس کا جواب موصوف نے یہ دیا وہاں میں نے بدون شرکت میلاد، قیام کرنا قریب بحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ (سیف یمانی مرتبہ مولوی منظور علی نعمانی صفحہ ۲۴)

اس مقام پر ہر دین دار مسلمان کو دعوتِ فکر دیتا ہوں وہ غیر جانب دار ہو کر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں کہ کیا یہی ایک

''مقدس رہنما'' کا کردار ہے کہ وہ محض چند پیسوں کی خاطر اپنے مذہب، اپنے ضمیر اور اپنے اعتقاد کا اس طرح خون کرے۔ تھانوی صاحب کو اگر اپنا دین پیارا ہوتا تو خدا کی زمین بہت وسیع تھی کہیں بھی وہ اپنے مذہبی تقاضوں کو پامال کئے بغیر رزق حاصل کر سکتے تھے لیکن کسی کی نگاہ میں سکہ رائج الوقت ہی اگر سب کچھ ہو تو پھر عقیدہ ہی کیا ہے وہ تو اپنے آپ کو بھی بیچ سکتا ہے جیسا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کی روایت سے یہ راز بھی آشکارا ہو گیا ہے۔

''اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کردوں پھر خود ہی وہابی بن جائیں'' (الافاضات الیومیہ جلد ۳ صفحہ ٦٧)

معاذ اللہ! ذرا وہابیت کے ساتھ عشق تو دیکھئے کہ تنخواہ دے کر کسی کو مسلمان بنانے کی خواہش نہیں پیدا ہوئی لیکن مسلمان کو وہابی بنانے کی تمنا میں جگر کا خون سوکھتا رہا۔ اب اس کے بعد بھی تبلیغی جماعت کی چاٹ پھرت کا مطلب کوئی نہ سمجھے تو اس کے حق میں سوا اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اب اسے خدا ہی سمجھے۔

انگریزوں کے دو ایجنٹوں کا باھمی رشتہ

اوپر گزر چکا ہے کہ انگریزوں نے اس تبلیغی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں کی مذہبی آسائش کا خرمن جلانے کے لئے مولانا الیاس اور مولانا تھانوی کی خدمات حاصل کیں اب ذرا اس سلسلے میں ایک آقا کے دو مشترک ایجنٹوں کا باہمی ارتباط بھی ملاحظہ فرما لیجئے تاکہ کام کی نوعیت اور تخریبی سازشوں کا پس منظر سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائیگی۔ (ملفوظاتِ الیاس صفحہ ۵۷)

اب "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" کی صحیح تصویر دیکھنا چاہتے ہوں تو مولانا الیاس کے حق میں تھانوی صاحب کا "جواب آں غزل" ملاحظہ فرمایئے۔ مولوی محمد یوسف صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں حضرت اقدس تھانوی صاحب قدس سرہ العزیز کی عادت مبارکہ (تبلیغی) جماعتوں کے پہنچنے کے وقت یہ سنی گئی کہ ان کی دعوت فرماتے، دعا فرماتے، بعض دفعہ اصول سے مستثنیٰ فرماتے تھے۔ یہ بھی سنا گیا کہ فرمایا الیاس نے یاس کو آس سے بدل دیا۔ (چشمۂ آفتاب صفحہ ۱۴)

اب جہاں تک تھانوی صاحب کی تعلیمات اور ان کی تصنیفات کے ذریعہ مسلمانوں میں مذہبی خانہ جنگی اور فرقہ وارانہ انتشار کے برپا ہونے کا سوال ہے جو انگریزوں کا اصل مدعا تھا تو اس کے کچھ نمونے پچھلے اوراق میں سپردِ قلم کر چکا

ہوں۔انہیں پڑھنے کے بعد آپ خود بھی محسوس کریں گے کہ نہایت ایمان داری کے ساتھ چھ سو روپے ماہوار کا حق نمک ادا کیا گیا ہے۔

اور پھر فریضۂ منصبی کی یہ ادائیگی اپنے اپنے طور پر دونوں نے کی ہے۔ایک نے فتنہ پرور لٹریچر تیار کر کے اور دوسرے نے تبلیغ و دعوت کا دلفریب طریقہ ایجاد کر کے۔(تبلیغی جماعت از علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی)

آنکھ سے کاجل صاحب چرالیں

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان جیسے مکاروں کو فرمایا ہے چور بلا کے ہیں اور ان کی مکر و فریب کی کاروائی کو آنکھ سے کاجل صاف چرالیں سے تعبیر فرمایا ہے ان چوروں کی بلا کی چوری کی کیفیت آج دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ اہل سنت کے مراکز کو کس طرح تاڑا اور پھر کس صفائی سے ایمان کی گٹھڑی چرائی اگر چہ یہ داستان طویل ہے لیکن چند نمونے علامہ ارشد القادری مدظلہ کے ملاحظہ ہوں۔

علامہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک سوال پر مولوی یوسف بن مولوی الیاس نے کہا جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہہ دیا کہ وہ تبلیغ کریں یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے میں نے کسی سے بھی نہ کہا کہ میلاد و فاتحہ چھوڑ دو حالانکہ جاننے کی حد تک سب جانتے ہیں کہ میرا بھی عقیدہ و مسلک وہی ہے جو اکابر دیوبند کا ہے لیکن میں نے اچھی طرح تجربہ کرلیا ہے کہ ان چیزوں سے براہ راست روکنے کے بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے۔تبلیغی گشت اور مرکز میں چلہ گزارنے کا راز یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اُٹھنے بیٹھنے کا موقعہ فراہم کیا جائے۔یہاں کے ماحول میں ذہن ڈھل جانے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

میری طرف رُخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا مولوی صاحب آپ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک کے اندر اقلیت میں ہیں جب کہ بدعتیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان حالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ مکر سے کام لیں۔آخر مکر بھی کوئی چیز ہے کفر و شرک سے پھیرنے کے لئے مکر سے کام لینا قطعاً کوئی گناہ کی بات نہیں ہے حق پرستی کے جوش میں آ کر اگر ہم تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور وغیرہ کے عقائد برملا بیان کردیں تو لوگ ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں۔

اس لئے میں تمام تبلیغی کارکنوں کو سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ بدعتیوں کے ساتھ مکر سے کام لیں یعنی مصلحت کا تقاضا

ہوتو میلا دو قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش آجائے تو اپنے علماء کو بُرا بھلا بھی کہہ دیں جیسے بھی ہو اُن کے ساتھ لگے رہیں انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں پھرآئیں کبھی نہ کبھی ان میں سے لوگ ٹوٹ کر ادھر آہی جائیں گے۔

مولوی صاحب دیکھو! یہاں مجھے بیس سال ہو گئے تبلیغ کا کام سنبھالے ہوئے اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی ہوا بھی میں نے کسی کو نہیں لگنے دی بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگاتار چلوں اور اجتماعات کے ذریعہ اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی۔ کسی کو دیوبند لے کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کرادیا کسی کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی طرف رجوع کیا جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔

یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو جو تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے زیر اثر خود ہی ان کا ذہن بدل گیا یہاں تک جن شرکیہ رسموں کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے اب بغیر کہے سنے چھوڑ دیا۔ تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پالیا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے۔

حضرت جی اپنا سلسلۂ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایات قلم بند کر دیں تو آپ کو لوگوں تک پیغام پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس درخواست پر حضرت جی نے تیور بدل کر کہا پھر تم نے غلط سوال کیا ہمارے یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے قلم استعمال نہیں کیا جا سکتا بجز اس کے کہ کارکنوں اور طالبین کے خطوط کے جوابات دے دیئے جاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن لکھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے یہاں نہیں پاؤ گے؟

علامہ ارشد القادری مدظلہ فرماتے ہیں کہ حیدرآباد دکن کا امیر جماعت تبلیغی میرے ساتھ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ تبلیغی جماعتوں کے قصے سناتے رہے اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے متعلق اسی سلسلہ میں انہوں نے حیدرآباد کی تبلیغی جماعت کی کارگزاریوں کا بھی تذکرہ چھیڑ دیا جب وہ کہہ چکے تو میں نے اُن سے ایک سوال کیا حیدرآباد تو درگاہوں، خانقاہوں اور مزاراتی روایات کا بہت بڑا گڑھ تھا وہاں تبلیغی جماعت کو قدم جمانے کا موقعہ کیونکر ہوا۔

اس سوال پر وہ اس طرح مسرور ہو گئے جیسے میں نے ان کے حسن تدبر اور ذہانت کا لوہا مان لیا ہو۔ اسی کے بعد اسی جذبۂ مسرت کی ترنگ میں انہوں نے یہ کہانی سنائی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدرآباد عہد قدیم سے بدعتیوں کا بہت

بڑا مرکز تھا، قدم قدم پر کفر و شرک کے بے شمار اڈے تھے، وہاں کی اٹھانوے فیصدی مسلم آبادی شرکیہ رسموں اور بدعات ہی کو اسلام سمجھتی تھی اس لئے بہت ہی حسن تدبیر اور ذہانت کے ساتھ ہمیں اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔

عرس و فاتحہ کی مخالفت کرنے کے بجائے ہم نے یہ طریقہ اپنایا کہ جہاں کہیں عرس کا میلہ لگتا ہم اپنا تبلیغی وفد لے کر وہاں پہنچ جاتے اور لوگوں کو کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتے۔ اصرار کر کے بعض زائرین کو بھی گشت میں اپنے ساتھ رکھتے۔ اس طریقہ کار سے ہمیں دو فائدے پہنچے پہلا فائدہ تو یہ پہنچا کہ ایک بالکل اجنبی حلقے میں ہماری آواز پہنچ گئی اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ کبھی بدعتی مولویوں نے اپنے عوام کو ہماری طرف سے بدظن بھی کرنا چاہا کہ یہ بدعقیدہ اور عرس و فاتحہ کے مخالف لوگ ہیں تو اُنہی کے عوام نے اُنہیں جھٹلا دیا کہ یہ لوگ عرس و فاتحہ کے مخالف ہوتے تو فلاں فلاں عرس میں کیوں دیکھے جاتے۔

اپنی کارگزاریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ہمیں ان گدی نشین پیروں سے بھی کافی مدد ملی جو بریلویوں کی طرح اپنے مسلک میں سخت نہیں ہیں۔ ہم ان کی خانقاہوں میں حاضر ہوئے اور ایک خوش عقیدہ نیازمند کی طرح ہم نے ان کی دست بوسی کی اور انہیں اپنے اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی کئی بار کی آمد و رفت کے بعد جب وہ تیار ہو گئے تو انہیں نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے اجتماع میں لے آئے۔ ان کی ہمرکابی میں ان کے مریدین کا جو دستہ آیا تھا اس نے جب اپنے پیر کے ساتھ ہمارا نیازمندانہ رویہ دیکھا تو ہم سے کافی حد تک مانوس ہو گیا یہاں تک کہ وہ اپنے دوستوں اور پیر بھائیوں میں ہماری خوش عقیدگی کا ایک اچھا خاصا اشتہار بن گیا۔

اس طرح رفتہ رفتہ ہم بغیر کسی فکری تصادم کے وہاں کے اجنبی حلقوں میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ ان حلقوں کی بہت بڑی تعداد نہ صرف یہ کہ تبلیغی جماعت کی ہمنوا بن گئی ہے بلکہ ہم نے انہیں ذہنی طور پر اتنا بدل دیا ہے کہ اب اگر ان کے پیر صاحبان بھی ہم سے قطع تعلق کا انہیں حکم صادر فرمائیں تو وہ اپنے پیر سے قطع تعلق کر سکتے ہیں لیکن اپنی جماعت کے خلاف کچھ سننا برداشت نہیں کریں گے۔

یہاں پہنچ کر ان کا لب و لہجہ بدل گیا انہوں نے فاتحانہ لہجہ میں کہا مولانا شکر ادا کیجئے کہ تبلیغی جماعت کی خاموش جدوجہد کے نتیجہ میں اب وہاں کفر و شرک کے مراکز کی وہ دھوم دھام باقی نہیں ہے۔ میلاد و فاتحہ اور بدعات کی چہل پہل بھی اب دن بدن ماند پڑتی جا رہی ہے، ہمارا جذبۂ جہاد اسی طرح سلامت رہ گیا تو وہ دن دور نہیں ہے کہ جب ان مزاروں پر مکھیاں بھنبھنائیں گی اور ہم ان صنم خانوں کی ویرانی پر شکرانے کے نوافل ادا کریں گے۔

گفتگو کے اس آخری حصے پر میرا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا میں نے تیور بدل کر ان سے کہا آپ کی کارگزاریوں کی روداد سننے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس دنیا میں دجل و فریب کی آخری تربیت گاہ کا نام اب تبلیغی جماعت ہے۔ یہ دنیا اپنی عمر کے آخری حصے سے گزر رہی ہے ہوسکتا ہے قدرتی طور پر دجال کا کیمپ آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں تیار کرایا جارہا ہو۔ اس جواب پر وہ ہکا بکا سے ہوگئے اور یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے بڑا دھوکہ ہوا میں آپ کو اپنا سمجھ رہا تھا۔

گذشتہ دنوں پاکستان شیعہ پولٹیکل پارٹی کے چیئر مین سید سکندر حسین شاہ کو قتل کر دیا گیا جس کی نمازِ جنازہ جامعۃ المنظر کے پرنسپل حافظ سید ریاض حسین نجفی نے پڑھائی اور مولوی عبدالقادر آزاد دیوبندی نے شیعہ کی اقتداء میں شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھی جس کا فوٹو روزنامہ جنگ لاہور کیم جون ۱۹۹۲ء میں موجود ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سپاہ صحابہ مارچ ۱۹۹۲ء کے الیکشن کے بعد پھر سے ''کافر کافر شیعہ کافر'' کے نعرے لگا رہی ہے (اس کی تفصیل ''طرفہ تماشہ'' میں ملاحظہ فرمایئے) اس نے مولوی عبدالقادر آزاد کے بارے میں کیا سوچا؟

آیئے اس کی سوچ پر قربان ذرا نرم ہی ہاتھ رکھا ہے تا کہ ''اپنی کچھاچ دویاں دی ہتھاچ'' کا قول صحیح ثابت ہوجائے۔ کہروڑ پکا میں سپاہ صحابہ صوبہ سندھ کے صدر علی شیر حیدری نے کہا ہے کہ ''مولانا عبدالقادر آزاد نے ایک دوسرے فرقہ کے عالم کے پیچھے نمازِ جنازہ ادا کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے اس لئے وہ قوم سے معافی مانگیں اور ایسی حرکت سے باز رہیں'' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ جون ۱۹۹۲ء)

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

حل لغات

ٹھگ (اردو) دغاباز، چور، احسان کرنے والے کو مار ڈالنا۔ دم میں نہ آنا، اس محاورہ سے ہے کہ دم میں آنا، فریب کھانا، دھوکے میں آنا، اب معنی ہوا دھوکہ نہ کھانا ان کے فریب میں نہ آنا۔ مت (اردو) ہوش، عقل، رائے۔ متولی (بفتح المیم) اردو، مست، نشے میں چور

شرح

یہ مکار اور فریبی جو تجھے اسلام کی دعوت دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ آؤ دین کی باتیں سنو یہ ٹھگ یعنی دغاباز اور ایسا بلا کا چور ہے کہ تمہیں دینی باتوں کے فریب سے تجھے مار کر چھوڑے گا یعنی تجھے حق مذہب سے ہٹا کر بدمذہبی میں پھنسا

دے گا جس سے تجھے ہمیشہ کے لئے جہنم میں ایندھن بنا دے گا جو دنیوی موت سے بدتر قسم کی موت ہے ہائے اے مسافر دنیا اس کے فریب میں نہ آنا اس سے دھوکہ میں نہ آنا۔ اگر تو نے ہماری بات نہ مانی تو پھر تیری غفلت بھی مست اور نشے میں چور ہے۔

حکایۃ تمثیلی

ایک بگلا جزیرہ کے کنارے ایک ٹانگ پر کھڑا آنکھیں بند اور سر جھکائے کھڑا تھا۔ چھوٹی مچھلیوں نے بڑی مچھلیوں سے کہا لو دیکھو ہمارے پڑوس میں کوئی خضر وقت تشریف لایا ہے۔ بڑی مچھلیوں نے انتباہ کرتے ہوئے کہا کہ خبردار اس کے قریب نہ جانا ورنہ جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا لیکن بعض بدقسمت مچھلیوں نے بڑوں کی بات نہ مانی جونہی بگلہ کے قریب گئیں تو بگلے نے ایک جھٹکا دے کر اڑتا بنا۔ اس وقت چھوٹی مچھلی چیخی چلائی لیکن کیا بنتا ہے جب بگلے کے فریب میں پھنسی اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔

یہ حال ہمارے عوام اہل سنت کا ہے کہ جب یہ بگلے مسجدوں میں بستر جما کر یا چلتے پھرتے ان کے دروازوں پر آتے ہیں کہ ان کی طرزِ ادا (کہ سر جھکے ہوئے میٹھی میٹھی باتوں) پر ان کے دام تزویر میں پھنسنے لگتے ہیں تو انہیں تبلیغی جماعت کے بگلوں سے جتنا سمجھایا جائے نہیں مانتے تو پھر یہ بگلے انہیں بالآخر اپنے دام وتزویر میں پھنسا ہی لیتے ہیں۔

فائدہ

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ انتباہ قرآن وحدیث کی ترجمانی ہے

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا

اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

احادیث مبارکہ

يخرج في آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفهاء الاحلام يقرؤن القرآن بالسنتهم لا يجاوز تراقيهم يقولون من قول خير البرية يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية فمن لقيهم فليقتلهم فان في قتلهم اجرا عظيما عند الله لمن قتلهم. (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۴)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخیر زمانے میں ایک قوم نکلے گی چڑھتی جوانی والے، عقل سے کوتاہ، زبانوں سے قرآن پڑھیں گے گلے سے نیچے نہ اُترے گا "قال قال رسول اللہ" کی رٹ لگائیں گے دین سے نکلے ہوں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے تو جو شخص اس سے ملیں چاہیے کہ وہ ان کو قتل کردے یقیناً ان کے قتل کرنے میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر عظیم ہے۔

فائدہ

دورِ حاضرہ میں وہابی دیوبندی مدعی ہیں کہ ہم قرآن کے قاری اور حافظ ہیں لیکن مصطفیٰ ﷺ نے ان کے پورے حلیے معلوم ہونے کا حافظ قرآن اور حدیث دان ہونا بھی محض جھوٹ بناوٹ اور کذب پر عمل ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ کو چاہیے کہ ان کے ایسے جالوں سے بچیں ورنہ قیامت میں پچھتانا کام نہ آئے گا۔

يخرج من قبل المشرق قوم يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لايعودون فيه حتي يعود الهم الى فوقه سيماهم التخليق. (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں گے گلے سے نیچے نہ اُترے گا دین سے ایسے نکلے جائیں گے جیسے تیر شکار سے پھر وہ دین میں نہ آسکیں گے حتیٰ کہ تیر واپس آسکے گا ان کی خاص علامت سر منڈانا ہے۔

فائدہ

وہابیوں نجدیوں کا سر منڈانا ضرب المثل ہے۔ تمام دین پسند اس علامت سے اور ان علامت والوں سے خوب واقف ہیں۔

عن سهل بن حنيف قال قال رسول اللهﷺ يخرج من المشرق اقوام محلقة روسهم يقرؤن القرآن بالسنتهم لا يعدوه تراقيهم يمرقون من الذين كما يمرق السهم من الرمية.

(کنز العمال جلد ٦ صفحہ ٣٤)

سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مشرق کی طرف سے قومیں نکلیں گی "سرمنڈی" زبانوں سے قرآن پڑھیں گے گلے سے تجاوز نہ کرے گا دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے۔

فائدہ

تمام مسلمانوں کو معلوم ہے کہ دیوبندی وہابی جہاں بھی ہیں ان کا شعار بن گیا ہے کہ سرمنڈے ہی نظر آئیں گے اور قرآن خوانی تو گویا ان پر ختم ہے لیکن الحمدللہ دین سے بے بہرہ ہیں۔

من يطع الله اذا عصيته ايامننى الله تعالى على اهل الارض ولا تامنونى ان من ضئضئى هذا قوما يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان ، لئن انا ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد. (کنز العمال جلد ٦ صفحہ ٣٢)

نبی کریمﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنا کر بھیجا ہے اگر میں خداوند کریم کا نافرماں ہوں تو فرمانبردار کون ہوگا۔ یہ منافقین مجھے امین نہیں سمجھتے یقیناً اس آدمی کے نسب سے ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کے قاری ہوں گے اور خنجرے کے نیچے ایمان کی رتی نہ ہوگی دین سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں ان کے ساتھ ملاقات کروں تو ان کو ضرور قومِ عاد کی طرح قتل کردوں۔

فائدہ

مسلمان سوچیں کہ جب وہ بیچارے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور قرآن مجید کے قاری اور حافظ اور اہلِ قبلہ ہوں گے پھر رحمۃ للعالمینﷺ کا ان کے ساتھ عاد جیسی گندی اور سرکشی لڑائی جنگ وجدال اور قتل وغارت کا کیا معنی۔

حضور اکرمﷺ نے فرمایا

ان من بعدى من أمتى قوما يقرؤن القرآن لا يجاوز حلاقمهم يقتلون أهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان ، يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لئن أدركتهم لاقتلنهم قتل عاد. عن ابى

سعید

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد میری امت سے ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں گے مسلمانوں کو قتل کریں گے، بت پرستوں کو چھوڑیں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے اگر مجھے ملیں تو میں ان کو ضرور قومِ عاد کی طرح قتل کردوں۔

فائدہ

مصطفیٰ ﷺ کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ آپ نے مذکورہ علامات والے اخیر زمانے میں پیدا ہونے والے منافقین کے قتل کا حکم اسی لئے دیا کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے قتل کا حکم دیں گے بلکہ قتل کریں گے جیسا کہ نجدی نے سینوں کا قتل عام کیا اور وہابی دیوبندی بھی اسی شرارت میں کچھ کم نہیں ورنہ کم از کم نجدی کے اس گندے کارنامے پر مسرور و مفروح ضرور ہیں۔

ان ناسا من امتی سیماھم التحلیق یقرؤن القرآن لا یجاوز حلاقیمھم یخرجون من الدین کما یخرج السھم من الرمیة ثم لا یعودون إلیه ھم شر الخلق و الخلیقة. (کنز العمال جلد۶ صفحہ۳۳)

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ میری امت سے جن کی خاص پہچان سر منڈے ہوں گے وہ قرآن مجید پڑھیں گے (لیکن قرآن صرف زبان پر ہی رہے گا) قرآن کا اثر گلے سے نیچے نہ اُترے گا دین سے وہ نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پھر دین کی طرف وہ لوٹ نہ سکیں گے وہ لوگ تمام مخلوق سے زیادہ فطرتاً شرارتی ہوں گے۔

فائدہ

ان کی شرارت کی داستانیں فقیر کی کتاب ''وہابی دیوبندی کی نشانی'' اور ''تبلیغی جماعت کے کارنامے'' میں پڑھیئے۔

سونا پاس ہے سونا بن ہے سوناز ہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

حل لغات

سونا، رول، دھات مشہور۔ دوسرا سونا، بضم النون وواؤ معروف (ہندی) خالی اجڑا ہوا سنسان، غیر محفوظ۔ تیسرا

معنی نیند۔ بن، ویران، بیابان، جنگل۔

شرح

تیرے پاس سونا ہے اور پھر تیرا نیند کرنا غیر محفوظ جنگل ویران بیابان میں یہ تو زہر پینے کے مترادف ہے پھر تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری عقل و ہوش بھی عجیب اور نرالے ہے کہ تجھے معمولی سی راحت اچھی لگ رہی ہے اور سونے جیسی بڑی دولت کے ضائع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سونا (اول) سے مراد ایمان کی دولت لے رہے ہیں اور اہل سنت کی غفلت کو نیند سے تعبیر فرماتے ہیں اور سونا بن یعنی غیر محفوظ جنگل ویران سے اپنے دور کی تاریکی اور دین پر جو انگریزوں کی طرف سے آندھیاں اور تاریکیاں چلا دی گئی ہیں مراد لے رہے ہیں اور میٹھی نیند سے سنی عوام کی غفلت مراد ہے۔ اب مطلب واضح ہے کہ سنی عوام کے حالِ زار پر دین کے دردمند کی اس سے بڑھ کر اور کون سی بہتر نصیحت ہو سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس نے مجدد برحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات مان لی اس کا ایمان نہ صرف اپنا بلکہ سارا کنبہ بلکہ آنے والی نسل محفوظ ہو گئی اور جس نے آپ کی خیر خواہانہ نصیحت کی طرف توجہ نہ دی تو پھر وہ خود اگر چہ خاندانی اثرات سے محفوظ ہوا تو ورنہ اس کی اولاد اس کا کنبہ بدمذہبوں کی پشت میں آ گیا جیسا کہ ہندو پاک کے حالات سے باخبر انسان بے خبر نہیں۔

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اُٹھنے کے لڑتا ہے اُٹھنا بھی کچھ گالی ہے

حل لغات

جھنجھلانا، غصے میں آنا، خفا ہونا۔ جمائی، کاہلی، خمار اور بیداری سے منہ پھیلا کر لمبا سانس لینا۔ انگرائی، خمیازہ، نیند کے بعد جسم کا اینٹھنا۔ گالی، بُری بات، فحش بکنا۔

شرح

بیدار کرنے والے کے بیدار کرنے پر آنکھیں جیسے بیداری کے بعد عموماً ہوتا ہے پھر نیند سے محبت کرنے والے کی عادت ہے کہ بیدار کرنے والے سے غصہ کرتا ہے تو ایسا غصہ کرنا جاگنے کے بعد حسب عادت انسان منہ پھیلا کر لمبا سانس لیتا ہے تو ایسی بے شمار جمائیاں انگڑائیاں اور بیدار کرنے والے بسا اوقات بیدار ہونے والا لڑائی پہ اتر آتا ہے تو بھلا بتایئے یہ تیرا اُٹھنا کوئی گالی ہے جو تو بیدار کرنے والے سے لڑ رہا ہے۔ اس شعر میں امام اہل سنت اس بیوقوف کو نصیحت

فرماتے ہیں جو بدمذہبوں سے دور رہنے کی تلقین پر الٹا غصہ کرتا ہے جیسے آج کل بھی عموماً عادت ہے بالخصوص صلح کُلی قسم کے لوگوں کا حال بالکل پتلا ہے کہ وہ ایسے خیر خواہ ناصح کو الٹا بُرا بھلا کہتا ہے۔

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمت مردانہ

سب کو معلوم ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بزرگوں کے روحانی چراغ کو بڑی تندوتیز ہوا کے دور میں روشن کیا اپنے بزرگوں کے روحانی فیضان کو تا قیامت روشن کرتے رہے۔

اسماعیل دہلوی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا چیلہ اور رشید احمد گنگوہی ،محمود الحسن دیوبندی ، قاسم نانوتوی ،سید احمد بریلوی ،اشرف علی تھانوی وغیرہ تھے ان تمام لوگوں کا سرا ایسٹ انڈیا کمپنی سے ملتا ہے۔ یہ تمام کے تمام انگریز کے تنخواہ دار تھے جو دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک نے اپنے کو غیر مقلد وہابی کہا اور دوسرے نے مقلد وہابی بن کر ہندوستان سے حنفیت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی باقاعدہ تحریک چلائی اور آج دن کے اجالے میں ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے بلکہ تاریخ سے آج پردے اُٹھ رہے ہیں اور یہ کوئی مبالغہ نہیں امام احمد رضا قدس سرہ کا ایک مخالف اعتراف کررہا ہے کہ اگر ہندوستان میں امام احمد رضا پیدا نہ ہوتا تو حنفیت مٹ جاتی۔

امام احمد رضا کے ملامت گر لوگ

اپنے ملامت گروہ کا حال خود امام احمد رضا قدس سرہ سے سنئے۔ خود فرماتے ہیں واللہ العظیم وہ بندۂ خدا بخوشی راضی ہے یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول (جل جلالہ ﷺ) کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگالیں کہ روزانہ اس بندۂ خدا کو پچاس ہزار مغلظہ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھرا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط ہے کہ اس بندۂ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا اکابر علماء قدست اسرا ہم کو بھی گالیاں دیں تو ایں ہم برعلم۔

اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو، اس کے آباؤ اجداد کی آبرو، بدگویوں کی بدزبانی سے محمد رسول اللہ ﷺ کی آبرو کے لئے سپر ہوجائے۔

یہی وجہ ہے کہ بدگو حضرات اس بندۂ خدا پر کیا کیا طوفانِ بہتان اس کے ذاتی معاملات میں اُٹھاتے ہیں اخباروں، اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں سے کیا کیا خاکے اُڑاتے ہیں مگر وہ اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا نہ جواب دیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اس لئے عطا ہوا کہ بعونہٖ تعالیٰ عزت محمد رسول اللہ ﷺ کی حمایت کروں حاشا

کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں اچھا ہے کہ جتنی دیر مجھے بُرا کہتے ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں۔

فان ابی و والدتی وعرضی بعرض محمد منکم وقاء

(خلاصہ فوائد الفتاوی ۱۳۲۴ھ)

کمالاتِ احمد رضا قدس سرہ

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال ہے کہ آپ کسی سے کسی کی مذمت پر جوشِ غضب اور جذبۂ انتقام اُبھر آئے ایسے ہی کسی کی مدح سے آپ کبھی خوش نہ ہوئے۔ امام احمد رضا کا ایک عظیم مجاہدہ تو دشمنانِ مصطفی ﷺ سے قلمی مقابلہ اور ان کی گمراہیوں کا ردو ابطال ہے اور دوسرا یہ کہ اس خدمت کے سبب حرمین شریفین کے اکابر علماء کی زبان و قلم سے مدح سن کر اپنے نفس کو عجب سے بچانا مگر بفضلہٖ تعالیٰ امام احمد رضا قدس سرہ نے دونوں مجاہدے بڑی کامیابی سے سر کرتے ہیں۔تحدیث نعمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے بندے کو یہ ہدایت دی یہ استقامت دی کہ وہ ان اعاظمِ اکابر کی ان عظیم مدحوں پر اتر تا ہے بلکہ اپنے رب کے حسن نعمت کو دیکھتا ہے کہ پاکی تیرے لئے کیا تو نے اس ناچیز کو ان عظمائے عزیز کی آنکھوں میں معزز فرمایا نہ (یہ بندہ) ان دشنامیوں اور ان کے حامیوں کی گالیوں سے جو وہ زبانی دیتے اور اخباروں میں چھاپتے ہیں پریشان ہوتا بلکہ شکر بجالاتا ہے کہ تو نے محض اپنے کرم سے اس نا قابل کو اس قابل بنایا کہ یہ تیری عظمت اور تیرے حبیب ﷺ کی سرکار کے پہرہ دینے والے کتوں میں اس کا چہرہ لکھا جائے۔ (ایضاً)

ایک مرید معتقد حاضر تھے ڈاک میں گالیوں بھرا خط نکلا وہ پڑھ کر غصے سے سُرخ ہوگئے عرض کیا یہ شخص میرے قریب کا رہنے والا ہے۔ اس پر مقدمہ دائر کرکے اسے قرار واقعی سزا دلائی جائے اعلیٰ حضرت نے اندر سے بہت سارے تعریفی خطوط لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے وہ پڑھ کر پھولے نہ سمائے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا پہلے ان تعریف کرنے والوں کو انعام و اکرام سے مال کر لیجئے پھر گالی دینے والے کو سزا دلایئے اور جب محبّ کو فائدہ نہ پہنچا سکتے ہوں تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی بھی فکر نہ کیجئے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۹۹۰ء)

جگنو چمکے پتا کھڑکے مجھ تنہا کا دل دھڑکے
ڈر سمجھائے کوئی پون ہے یا اگیا بیتابی ہے

حل لغات

جگنو، وہ کیڑا جو اندھیری رات میں درختوں وغیرہ پر چمکتا ہے، ایک زیور کا نام ہے پتا پات، ورق، کان کے ایک زیور کا نام۔ کھڑکے از کھڑکنا درخت کے سوکھے پتوں کا بجنا، دیگوں کا کھنکھنا، بگاڑ ہونا تلوار چلنا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ ڈھڑکے از دھڑکنا، تڑپنا، پھڑکنا، بیقرار ہونا، ڈرنا۔ پون (بفتحتین) ہندی، صبح کی ٹھنڈی ہوا، موکل، جادو کی موٹھ۔ اگیا، اگوا، رہنما، لیڈر، بیتابی (مرکب)

شرح

جگنو چمکے سوکھے درختوں کے پتے کھڑکیں اس کیفیت سے مجھ تنہا کا دل دھڑکتا ہے کہ ہائے کیا بنے گا ادھر ڈر یہ سمجھاتا ہے کہ گھبراتے کیوں ہو یہ کوئی تیرا موکل ہے یا کوئی غیبی رہبر ہوگا۔

دین کی خیر خواہی

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے عوام سنیوں کے سرمایہ ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی کاروائیوں پر اپنا حال ظاہر فرمایا ہے کہ ڈاکہ ڈالنے سے میرا حال نہایت ہی پریشان و مضطرب ہے لیکن شاباش ہے اس مردِ مجاہد کی ہمت پر کہ بڑے خونخوار ظالم ڈاکوؤں کا بے سروسامانی کے عالم میں تنہا مقابلہ کیا اور آپ اس کو بہت بڑا جہاد سمجھتے تھے اور واقعی یہ نہ صرف جہاد بلکہ جہادِ اکبر ہے اکابر و اسلاف رحمہم اللہ نے بھی اسی کو جہاد سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ امام ابو اسحاق اسفرائنی کو معلوم ہوا کہ بدعات ہو رہی ہیں پہاڑوں پر تشریف لے گئے ان علماء کے پاس جو مجاہدات میں مصروف تھے انہیں فرمایا سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو امت مصطفیٰ ﷺ فتنوں میں ہے انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے ہو نہیں سکتا۔ امام وہاں سے واپس آئے اور بدمذہبوں کے رد میں نہریں بہائیں۔ (الملفوظ جلد ا صفحہ ۸۰)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے ایک عالم صاحب کی وفات ہوئی ان کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔ فرمایا جنت عطا کی گئی نہ علم کے سبب بلکہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت بھونک بھونک کر بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا ہے مانیں نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان جس کو یہ نسبت

حاصل ہے اس کو کسی مجاہدے کی ضرورت نہیں اور اسی میں کیا ریاضت تھوڑی ہے جو شخص عزلت نشین ہوگیا نہ اس کے قلب کو کوئی تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ اس کی آنکھوں کو نہ اس کے کانوں کو اس سے کہیئے جس نے اوکھلی میں سر دیا ہے اور چاروں طرف سے موصل کی مار پڑ رہی ہے۔ (الملفوظ جلد ۳ صفحہ ۳۸)

امام احمد رضا قدس سرہ

اب آپ امام احمد رضا کے شب و روز کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ انہوں نے کتنا عظیم مجاہدہ کیا ہے پوری زندگی خدمت دین اور پیارے مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑوں کو ہوشیار کرنے اور رہزنانِ دین کی گالیاں سننے میں بسر کی ہے جس کا نقشہ اس سے پہلے والے عنوان میں پیش کر چکا ہوں اور یہ سلسلہ بعد وصال بھی جاری ہے ایک طرف ان کی تصانیف سے حفاظت دین و مسلمین ہوتی جا رہی ہیں اور دوسری طرف مخالفین کی گالیوں کا بھی تانتا بندھا ہوا ہے یہی وہ عظیم مجاہدہ تھا کہ ان کے مرشد طریقت نے کسی اور ریاضت کی ضرورت نہ سمجھی بلکہ خلافت و اجازت کے ساتھ تمغۂ امتیاز بھی بخش دیا کہ روزِ قیامت اگر احکم الحاکمین نے فرمایا آلِ رسول تو میرے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا۔

علامہ ابن الجوزی صفۃ الصفوۃ میں حضرت سفیان بن عینیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں

ارفع الناس منزلۃ من کان بین اللہ وبین عبادہ وھم الانبیاء والعلماء

لوگوں میں سب سے بلند مرتبہ وہ حضرات ہیں جو اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں یہ انبیاء ہیں اور علماء۔

ایک صحرا نشین خلوت گزیں عابد مرتاض صرف اپنے کو نارِ جہنم سے بچانے کی سعی کرتا ہے بھلا یہ اس سے کم کیوں کر ہوسکتا ہے یقیناً یہ اس سے افضل و اعلیٰ ہے بشرطیکہ جو کچھ کر رہا ہے اس سے اس کا مقصود ذاتِ احد اور خوشنودی خدا و رسول ہو اور یہ شرط تو خلوت گزیں عابد مرتاض کے لئے بھی ہے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ (پارہ ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت ۴)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ (معارف رضا شمارہ دہم)

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجا ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

حل لغات

تڑپے از تڑپنا، بے قرار ہونا، لوٹنا، اچھلنا، بہت آرزو مند ہونا۔ دھک، چھوٹی جوں، دل کی ناگہانی حرکت (یہی مراد ہے) کلیجہ دھک ہو جانا، خوف کے سبب دل کا کانپنا، خوف چھانا، اندیشہ ہونا۔ بن، جنگل، بیابان، روئی کا کھیت۔ گھٹا (بالتخفیف) سیاہ بادل، میگھ، گھن۔ بھیانک، ڈراؤنا۔ کالی کالی (گھٹا) نہایت سیاہ ابر۔

شرح

بادل گرجے بجلی تڑپے اس خوف سے کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے دل پر خوف چھا جاتا ہے کہ جنگل ویران میں ہوں اور کالی کالی گھٹائیں کیسی بھیانک اور ڈراونی صورت ہے۔ اس شعر میں بھی اپنے دور کی سیاسی اور مذہبی زبونی کا حال ظاہر فرمایا ہے اور ساتھ ہی اشارہ فرمایا ہے کہ اسلام کو مٹانے کے لئے کتنا ہولناک اور بھیانک ماحول تھا کہ دل کانپ جاتا ہے اور خوف سے کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔ اس کی تصدیق وہی حضرات کر سکتے ہیں جنہیں اس تاریک ماحول سے واقفیت ہے۔

سیاست کی پُرخار وادی

امام احمد رضا قدس سرہ کے دور کی سیاسی ماحول کا ایک مختصر سا خاکہ ملاحظہ ہو۔

آزادی کے متوالے شمع حریت پر پروانہ وار نثار ہونے کے لئے میدانِ عمل میں آگے بڑھ رہے تھے۔ ایسے تاریخ ساز لمحات میں بعض حضرات گاندھی کو ولی ثابت کرنے میں مصروف تھے مسلمانوں کے اس ازلی دشمن کو مسجد و محراب میں لاکر منبر پر بٹھایا جا رہا تھا اسی دوران تحریک خلافت چلی اور کے ساتھ ہی تحریک ترک موالات کا بہت شہرہ ہوا۔ اگر چہ ان تحریکات میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی جیسے کئی رہنما پیش پیش تھے مگر ان تحریکات کو گاندھی اور نہرو جیسے مسلم دشمن ہندو لیڈروں کی آشیر باد حاصل تھی بھلا گاندھی کو خلافت اسلامیہ کے قیام سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی وہ تو صرف خرمن اسلام کو جلتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا ایسے عالم میں احمد رضا خاں نے کس طور پر ملت اسلامیہ کی راہنمائی کی اس کی ایک جھلک مشہور مورخ میاں عبدالرشید کی تحریر میں ملاحظہ کیجئے۔

آپ (اعلیٰ حضرت) کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے میدانِ سیاست میں نیشنلسٹ مسلمانوں کی سخت مخالفت کی۔ یہ وہ لوگ تھے جو ہندو مفادات کو تقویت پہنچا رہے تھے۔ حضرت بریلوی کا مؤقف یہ تھا کہ کافروں اور

مشرکوں سے مسلمانوں کا ایسا اشتراک عمل نہیں ہوسکتا جس میں مسلمانوں کی حیثیت ثانوی ہو۔انہوں نے گاندھی اور دوسرے ہندولیڈروں کو مساجد میں لے جانے کی مخالفت کی کیونکہ قرآنِ پاک کی رو سے مشرکین نجس اور ناپاک ہیں۔ آپ قائداعظم کی طرح تحریک عدم تعاون اور تحریک ہجرت دونوں کے مخالف تھے کیونکہ یہ دونوں تحریکیں اس براعظم کے مسلمانوں کے مفادات کے منافی تھیں۔حضرت بریلوی کا کہنا تھا کہ نیشنلسٹ مسلمانوں کی ابھی ایک آنکھ کھلی ہے انہیں چاہیے کہ وہ دونوں آنکھیں کھولیں یعنی ابھی وہ صرف انگریز کی مخالفت دیکھ سکتے ہیں ہندو کا تعصب اور عداوت نہیں دیکھ پائے۔(جہانِ رضا، مرتبہ مرید احمد چشتی، ۱۴۰۱ھ)

امام احمد رضا خاں انگریز دشمنی کے ساتھ ہندو دشمنی کے بھی قائل تھے۔ہندوؤں نے مسلمانوں کا دکھاوے کے لئے جب بھی ساتھ دیا تو ساتھ ہی ترک گاؤ کشی کا مطالبہ کیا۔تحریک خلافت اور پھر تحریک موالات کے زمانے میں (۱۹۱۹ء۔۱۹۲۲) ترک گاؤ کشی کا مطالبہ کیا گیا تو مسلم عمائدین نے سیاسی پلیٹ فارم سے اس کی تائید کردی۔اعلیٰ حضرت نے ہندوؤں کے مخفی عزائم کو بھانپ کر ان کی دکھاوے کی دوستی اور مسلم عمائدین کی ہندو نوازی کا بھرم کھول کر سلطنت اسلامیہ کے لئے راہ ہموار کی۔تحریک آزادئ ہند کے ایک دور میں بعض علماء ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلمانوں کو ہجرت پر اکساتے رہے۔اس ہجرت کا فائدہ ہندوؤں کو ہی پہنچا کسی ہندو نے ہندوستان نہ چھوڑا بلکہ یہ ملک چھوڑنے والوں کی جائیدادیں اونے پونے داموں میں خریدتے رہے اور جب یہ خود ساختہ مہاجرین ذلت وخواری کے بعد واپس آئے تو ان کے لئے گھر اور گھاٹ دونوں کا تصور خواب بن چکا تھا۔

چھٹے اسیر تو بدلا ہوا زمانہ تھا

رسالہ اعلام الاعلام، انفس الفکر فی قربان البقر اور دوام العیش میں ان ہی مسائل کے بارے میں بحث ملتی ہے۔

امام احمد رضا خاں سے ترکی کے حکمران کی حالت چھپی نہ تھی وہ اسے سلطان تو سمجھتے تھے مگر خلافت اسلامیہ کا سربراہ ہونے کے ناطے خلیفۃ المسلمین ماننے کو تیار نہیں تھے۔آپ کے نزدیک شریعت اسلامیہ میں خلیفۃ الاسلام کے لئے شرائط اور ان کی اتباع وحمایت کے احکام جدا جدا تھے۔قدرت نے حضرت بریلوی کے مؤقف کی اس طرح تائید کی کہ ہندوستانی علماء تو گاندھی کو ساتھ ملا کر نام نہاد خلافت کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے اسلام کے بہت سے بنیادی اصولوں سے روگردانی کرتے رہے اور ادھر ترکی کے اندر مصطفیٰ کمال پاشا نے باطل قوتوں کے خلاف آگ اور خون کے دریا عبور کرتے ہوئے ترکی کی نشاط ثانیہ کی بنیاد رکھ دی اور خود ہی خلافت کے خاتمہ کا اعلان کر دیا۔کمال اتاترک کا یہ اعلان اعلیٰ

حضرت بریلوی کی فقہی بصیرت، سیاسی پختگی، دینی استواری اور مستقبل بینی کا بین ثبوت تھا۔ یوں معلوم ہورہا تھا کہ آپ کو مسلمانوں کی بہبودی کے لئے تمام تدابیر خدا کی تقدیر کا پَر تو لئے ہوئے تھیں کہ

ڈھلتے ہیں مری کار گہ فکر میں انجم　　　　لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

جب سورج چمکنے لگتا ہے تو اس کی روشنی کو کم کرنے کے لئے سائے منڈلانے لگتے ہیں مگر وہ اس حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں کہ

سورج کا ہے کام چمکنا سورج آخر چمکے گا

آپ کے حاسدین اور معاندین نے آپ کی ہندو دشمنی اور گستاخانہ عبارات پر ان کو ٹوکنے کی پاداش میں آپ پر انگریز دوستی کا الزام عائد کردیا۔ جب اس الزام کی نوعیت اور اس سے متعلق امور کا جائزہ لیا گیا تو یہ عاشقِ رسول ﷺ دوسرے تمام حریت پسندوں سے بڑھ کر انگریز دشمن ثابت ہوا۔ آپ کے مزاج آشنا سید الطاف علی بریلوی اس صورتِ حال کا جائزہ یوں لیتے ہیں۔

سیاسی نظریے کے اعتبار سے حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بلاشبہ حریت پسند تھے۔ انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی۔ شمس العلماء قسم کے کسی خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ان کو یا ان کے صاحبزادگان مولانا حامد رضا خاں یا مصطفیٰ رضا خان صاحب کو کبھی تصور بھی نہ ہوا۔ والیانِ ریاست اور حکام وقت سے بھی قطعاً راہ و رسم نہ تھی۔ (گناہ بے گناہی صفحہ ۴۳)

اور ڈاکٹر سید الطاف حسین کے لفظوں میں تاریخ میں اس سے بڑا جھوٹ شائد کبھی بولا نہ گیا ہو کیونکہ حقیقت اس کے قطعاً برعکس تھی۔ (معارفِ رضا صفحہ ۸۱، ۸۲، ۱۹۸۵ء)

یہ اعلیٰ حضرت کا فیضان ہے کہ آپ نے اس وقت ہندو، انگریز اور دوسرے تمام غیر مسلموں سے مقاطعہ کی تعلیم دی جب بڑے بڑے سیاسی زعماء ابھی منقار زیر پر تھے۔ آپ کی یہی صدائے رندانہ کام کر گئی۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی دیگر راہنماؤں اور ہندو اشتراک کے داعیوں نے اپنے گذشتہ فیصلوں پر ندامت کا اظہار کر کے مسلمانوں کے علیحدہ قومی اور اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کا اعلان کیا۔ (حیاتِ صدر الافاضل صفحہ ۴۳، ۴۴، ۱۷۳)

آپ کی مساعی رنگ لا کر رہی۔ آپ کی تعلیمات، تصانیف، ارشادات، خطبات اور آپ کے زیر انتظام کام

کرنے والے دینی مدارس کے اساتذہ علماء اور برصغیر کے تمام ممتاز مشائخ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے جو پہلے ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے یقیناً آپ کی تعلیمات سے اثر قبول کیا ہوگا اور یہ اسی جذبے کا فیضان ہوگا کہ اقبال نے اعلان کر دیا کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب کو نہ کر — خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

اور پھر اقبال کا یہ نعرہ مستانہ بھی اس فیضانِ اعلیٰ حضرت کی کڑی نظر آتا ہے

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — حسین احمد زدیو بند ایں چہ ابوالعجمی است

سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر زمقام محمد عربی است

تحریک پاکستان کے سلسلہ میں علماء، مشائخ اہل سنت و جماعت کی مساعی کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ علماء و مشائخ بلاشبہ اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ دو قومی نظریہ کی سربلندی کے لئے کام کر رہے تھے۔ ان علماء و مشائخ نے ہر قسم کی مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر کام کیا۔ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا تو اس وقت سے ایک عرصہ پیشتر امام احمد رضا خاں دارِ فانی سے کوچ کر چکے تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس روز اس مردِ کامل کی روح عالم قدس میں فرطِ مسرت سے جھوم رہی ہوگی کہ آج ان کے محبوب ممدوح دو عالم حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا پرچم تھام کر چلنے والا قافلہ منزل سے ہمکنار ہو چکا ہے۔

فطرت کے مقاصد سے عیاں اس کے ارادے — دنیا میں بھی میزان قیامت میں بھی میزان

مذہبی محاذ نمبر ۱ قادیانی

انگریز کا خود کاشتہ پودا ''قادیانیت'' کی صورت میں زمین میں جڑیں پکڑ رہا تھا۔ انگریز حکومت ہر ممکن طریق سے قادیانیت کو نواز رہی تھی تا کہ مسلمانوں کی مرکزیت یعنی عشقِ رسول ﷺ دم توڑ جائے نا سمجھی یا کم فہمی کی بناء پر بعض دیوبندی اور اہل حدیث علماء کی تحریریں بھی ان کو جواز مہیا کر رہی تھیں۔ اس دورِ پُرآشوب میں امام احمد رضا کی تصنیف ''الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی'' (۱۳۴۰ھ) قولِ فیصل بن کر طلوع ہوئی۔ آپ کی بانگ درانے قادیانیت کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا۔ اس کے علاوہ ''السوء والعقاب'' (۱۳۲۰ھ) ''المبین ختم النبین'' (۱۳۲۶ھ) اور ''قھر الذیان علی مرتد بقادیان'' جیسے علمی و فقہی شہ پارے تخلیق کر کے ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی اور مجدد تو کجا ایک عام انسان کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔ ایسے عالم میں جبکہ حکومت وقت قادیانیوں کو زبردستی مسلمان

قرار دینے پر تلی ہوئی ہو اور عامۃ الناس بھی انگریز کے اس معنوی فرزند کے سیاسی مضمرات سے غیر آگاہ ہوں اعلیٰ حضرت کی تحریروں نے بے شمار بھولے بھٹکے مسلمانوں کو پھر سے جادۂ حق پر گامزن کر کے عشق سلطانِ مدینہ ﷺ کی دولت لازوال سے بہرہ ور کر دیا۔

مذہبی محاذ نمبر ۲ وھابی دیوبندی

امام اہل سنت کے لئے کٹھن ترین مسئلہ اپنے اسلاف کے مسلمہ عقائد و نظریات کی تبلیغ و ترویج تھی قدرت ان کو ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی پاسداری کے لئے منتخب کر چکی تھی۔ اعلیٰ حضرت تو عشق کے بندے تھے وہ کسی کو چھیڑنا یا کسی کی دلآزاری کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن جہاں ناموسِ رسالت مآب ﷺ خطرے میں ہو جہاں حضور ﷺ کی شخصیت کو مسخ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے آزمائے جا رہے ہوں، جہاں حضور کی ذات، آپ کی نورانیت، بے مثال بشریت، علم غیب کو بازیچہ اطفال بنا کر رکیک عبارات لکھی جا رہی ہوں، جہاں حضور کے خصائص و فضائل سے انکار کیا جا رہا ہو، جہاں حضور اکرم ﷺ کے محاسن قدسی کو نشانہ بنانے کے لئے بے محل تراکیب اور توہین آمیز تشبیہات و استعارات سے کام لیا جا رہا ہو وہاں آقائے دو عالم ﷺ کا یہ غلام کہ جسے عبدالمصطفیٰ ہونے کا دعویٰ تھا کب تک خاموش رہتا اور کیوں خاموشی اختیار کرتا؟ اگر اعلیٰ حضرت خاموش رہتے تو ان کی خاموشی منافقت اور مصلحت اندیشی کا دوسرا نام ہوتی۔ وہاں تو آتش نمرود آپ کو کردارِ خلیل کے لئے آمادہ کر رہی تھی کہ

اگر چہ بت ہیں جماعت کی آستیوں میں　　　مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

یہی حکم اذاں اب امام احمد رضا کا مقدر بن چکا تھا۔ آپ نے گالیاں کھائیں، طعنے سنے، آپ پر بدعتی اور مشرک ہونے کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر دی گئی، شیشے کے گھروں کے مکین آپ پر سنگ باری کر رہے تھے، آپ کی شخصیت کو مسخ کیا جا رہا تھا، آپ پر عدالتوں میں مقدمے دائر کئے جا رہے تھے، رقیبوں نے انگریزی تھانوں میں رپٹ لکھوا دی تھی

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

مگر اس مردِ حق آزما کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ گالیاں خراج وصول کرتا رہا، اغیار کی سنگ باری پر مسکراتا رہا، وہ جانتا تھا کہ یہ تمام ابتلائیں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بالاتری کے نام پر اس پر نازل ہو رہی تھیں۔ اب فقط مدافعت کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ حریفوں کے قلعوں پر ضربِ کاری لگانے کا وقت تھا۔ سلطانِ دو عالم ﷺ کی محبت اس پر سایہ فگن تھی، رحمت خداوندی شامل حال تھی۔ اس نے زبان سے ڈھال کا اور قلم سے تلوار کا کام لیا اور تمام باطل قوتوں کو

للکارتے ہوئے کہا

کلک رضا ہے خنجر خوں خوار برق بار — اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

عظمت وشانِ مصطفیٰ ﷺ کو اجاگر کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے عاشق رسول ﷺ ہونے کا حق ادا کردیا۔ آپ نے خصائص مصطفویٰ اور مقاماتِ نبوت کے نام پر درجنوں کتب تصنیف کیں۔ آپ نے اور آپ کے شاگردوں اور متاثر علماء نے بے شمار مناظرے کئے مگر آپ نے کہیں بھی سوقیانہ یا رکیک زبان استعمال نہیں کی البتہ اس زبان پر ضرور اعتراض کیا جو حضور اکرم ﷺ کے بارے میں اغیار نے استعمال کی۔

مذہبی محاذ نمبر ۲ روافض

قادیانیت اور گستاخانِ رسول ﷺ کا تعاقب جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ نے رافضیوں اور خارجیوں کے نظریات پر بھی قرآن وسنت کی روشنی میں مثبت تنقید کی۔ اثناعشری حضرات جب اہلِ بیت کے نام پر عاشقانِ مصطفیٰ (ﷺ) کی ہمدردیاں حاصل کرر ہے تھے اور ڈر تھا کہ یہ فتنہ ملت احناف کی صفوں میں رخنہ اندازی کا باعث نہ بن جائے اس مقصد کی خاطر آپ نے "ردالرفضۃ" (۱۳۲۰ھ) "الادلۃ الطاعنۃ" (۱۳۰۷ھ) اور رسالہ "تعزیہ داری" (۱۳۲۱ھ) تصنیف فرمائے۔ ان کتب میں آپ نے شیعہ حضرات کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے ان کی رسوم اور بہت سے عقائد کو دین مصطفیٰ ﷺ سے متصادم قرار دیا۔ شیعہ حضرات کی اصلاح کے لئے آپ نے اور بھی کئی رسائل لکھے۔ اس ضمن میں بعض رسائل اہل سنت و جماعت کی اصلاح عقائد کے لئے تحریر فرمائے کہ اور کوئی تحریک اصلاح کے پردے میں ان کی تخریب کا سامان مہیا نہ کردے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۹۹۲ء ملخصاً)

پاؤں اُٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے مونھ
مینھ نے پھسلن کردی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے

حل لغات

ٹھوکر کھائی، ٹھوکر کھانا، پتھر سے پاؤں ٹکرانا، پاؤں کی چوٹ کھانا، الجھ کر گر پڑنا، نقصان اُٹھانا، بھولنا چوکنا، دھوکہ کھانا۔ اوندھے منہ، اُلٹے منہ۔ مینھ، بارش۔ پھسلن، رپٹن، لغزش۔ کھائی، خندق، وہ گڑھا جو قلعہ یا شہر کے ارد گرد کھودتے ہیں۔ نالی، موری، ورزش کرنے کا گڑھا۔

شرح

ایسے سخت اور غلیظ ماحول میں احیائے دین کے لئے امام احمد رضا قدس سرہ خود کو میدان میں لے آئے تو ابھی پاؤں اُٹھا تو ہزاروں مصائب کے پہاڑ ٹکرائے جن سے ذرا سی پریشانی آئی اس سے سنبھلے ہی تھے کہ اور شدید مصائب سامنے آئے ان سے مقابلہ پر سخت بحران میں مبتلا ہوئے لیکن جہاں بارش نے ماحول کو سراپا پھسلن بنا رکھا ہے اس کا کیا کیا جائے اور پھر بچنا بھی مشکل ہی ہے کہ منزل تک پہنچنے کے آگے بڑا گھڑا اور اتنا گہرا کہ گرتے ہی ڈوب جانے کا خطرہ ہے۔

مردِ میدان

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی ساری زندگی کی پُر کٹھن داستان کو سمیٹا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جس ماحول میں امام احمد رضا قدس سرہ نے آنکھ کھولی اس کا حال یہ ہے کہ برطانوی سامراج برصغیر پاک وہند پر اپنے استبدادی پنجے گاڑ چکا ہے، مسلمان غلامی کی شب دیجور کو اپنا مقدر سمجھ کر انگریز کی اطاعت کو مشیت ایزدی سے تعبیر کر رہے ہیں، احساسِ زیاں دلوں سے رخصت ہو چکا ہے، انگریز اپنی استبدادیت کو مضبوط تر کرنے کے لئے مسلمانوں پر بار بار ضربِ کاری لگا رہا ہے، امام فضل حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوری، مولانا کفایت علی کافی، مولانا احمد اللہ مدراسی جیسے آزادی پسند علماء کے تصور سے اسے دہشت آتی ہے۔ وہ وقت کے ابوالفضل اور فیضی ڈھونڈ رہا ہے۔ ملت اسلامیہ برصغیر کے اجتماعی ضمیر پر ضربِ کاری لگانے کے لئے وہ قادیانیت کی صورت میں ایک پودا لگاتا ہے کہ ایک روز یہ نخل ثمر آور بنے گا۔ رافضیت و خارجیت مسلمہ عقائد کا وجود خطرے میں ڈالے ہوئے ہیں ۔ عشق رسول ﷺ کے جذبہ لاہوتی کو ختم کرنے کے لئے نجد کے صحراؤں سے ایک آندھی اُٹھتی ہے جسے محمد بن عبدالوہاب کی تائید حاصل ہوتی ہے اور بہت سے سادہ لوح مسلمان توحید پرستی کے زعم میں محبت رسول ﷺ کو فراموش کر بیٹھتے ہیں جو کہ ایمان کی اساس ہے۔ مسلم زعماء ڈھڑا دھڑ ایسی تصانیف پیش کر رہے ہیں جن سے جہاد کی مذمت اور انگریز کی اطاعت کی تعلیم ملتی ہے ۔ انگریزی سامراج کے سائے میں پرورش پانے والا ہندو مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کے لئے فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ وطن پرستی کے نام پر ہندو مسلم زعماء کے ایک طبقے کو شیشے میں اتار کر ہندو مسلم سکھ بھائی بھائی کا نعرہ لگا کر دو قومی نظریہ اسلام کی دھجیاں بکھیرنے پر تلا ہوا ہے۔ مسلم زعماء کی اسلامی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ خلافت کی تحریک چلاتے ہیں تو برصغیر کے سب سے بڑے اسلام دشمن مسٹر گاندھی کو منبر ومحراب کی زینت بنانے لگتے ہیں ۔ مصلحت آمیز کے اسیران مسلمانوں کو سبھاش چندر بوس اور پٹیل میں عظمت اسلاف کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ مسلم تہذیبی اداروں کو ہندو سیاست کا

مرکز بنایا جارہا ہے۔اصلاحِ عقائد کے نام پر حضور اکرم ﷺ کی شخصیت،آپ کے کردار اور لا متناہی علم کو چیلنج کیا جارہا ہے حتیٰ کہ امکانِ کذب باری کے سلسلے میں خدا کی ذات بھی احتساب سے بالاتر نظر نہیں آتی ۔ یہ دور کٹھن بھی ہے اور پُرفتن بھی تحریک ترک موالات کے نام پر پہلے سے پسماندہ مسلمانوں کے گھر لٹوائے جارہے ہیں ۔ مسائل بے شمار ہیں مگر اتنے مصلحین ایک ہی وقت میں کس طرح دستیاب ہوسکتے ہیں؟

اہلِ ایمان روشنی کی کرن کے لئے تڑپ رہے ہیں۔۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ کو حضرت مولانا نقی علی خان کے گھر جنم لینے والے امام احمد رضا محدث بریلوی کی صورت میں برصغیر کے مسلمانوں کو وہ شخصیت عطا ہوتی ہے جو گفتار کی غازی اور کردار کی دھنی ہے۔جس کی زبان محبت رسول ﷺ کی تاثیر سے فیض ترجمان بن چکی ہے۔اس دانائے راز کی نظر مسلمانوں کی سیاسی،اخلاقی اور مذہبی ابتری کے ساتھ ساتھ اسلام دشمن تحریکات پر بھی پڑتی ہے۔اس کے ارادوں میں سنگ خارا کی سختی اور سمندروں کی فراخی ہے اور اس کا حوصلہ پہاڑوں سے سربلند اور فہم انسانی کی وسعتوں سے ماورا ہے۔ اسے احساس ہے کہ اسے چومکھی جنگ لڑنا ہے اسے ایک ہی وقت میں کئی دشمنوں سے جنگ کرنا ہے وہ مدافعت کا ہی نہیں بلکہ غنیم کی صفوں پر آگے بڑھ کر حملہ کرنے کے انداز بھی جانتا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے جب اسلامیانِ برصغیر کے دلوں میں جھانک کر دیکھا تو انہیں یہ دل عشقِ مصطفویٰ ﷺ وہ مرکز و محور ہے جس کے گرد روح ارضی طواف کرتی ہے۔امت حضور ﷺ کے دلوں کو عقیدت رسول ﷺ سے کی تپش سے آشنا کرنے کے لئے آپ نے اپنی تمام فکری ،نظری ،علمی ،عملی ،روحانی ،قلمی اور ادبی وشعری صلاحیتوں سے کام لیا ۔اعلیٰ حضرت بجاطور پر سمجھتے تھے کہ جب تک امت اسلامیہ عشقِ حضور ﷺ کو اپنا خضر راہ نہیں بنائے گی اُس وقت تک منزل آشنا نہیں ہوسکے گی ۔عشق مصطفویٰ ﷺ کی شمعیں ضوفگن کرتے ہوئے جب آپ نے ماحول پر ایک نظر ڈالی تو ایسی کتب کثیر تعداد میں نظر آئیں جن میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی تنقیص اور گستاخی کے پہلو غالب تھے اس پر اعلیٰ حضرت کا دل تڑپ اُٹھا آپ نے ان کتب کے مصنفین کی توجہ کفریہ عبارات کی طرف مبذول کروائی تو بجائے اس کے کہ یہ حضرات بارگاہ مصطفویٰ ﷺ میں معذرت کے طالب ہوئے انہوں نے اسے انا کا مسئلہ بنالیا اور اپنی گستاخانہ عبارات کی حمایت میں کتب پیش کرنے لگے۔اب اعلیٰ حضرت کا قلم حرکت میں آچکا تھا اس دور میں جب کہ ہمارے بیشتر علماء

رات بہت تھے جاگے صبح ہوئے آرام کیا

کے مصداق غفلت کی نیند سو رہے تھے اعلیٰ حضرت نے کاروانِ عشق مصطفیٰ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور خصائل و

فضائل واضح کرنے کے لئے درجنوں تحقیقی اور تاریخی کتب تصنیف فرمائیں۔آپ کا نعتیہ مجموعہ ''حدائق بخشش'' عشق حضور ﷺ کی کامل دستاویز ہے۔عشقِ رسول ﷺ کے ضمن میں آپ کے بدترین مخالف بھی آپ کی رسول خدا ﷺ سے محبت کو آپ کے لئے توشۂ آخرت جانتے تھے۔اعلیٰ حضرت کے وصال پر جناب اشرف علی تھانوی کا اظہارِ تعزیت اور آپ کے عشق رسول ﷺ کے جذبہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے کہ میرے دل میں احمد رضا کا بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول ﷺ کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔(چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

خلاصہ یہ کہ وہ ایک فردِ واحد تھا مگر پوری ملت کا ترجمان وہ ایک مردِ حق تھا مگر پوری ملت اسلامیہ کے عقائد کا پاسبان وہ غوث الاعظم کا پرچم بردار، امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کا پاسدار، غزالی کے تدبر کا افتخار، رازی کی گرہ کشائیوں کا امانت دار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تعلیمات کا شارح، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی شانِ تجدید کا آئینہ دار، امام فضل حق خیرآبادی کی حق گوئی کا علمبردار اور علامہ کفایت علی کافی کے عشق رسول ﷺ کا دُرِ شاہوار تھا۔اس کا اپنا کوئی نہیں تھا وہ تو عمر بھر عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے مصروفِ جہاد رہا۔وہ کسی نئے فرقے کا بانی نہیں تھا بلکہ وہ تو زندگی کی آخری ساعتوں تک اسلام کی نشاط ثانیہ کے لئے محوِ عمل رہا۔وہ کسی جدید نظریئے کا خالق نہیں تھا بلکہ اس کے دل کی دھڑکنیں گنبدِ خضراء کی نورانی طلعتوں سے حیاتِ نو لیتی ہیں مگر اس کے باوجود اس کا نام برصغیر پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں سنیت کا اظہار اور عشق رسالت مآب ﷺ کا اعزاز بن چکا ہے۔اب وہ محض ایک شخص ہی نہیں رہا بلکہ اس کا نام لیتے پوری صدی کی داستان عشق و عقیدت کا ایک ایک ورق ہماری عقیدتوں کا خراج لے کر اس کے وجودِ تنہا کو پوری صدی پر محیط کر دیتا ہے۔

آخر وہ مجددِ ملت جو ٹھہرا　　　آخر وہ ہمہ صفت موصوف جو ٹھہرا

(معارفِ رضا کراچی ۱۹۹۲ء ملخصاً)

ساتھی ساتھ کہہ کر پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے ٹپکوں چل رے مولیٰ والی ہے

حل لغات

ساتھی، ہمراہی، ہم سبق، مددگار۔جواب، اتر مقابل، ثانی، بدلا، موقوفی، جوڑا، نامنظوری۔جھنجھلا کر، غصہ ہو کر، خفا ہو کر۔ٹپکوں، ٹپکنا، قطرہ قطرہ گرنا، رہنا، چھننا، پکے پھل کا گرنا، زخم میں درد ہونا۔والی، مالک۔

شرح

ایسے سخت پریشان کن ماحول میں میں پکاروں او ساتھیو آؤ مل کر کام کریں تا کہ انگریز کا یہ بچھایا ہوا جال کہیں اہل اسلام پامال نہ کرڈالے لیکن کوئی ساتھی نہیں کہ مل کر کام کرے مایوس ہوکر خفا ہوتا ہوں لیکن کام کو جاری رکھتے ہوئے دل کے زخموں کی پرواہ کئے بغیر خودکو کہتاہوں چل اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ کریم غیبی مدد سے نوازے گا۔

ساتھیوں کو پکارا

امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے معاصرین اہل سنت علماء کرام کو اپنے ساتھ ملانے کی بڑی کوشش فرمائی لیکن بجائے تعاون کے بعض تو اس قدر مخالف ہوگئے کہ مقدمہ بازی پر تُل گئے جیسے بعض علمائے دکن وعلمائے بدایوں و علمائے رامنور وعلمائے فرنگی محل رحمہم اللہ تعالیٰ نے بعض مسائل میں و دیگر وجوہ سے آپ کے ساتھ کیا گیا۔تاریخ گواہ ہے کہ اتنا شدید ردِ عمل ممکن ہے آپ کے ساتھ بیگانوں نے نہ کیا ہو۔ایک نمونہ جناب سید الطاف علی بریلوی کا عینی مشاہدہ ملاحظہ ہو

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عہد تھا کہ کبھی وہ انگریز کی عدالت میں نہ جائیں گے۔اس کا سب سے زیادہ مشہور واقعہ جو میرے مشاہدہ میں آیا تھا علمائے بدایوں سے ’’نمازِ جمعہ کی اذانِ ثانی نزدِ منبر یا صحنِ مسجد کے ہو‘‘ کے مسئلہ پر اختلاف تھا جس کی بناء پر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی۔اہل بدایوں مدعی تھے اور انہوں نے اپنے ہی شہر کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا تھا۔مولانا صاحب کے نام عدالت سے سمن آیا اس پر لوگ جمع ہوگئے نہ صرف جمع ہوئے بلکہ آس پڑوس کی سڑکوں اور گلیوں میں ڈیرے ڈال دیئے دن رات اس عزم کے ساتھ چوکسی ہونے لگی کہ جب وہ سب اپنی جان قربان کردیں گے تو قانون کے کارندے مولانا کو کیسے ہاتھ لگا سکیں گے۔فدا کاروں اور جانثاروں کا ہجوم جب بہت بڑھ گیا اور محلّہ سوگردان میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تو گھنی آبادی سے دور مسجد نومحلّہ کے قریب ایک کوٹھی میں حضرت کو منتقل کردیا گیا۔اس کوٹھی کے سامنے گورنمنٹ ہائی اسکول کا نہایت وسیع کمپاونڈ تھا جس میں کئی لاکھ آدمی سما سکتے تھے۔اسی کشاکشی کے دوران بدایوں کی کچہری میں مقدمہ کی پیشیاں ہوتی رہیں جن میں بکثرت لوگ بریلی بھی جاتے تھے۔اہل بدایوں کا بھی خاصا اجتماع ہوتا ایک دوسرے کے مقابل کیمپ لگتے اور ہر لحہ باہمی تصادم کا خوف رہتا۔ایک پیشی کے موقع پر میں بھی اپنے چچا کے ہمراہ گیا تھا اور وہاں پہلی اور آخری بار میں نے اس دور کے مشہور ماہر قانون جناب مولوی حشمت اللہ بارایٹ لا کو دیکھا یہ سرسید کے دوست تھے۔۱۸۹۲ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس ہفتم کے صدر ہوئے

تھے۔فی الوقت میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ مولوی حشمت اللہ صاحب ہی کی کوشش سے مقدمہ مذکور اس طرح خارج ہوگیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آن قائم رہی یعنی وہ ایک مرتبہ بھی عدالت حاضر نہ ہوئے اور انہوں نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی معذرت خواہی کی کیونکہ بعدازاں انتہائی وسیع پیانے پر مبارکبادیوں کا سلسلہ کئی ہفتے تک جاری رہا۔محلّہ محلّہ اور کوچہ کوچہ سے جلوس نکال کر سڑکوں پر اس طرح گشت کر کے مولانا صاحب کے دولت کدہ پر پہنچتے کہ چھڑ کاؤ ہوجاتا ،گلاب پاشی ہوتی اور میلاد خوانوں کی ٹولیاں گلوں میں ہار ڈالے جھوم جھوم کر جوش وخروش کے ساتھ خود مولانا کا نعتیہ کلام بلاغت نظام پڑھتے جاتے۔مٹھائی اور ہار پھولوں کی خواں پوش سینیاں بھی ساتھ جاتیں جو منزلِ مقصود تک پہنچ کر حضرت کی خدمت اقدس میں پیش کردی جاتیں حضرت ان سب چیزوں کو مجمع میں تقسیم کر دیتے۔(معارفِ رضا کراچی ۱۹۸۶ء)

پھر پھر کر ہرجانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
ہاں اک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے

حل لغات

آس، امید، آرزو، اولاد،توقع، بھروسہ، حمل، پناہ۔ پاس، نزدیک۔ ہارے جی سے عاجز دل سے۔رفاقت، ہمراہی، دوستی، وفاداری، ہمدردی۔ پالی ہے، حاصل کرلی ہے۔

شرح

ہرطرف پھرا اور دیکھتا رہا کہ کوئی حامی ویار ملے لیکن کوئی توقع کہیں سے نہ ملی ہاں ٹوٹی آس نے اپنے ہارے جی سے رفاقت پالی۔

ہمت نہ ہاری

امام احمد رضا قدس سرہ کی ساری زندگی احیاءِ دین وسنت اور ناموسِ رسالت کی حفاظت وصیانت میں بسر ہوئی ہے وہ اپنی اور اپنے اباءواجداد کی عزت پیارے آقا کی عزت پر قربان کرتا ہے۔دشمنوں سے گالیاں سنتا ہے اور قرار پاتا ہے کہ کم از کم جتنی دیر وہ مجھے گالی دیتے اتنی دیر تو میرے آقا کی بدگوئی سے باز رہتے ہیں۔

جناب سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں کہ

کثرتِ عبادت وریاضت اور تحقیق علمی میں بے پناہ مصروفیات اور کسی قسم کی سیر وتفریح یا ورزش جسمانی سے عدم

توجہی کے باعث نہ معلوم وہ کب سے ضعیف العمر نظر آتے تھے۔ دولت خانہ کے قریب ہی اپنی مسجد میں پانچوں وقت نماز باجماعت کے لئے تشریف لاتے تو ان کی آہستہ خرامی دیدنی ہوتی تھی۔

خواب گاہ میں کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ فرش کی دری، اس کے قالین اور دوسرے فرنیچر پر صرف کتابیں نظر آتی تھیں۔ حد یہ کہ پلنگ کے تین جانب کتابوں کی باریں لگی رہتی تھیں۔ پائنتی کی طرف البتہ خالی جگہ رکھی جاتی لکھتے تو قلم بہت تیز چلتا اس کی روانی دیکھنے کے قابل ہوتی۔

علومِ دینی میں مولانا کا جو مرتبہ اور مقام تھا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو امام ابوحنیفہ کا ثانی لکھا ہے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۹۸۶ء)

آپ کے بھتیجے مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں اس ہندوستان میں کوئی باطل فرقہ ایسا نہیں جس کے رد میں ان کی بکثرت تحریریں موجود نہ ہوں جب دین میں کوئی نیا فتنہ اُٹھتا تو سب سے پہلے حضور کے زبان وقلم کو حرکت ہوتی اور کامل استحصال فرما کر چھوڑتے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہر فتنہ انگیز کو فتنہ پھیلانے سے قبل یہ خیال مدت باز رکھتا کہ اعلیٰ حضرت کی سیف زبان و نیزۂ قلم کا کیا جواب ہوگا۔ (وصایا شریف صفحہ ۷)

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بیکس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

شرح

اے پیارے حضور محبوبِ خدا ﷺ آپ عرب کے چاند اور عجم کے سورج ہیں۔ دیکھئے مجھ بیکس پر شبِ غم نے کیسی آفت دے ماری ہے براۂ کرام اپنے غریب و مسکین غلام کی مدد فرمایئے۔

سابقہ اشعار میں حالات کی ناسازگاری اور دشمنوں کی ستم گاری اور دوستوں اور اپنوں (ہم مسلک) کی لاپرواہی کے صدمات پر آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فریاد سنائی تاکہ ان مصائب و مشکلات میں آپ ہی مدد فرمائیں جیسے آپ کی عادتِ کریمہ ہے کہ غلاموں کی فریاد پر فریاد رسی فرماتے اور دکھ درد ٹال لیتے ہیں ہزاروں واقعات شاہد ہیں اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے اکابر و اسلاف کی سنت پر عمل فرمایا ہے۔

سیدہ زینب میدانِ کربلا میں

ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۸ میں لکھا کہ سیدنا امام حسین کی ہمشیرہ سیدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میدانِ

کربلا میں عرض کیا

یا محمداہ یا محمداہ صلی علیک اللّٰہ

یارسول اللہ یارسول اللہ ہماری فریاد کو پہنچو اللہ تعالیٰ کو آپ کو رحمت سے نوازے۔

فائدہ

کربلا کے میدان کی داستان زبانِ زدعوام ہے اس کے سنگین حالات جس طرح گزرے یہ اہل بیت کرام کو معلوم ہو گا لیکن دکھ درد کے وقت ہر انسان گناہ سے بچتا ہے چہ جائیکہ شرک میں پھنسے لیکن جو بات بھی خانہ ساز ہو اس کا کیا اعتبار کربلا کے میدان میں بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی کیا جو ہمیں نصیب ہے "یارسول اللہ ﷺ"

فریاد جو کرے امتی حالِ زار میں ممکن نہیں خیر البشر کو خبر نہ ہو

انتباہ

حضور اکرم ﷺ اپنے اہلِ بیت کے حالات سے باخبر تھے بلکہ عالم رؤیا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میدانِ کربلا میں نہ صرف آپ کو بلکہ جملہ اکابر اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا لیکن چونکہ یہ امر الٰہی تھا اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ضروری تھا بلکہ یہ عین رضائے مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوا اسی لئے جاہلوں کا سوال کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے کربلا میں اپنے کنبے کی مدد کیوں نہ کی؟ وغیرہ وغیرہ

قصیدۂ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ مشہور ہے اور انہوں نے تمام قصیدہ میں رسول پاک ﷺ سے استغاثہ کیا اور اس میں وہی بیان فرمایا جیسے ہم اہل سنت کو نصیب ہے مثلاً

ان تلت یاریح الصبا یوما الی ارض الحرم بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

آخر میں عرض کیا

یارحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین محبوس ایہ الظالمین فی المرکب و المزدھم

اے صبا اگر تو مدینہ پاک پہنچے تو میرا سلام اس ذات سے کہنا جو گنبد خضریٰ میں آرام فرما ہیں۔

اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی خبر گیری فرمایئے وہ ظالمین کی قید میں مقید ہے۔

انتباہ

بادِ صبا کو کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ رسولِ خدا دور سے نہیں سنتے یہ تو ایک عربی دستور ہے جو عموماً فصاحت و بلاغت کے طور پر ہوا کرتا ہے جسے جاہل تو ٹھکرا سکتا ہے اہلِ علم نہیں ہاں مخالف کو اس سے لازمی طور پر ماننا ہوگا کہ امام زین العابدین کا عقیدہ تھا کہ رسولِ خدا ﷺ زندہ ہیں اور امت کے حالات سنتے اور ان کے مشکلات باذن اللہ تعالیٰ حل فرماتے ہیں۔

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

حل لغات

بس (بالکسر، مذکر اردو) زہر۔ گانٹھ (اردو مونث) گرہ، جوڑ، گلٹی، جیب، تھیلی، گٹھڑی، پیکٹ وغیرہ۔ حرافہ (عربی، مونث) مکار، عیار، عورت، بہت باتیں بتانے والی۔ بھولی بھالی، سیدھی سادی عورت، نادان عورت۔

شرح

اے بندۂ خدا تو دنیا کو کیا سمجھتا ہے یہ تو زہر کی گٹھڑی ہے مکار عورت کی طرح ہے اس ظالم کا ظاہر دیکھو تو نہایت بھولی بھالی محسوس ہوتی ہے۔

اس شعر میں دنیا کی مذمت فرمائی ہے دنیا کی مذمت میں قرآن و احادیث اور بزرگانِ دین کے اقوال بکثرت ہیں۔ علم الاخلاق، کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا مطالعہ فرمائیے۔

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کُش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

حل لغات

شہد، وہ شیرہ جو مہال کی مکھیاں جمع کرتی ہیں، رنگبنیں۔ ڈائن، جادوگرنی، نظر لگانے والی عورت، بدصورت عورت۔ شوہر کُش، شوہر کو قتل کرنے والی۔ مُردار، اپنی موت سے مرا ہوا، ناپاک حرام، مردہ، فاحشہ۔ للچایا از للچانا بمعنی لالچ کرنا، چاہنا، رغبت کرنا، لبھانا، طمع کرنا۔ دیکھی بھالی، آزمائی ہوئی، مجرب۔

شرح

دنیا شہد دکھا کر زہر پلاتی ہے یہ قاتل ہے ڈائن اور شوہر کش ہے اس مردار پہ کیوں لٹو ہو رہے ہو یہ تو ضرر رسائی

میں آزمائی ہوئی ہے فلہذا اس سے دور رہو۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

حل لغات

مولا (اردو،مذکرواؤ مجہولہ) قیمت،دام۔ چکانا، بھاؤ کرنا۔

شرح

وہ تو جنت کا نہایت ہی سستا سودا بیچ رہے ہیں لیکن ہم مفلس کنگال کیا دام چکائیں جب کہ ہمارے ہاتھ ہی خالی ہیں۔

قرآن مجید

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (پارہ ۱۱،سورۃ التوبۃ،آیت ۱۱۱)

بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔

راہِ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ایمان داروں کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف وکرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے کس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی نہ ہماری پیدا کی ہوئی جان ہے تو اس کی پیدا کی ہوئی مال ہے تو اس کا عطا فرمایا ہوا۔

شان نزول

جب انصار نے رسولِ کریم ﷺ سے شبِ عُقبہ بیعت کی تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ اپنے رب کے لئے اور اپنے لئے کچھ شرط فرمالیجئے جو آپ چاہیں فرمایا میں اپنے رب کے لئے تو یہ شرط کرتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لئے یہ کہ جن چیزوں سے تم اپنے جان و مال کو بچاتے اور محفوظ رکھتے ہو اس کو میرے لئے بھی گوارا نہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم ایسا کریں تو ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا جنت۔

فائدہ

اس سستے سودے کو حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے یوں بیان فرمایا ہے

سررت وی تو نبڑی یار موتیں دی کھان   سرڈتین یار ملے تاں وی سستاجان

سر تو خون کی ایک چھوٹی سی ٹوکری ہے لیکن محبوب ﷺ موتیوں کی کان ہے اگر سر دینے پر محبوب کریم ﷺ ملتے ہیں تو یہ سودا سستا سمجھ۔

انتباہ

عشاق جنت کو بھی اس لئے چاہتے ہیں کہ یہاں ہی محبوب کریم ﷺ کی زیارت ہو گی ورنہ وہ براہ راست جنت کے طالب نہیں بلکہ وہ طالب الجنۃ کو بیکار بلکہ اعمالِ صالح پر جنت کے طلبگار کو بیوپار کہتے ہیں۔

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

حل لغات

ڈگری، جیت، ثبوت، قرضہ کا سرکاری فیصلہ، سند۔ اقبالی، اقرار۔

شرح

اے میرے مولیٰ (جل جلالہ) تیرے میری صفائی کے گواہ تیرا عفوو کرم ہو تو نجات کی امید ہو سکتی ہے ورنہ رضا (امام اہل سنت) جیسے چور (مجرم) پہ تو ڈگری ہو سکتی ہے جب کہ وہ اپنے جرائم پر خود اقرار کر رہا ہے۔

انتباہ

ہر متکلم اپنا نام لے کر خود کو مجرم قرار دے کر عمومی طور پر پند و نصیحت فرماتا ہے۔ یہاں امامِ اہل سنت نے وہی کیا لیکن عقل کے اندھوں اور علم سے یتیموں نے ایسے اشعار پر امام اہل سنت کو کیا سے کیا بنا دیا نیز عاجزی و انکساری کی عجیب انتہا ہے۔

نعت شریف ۷۳

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دار مع اللہ لی ہے

شرح

نبی پاک، شہ لولاک ﷺ ہر پیغمبر اور ہر ولی اللہ کے سردار ہیں۔ ہمارے نبی پاک ﷺ کی شان یہ ہے کہ صرف اور صرف آپ ہی "لی مع اللہ" (میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص وقت ہے) کے راز دار ہیں۔

حدیث لی مع اللہ

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار فرمایا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کاملین پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ماسویٰ اللہ کی طرف ان کی توجہ ہوتی ہی نہیں اگر چہ اس آن میں ان سے کچھ پوچھا جائے تب بھی وہ اسی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ تو سب سے بڑھ کر مستغرق باللہ ہیں آپ کے اس مرتبہ تک کسی کی رسائی نہیں چنانچہ خود فرمایا

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (جواہر جلد ۳ صفحہ ۱۵۳۷)

میرے لئے خدا کے حضور ایک ایسی ساعت ہے جہاں مِلک مقرب اور نبی مرسل کی بھی رسائی نہیں ہے۔

عرش کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں شبِ معراج جہاں پہنچے ہیں رفعت والے

ازالۂ وہم

اور یہ معراج سے خاص نہیں بلکہ معراج کے علاوہ عالم دنیا میں بھی ایسا واقع ہو جاتا۔ چنانچہ مروی ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں باہر گئی ہوئی تھیں جب واپس آئیں تو دروازہ کھولا اندر آپ ﷺ ایک تخت پوش پر پاؤں لٹکا کر بیٹھے تھے دروازہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کون ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں آپ کی غلام عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ نے فرمایا "من عائشہ" کون عائشہ؟ حضرت عائشہ بولیں میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی عائشہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا "من ابوبکر" کون ابوبکر؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دروازہ بند کر دیا اور میں کسی دوسری بیوی کے ہاں چلی گئی

جب واپس آئی تو حضور اکرم ﷺ نے پوچھا عائشہ آج گھر میں کھانے کا کوئی انتظام نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوئی تھی لیکن آپ نے فرمایا کہ کون عائشہ میں نے کہا ابوبکر کی بیٹی آپ نے فرمایا کون ابوبکر چنانچہ میں دوسری بیویوں کے ہاں چلی گئی تھی آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ تو سچی ہے میرا کوئی ایسا وقت بھی پروردگار کے ساتھ ہوتا ہے کہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی آئے تو اس کو بھی دخل حاصل نہ ہو۔

فائدہ

اس حدیث کی سندات فقیر کی شرح مثنوی صدائے نوی میں ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے اس کی ترجمانی فرمائی ہے

لی مع اللہ شان خود فرمودہ   من نمیدانم کہ بندۂ حق یا حق توئی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک خاص وقت ہے اے حبیب خدا ﷺ آپ نے اپنی شان خود بتائی ہے مجھے معلوم نہیں کہ آپ بندۂ خدا ہیں یا حق تعالیٰ کا خاص جلوہ ہیں۔

اعجوبہ

اس شعر اور اس حدیث پر منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کو انکار ہے لیکن الحمدللہ ان کے اکابر بھی مانتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔ ملاحظہ ہو (لولاک، فیصل آباد صفحہ ۵)

خطبہ جمعہ محرم الحرام ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۲ء

اور مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی اسے احادیث تصوف میں اسے معناً صحیح مانا ہے۔ یہی وہ قاعدۂ اہل سنت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہوں یا دیگر انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام یا اولیائے کرام کہ بسا اوقات ان سے سوال کرنے پر جواب سوال کے مطابق نہیں ملتا تو اسے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عدم التفات سے تعبیر فرماتے ہیں۔ (شمائل امدادیہ)

اور ہم اسے دوسرا نام استغراق کہتے ہیں اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو

رایت ربی فی احسن صورۃ   میں نے اپنے رب تعالیٰ کو احسن صورت میں دیکھا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فیم یختصم الملاء الاعلیٰ   ملاالاعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں

میں نے عرض کی "انت اعلم" تو خوب جانتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ مبارک میرے دونوں

کاندھے کے درمیان رکھا تو میں ٹھنڈک محسوس کی

فعلمت ما فی السموت وما فی الارض. (مشکوٰۃ، باب مواضع الصلوٰۃ، فصل ثانی صفحہ ۷۰،۷۹)

تو میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان میں سب کچھ دیکھ لیا۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے اہل سنت نے حضور اکرم ﷺ کا علمِ کُلی ثابت کیا ہے لیکن منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ نے اپنی بدقسمتی سے حضور اکرم ﷺ کے علم کی نفی پر استدلال کیا ہے اور استدلال بھی اسی حدیث کے سوالِ الٰہی کے جواب میں "انت اعلم" تو خوب جانتا ہے سے حالانکہ اس میں لاعلمی کا معمولی سا اشارہ بھی نہیں لیکن دشمن آخر دشمن ہے اس نے اپنی دشمنی سے کچھ نہ کچھ کہنا تو ہے اگر ان کے اس سوال کو صحیح مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ اسے علم ہوتا تو پھر نبی کریم ﷺ سے سوال کیوں کیا تو "ما هو جوابكم فهو جوابنا" بہرحال یہ سوال و جواب "میاں عاشق و معشوق رمزیست" والا معاملہ ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب "غایۃ المامول فی علم الرسول" ملاحظہ ہو۔

دلیل استغراق کُلی

اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا لاعلمی سے نہ تھا ملائکہ کرام و جملہ انبیاء علیہم السلام کو دکھانا تھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام تھے کہ دیدار کے اشتیاق اور بصد منت وسماجت کے باوجود جب میں نے فرمایا

اُنظُرْ اِلَى الْجَبَلِ. (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۴۳) پہاڑ کی طرف دیکھ

تو وہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن یہ میرے حبیب ﷺ ہیں کہ ایسے محو دیدار ہیں کہ میں بار بار ملاالاعلیٰ کے خوش منظر کی طرف متوجہ کرتا ہوں تو بھی میرے ہی دیدار میں مستغرق ہیں ماسویٰ اللہ تعالیٰ کی طرف ذرہ بھر بھی متوجہ نہیں ہوتے اور حضور اکرم ﷺ کا جواب بھی اسی استغراقِ کُلی پر مبنی تھا کہ یا اللہ تعالیٰ اب تو میں تیرے دیدار سے سرشار ہوں مجھے ملا الاعلیٰ سے کیا غرض۔

یعقوب علیہ السلام کا استغراق

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب بھی اسی استغراق اور عدم التفات اور مبنی بر مصلحت تھا نہ کہ لاعلمی مثلاً مخالفین شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اشعار پیش کرتے ہیں

یکے پر سید ازاں گم کردہ فرزند   کہ اے روشن گھر پیر خرد مند

زمصرش بوئے پیرھن شمیدی چرادر چاہ کنعانش ندیدی

گفت احوال ما برق جھانست دمے پیداؤ ودیگر دم نھانست

گھے برطارم اعلیٰ نشینم گھے بریشت پائے خود نہ بینم

خلاصہ ترجمہ

کسی نے یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ مصر سے تو یوسف علیہ السلام کے پیرہن کی خوشبو کو یوسف علیہ السلام کا حامی بنادیا لیکن اُس وقت آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ اس کے بھائیوں نے اس چاہ کنعان میں پھینکا تو آپ کو معلوم نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا ہمارا حال چمکدار بجلی جیسا ہے کہ وہ ایک وقت چمکتی ہے تو دوسرے وقت چھپ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک وقت تو عرشِ اعلیٰ پر ہوتے ہیں لیکن ایک وقت اپنے پاؤں کی پیٹھ کو بھی نہیں دیکھ سکتے۔ (گلستانِ سعدی)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

سائل کے جواب میں یعقوب علیہ السلام نے اپنی لاعلمی میں نہیں بلکہ استغراق کا اظہار فرمایا ہے اسی لئے اپنی اس حالت کو چمکدار بجلی سے تعبیر فرمایا ہے کہ اپنی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اپنے پاؤں کی پشت نہ دیکھنا لاعلمی سے نہیں استغراق سے ہے ورنہ کون ہے جو اپنے پاؤں کی پشت بھی نہ دیکھ سکے ہاں بحالت استغراق ایسے ہوتا ہے (پاؤں کی پشت تو مثال کے طور پر فرمایا ہے) کہ خود اپنی حالت سے بھی گم جیسا کہ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہ نے فرمایا

خود توں خودی تو دورھن سرمست جام طھورھن

حق دے ھمیش حضور ھن اویس وچوں بھولے بھنن

(دیوانِ فرید)

خود اور خودی سے دور ہیں جام طہور میں مست ہیں ہمیشہ حق تعالیٰ کے حضور میں ہیں حجابات سے ہی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

ان اشعار کے سوال کے تحقیقی جوابات فقیر کے رسالہ ''رفع التعف فی علم یعقوب ابی یوسف عرف علم یعقوب'' میں پڑھیئے۔

وہ نامی کہ نامِ خدا تیرا

رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

حل لغات

نامی، نام والا، مشہور۔

شرح

آپ (ﷺ) وہ مشہور ذات یا نام والے ہیں کہ آپ کا ہر نام اللہ تعالیٰ کے نام سے موسوم ہیں مثلاً آپ (ﷺ) کا نام رؤف، رحیم، علیم، علی ہے (اور یہی اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں) امام ابوبکر ابن العربی المالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاحوذی شرح ترمذی میں اسماءِ کریمہ کے متعلق بعض صوفیہ کا یہ قول تحریر فرمایا ہے کہ اللہ جل مجدہ کے ایک ہزار نام ہیں اور اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے بھی ایک ہزار اسماء گرامی ہیں۔ یہ قول نقل کر کے امام ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں حصر مقصود نہیں ہے بلکہ فقط ان حضرات کے شمار کے مطابق یہ تعداد ہے اور یہ گنتی اس کی غیر محدود ذات کی بانسبت بہت کم ہے اس لئے کہ اسماءِ الٰہیہ اس کی ذات کی طرح غیر متناہیہ ہیں۔

ہے بیتاب جس کے لئے عرشِ اعظم
وہ اس رہرِ ولامکان کی گلی ہے

حل لغات

رہرو لامکان، لامکان کی طرف تشریف لے جانے والا۔

شرح

جس ذات کے لئے عرشِ اعظم بیتاب ہے وہ اس رہرو لامکان کی ایک گلی ہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب عرشِ اعظم کو پیچھے چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال و ذات کی تجلیات سے نوازے گئے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت غیر متناہی ہے اس معنی پر عرشِ اعظم آپ کے سفر کی ایک معمولی سی گلی نہیں تو اور کیا ہے۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

حل لغات

نکیرین۔ منکر نکیر یعنی وہ دونوں فرشتے جو قبر میں مُردے سے سوال و جواب کرتے ہیں۔

شرح

منکر نکیر میری تعظیم کرتے ہیں وہ صرف اس لئے کہ میں آپ پر فدا ہوں آپ کی وجہ سے یہ عزت عطا ہوئی۔

سوالاتِ نکیرین منکر نکیر

نکیرین کے قبر میں سوالات کا انکار کسی بھی مسلمان کو نہیں ہو سکتا اور یہ بھی اہلِ حق کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے کہ روح اگر موت کے بعد مٹ جاتی ہے تو سوالات نکیرین کس سے۔

نکیرین کے سوالات اور انسان کے جوابات دلیل ہیں اس بات کی کہ روح زندہ ہے اور اس سلسلہ کی روایات ضعفہ بھی نہیں بلکہ بقول امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سوالات نکیرین کی روایات متواترہ ہیں۔ (شرح الصدور للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ازالۂ وھم

ممکن ہے کہ کوئی صاحب اس شعر کو مبالغہ پر محمول کرے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے موت سے پہلے نکیرین کی اپنے تعظیم وتکریم کیسے ثابت کر لی۔

اس کا جواب واضح ہے کہ اولیاء اللہ کو اپنے امور مستقبلہ کا علم منجانب اللہ عطا ہوتا ہے۔ اس کے دلائل اپنے مقام پر لکھے جا چکے ہیں پہلے بھی بار ہا لکھا جا چکا ہے کہ شاعر اپنا نام لے کر عمومی قاعدہ بیان کرتا ہے اگر چہ ہمارے نزدیک امام اہل سنت بلند پایہ ولی اللہ ہیں آپ نے اپنی فراست وولایت کے ذریعے اپنی خبر دی ہے۔ اگر کوئی آپ کی ولایت کا منکر ہے تب بھی آپ نے ایک اسلامی قاعدہ کا اظہار فرمایا ہے کہ نکیرین غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔

نکیرین اور صلحائے امت

ردالمختار المعروف فتاویٰ شامی ملاحظہ کریں۔

تلاطم ہے کشتی پہ طوفانِ غم کا
یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے

حل لغات

تلاطم، پانی، تھپیڑے لہر، جوش، ولولہ۔ طوفان، تباہ کرنے والا پانی، نہایت شدت کی ہوا، کہرام، الزام، تہمت۔

شرح

کشتی پہ طوفان غم کی لہر ہے یہ کیسی مخالف ہوا چلی ہے۔

نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اَغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

حل لغات

یاحبیبی اغثنی،اے میرے پیارے میری فریاد کوپہنچو۔ٹلی،ہٹ گئی،دفع ہوئی۔

شرح

"یا حبیبی اغثنی"میرے پیارے میری فریاد کوپہنچو۔کیوں نہ کہو جب کہ اس مقدس نام سے تو ہماری مصیبت ٹلی ہے۔

سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

امام احمد رضارحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پرعمل کرتے ہوئے کہا"یاحبیبی اغثنی" چنانچہ ام المومنین حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک رات حضوراکرمﷺ کاشانۂ نبوت میں وضو فرمارہے تھے کہ یکدم ناگہاں آپﷺ نے بلند آواز میں تین مرتبہ یہ فرمایا"لبیک لبیک لبیک"تین مرتبہ بلند آواز سے آپﷺ نے یہ ارشاد فرمایا"نصرت نصرت نصرت"جب آپﷺ وضوخانے سے نکلے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہﷺ آپ تنہائی میں کس سے گفتگو فرمارہے تھے تو ارشاد فرمایا اے میمونہ! غضب ہوگیا۔میرے حلیف بنی خزاعہ پر بنی بکر اور کفار قریش نے حملہ کردیا ہے اور اس مصیبت وبیکسی کے وقت میں بنی خزاعہ نے وہاں سے چلا چلا کر مجھے مدد کے لئے پکارا ہے اور مجھ سے مدد طلب کی ہے اور میں نے ان کی پکار سن کران کی ڈھارس بندھائی ہے۔حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے تیسرے دن جب حضوراکرمﷺ نمازِ فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز سے فارغ ہوئے تو دفعتہً بنی خزاعہ کے مظلومین نے رجز کے اشعار کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کردیا۔حضوراکرمﷺ اور اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی اس پُردرد اور رقت انگیز فریاد کو بغور سنا۔ان اشعار کو سن کر حضوراکرمﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا کہ مت گھبراؤ میں تمہاری مدد کے لئے تیار ہوں۔

نام سے ہر مصیبت ٹلی

یہ مسلمات سے ہے کہ آدم علیہ السلام سے بڑھ کرکون مصیبت میں مبتلا ہوا ہوگا لیکن ان کی مصیبت اسی نام سے ٹلی۔

مواہب لدنیہ وغیرہ میں ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وصال قریب ہوا تو آپ نے اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ جب کبھی تم کو کوئی مصیبت درپیش ہو تو جنابِ مصطفی ﷺ کے توسل سے دعا کرنا ان شاء اللہ تکلیف بہت جلد دور ہو جائے گی۔ آپ نے پوچھا ابا جان محمد مصطفی ﷺ کون ہیں؟ فرمایا میری اولاد میں سے ہوں گے اور قریباً کئی ہزار برس بعد ہوں گے اور فلاں جگہ آپ کی اس طرح پیدائش ہو گی تب شیث علیہ السلام نے پوچھا آپ نے کیسے پہچانا کہ ان کا نام حلِ مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے تجربے سے۔ میں نے خطاء وہ دانۂ گندم کھالیا تھا جس پر میں نادم ہو کر تین سو سال روتا اور توبہ کرتا رہا مگر رب کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا آخر کار رب کی توفیق اور اُسی کی مہربانی سے مجھے خیال آیا کہ میں نے آنکھ کھلتے ہی عرشِ اعظم پر رب کے نام کے ساتھ ایک اور نام بھی لکھا ہوا دیکھا تھا یعنی "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں نے رب سے پوچھا تھا یہ کس کا نام ہے جسے تیرے نام کے ساتھ عرشِ اعظم پر جگہ ملی۔ جواب ملا اے آدم یہ اُن کا نام ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی نہ ہوتے بظاہر یہ تمہارے نخل ہیں مگر حقیقت میں تمہاری اصل ہیں۔ میں نے سوچا کہ اسی نام پاک کی برکت سے توبہ اور معافی کی دعا کروں چنانچہ اس نام پاک سے دعا قبول ہوئی اور مجھے معاف فرما کر اپنی حفاظت سے عزت بخشی۔ بیٹا میرا یہ دستور ہو گیا کہ جب حاجت درپیش ہوتی ہے میں اس نام کی برکت سے مانگتا ہوں تو پوری ہو جاتی ہے تم بھی ہر حاجت پر سی ذات کو وسیلہ بنانا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دو شخصوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا کیا جائے گا حکم ہو گا انہیں جنت میں لے جاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس وجہ سے جنت کے حقدار ہوئے ہیں ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن الکبیر، نسیم الریاض و مدارج)

انتباہ

اسم گرامی اس کے لئے مفید اور نافع اور نجات دلانے والا ہے جو مومن صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہبوں اور بے دینوں کہ جن کا ارتداد شرعاً ہو چکا اُن کے لئے کوئی فائدہ نہیں جیسے نجدی عبد الوہاب بھی اس نام سے موسوم تھا مگر وہ مرتد خارجی تھا۔ (شامی)

اس لئے وہ اس جیسے دیگر سب اس نعمت سے محروم ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت میں ایک منادی ندا دے گا کہ جس کا نام محمد ہو وہ کھڑا ہوتا کہ اُسے بہشت میں داخل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ محض میری عزت کی وجہ سے ہے۔ (ابو نعیم فی الحلیہ)

ایک روایت میں ہے کہ اُس کو اللہ تعالیٰ بلا کر کہے گا کہ دنیا میں تجھے میری نافرمانی کرتے وقت شرم بھی نہ آئی جب کہ تیرا نام محمد تھا اب مجھے حیاء آتی ہے کہ تجھے عذاب دوں کیونکہ تیرا نام میرے محبوب کریم کے نام کے مطابق ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے بہشت میں لے جاؤ۔ (شفاء شریف وغیرہ)

فائدہ

اس حدیث کے مطابق علامہ بوصیری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

فان لی ذمة منه بتسمتی　　　محمداً وھو رؤ فی الخلق بالدمم

کیونکہ میرا نام بھی محمد (ﷺ) ہے سو اس ہمنامی کی وجہ سے آپ کا عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الایفا ہو گیا کیونکہ آپ تمام دنیا سے ایفائے عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔

قیامت میں اعلان ہوگا

یا محمد قم فادخل الجنة　　　اے محمد (ﷺ) بہشت میں داخل ہو

عالم دنیا کے تمام محمد نام والے بہشت میں بلا حساب چلے جائیں گے انہیں کوئی نہیں روکے گا وہ صرف نامِ محمد ﷺ کی وجہ سے۔ (سیرت حلبی جلد ا صفحہ ۱۳۶)

صبا　ہے　مجھے　صرصرِ　دشت　طیبہ
اسی　سے　کلی　میرے　دل　کی　کھلی　ہے

حل لغات

صبا، پچھلی رات کی ہوا۔ صرصر، آندھی، تیز ہوا۔ کلی، غنچہ، کھلی (بکسر ا لکاف العجمی) از کھلنا کلی کا پھولنا، خوش ہونا، ہنسنا۔

شرح

دشت طیبہ کی سخت ہوا میرے لئے صبا ہے اس لئے کہ دشت طیبہ کی برکت سے تو میرا مرجھا ہوا دل باغ باغ ہوا۔

ادبِ مدینہ طیبہ

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مدینہ پاک کا ادب سکھایا ہے کہ اگر چہ وہاں کی کوئی شے ناگوار ہو تو بھی اسے محبوب ومرغوب سمجھے بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہاں کی ہر شے محبوب ومرغوب ہے لیکن یہ ایمان کی قوت وضعف پر مبنی ہے۔

ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان یکدل
ابوبکر و فاروق و عثمان علی ہیں

حل لغات

ہمدم، دوست۔ یک جان، شیر وشکر۔ یکدل، متفق ومتحد۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور شیر وشکر اور متحد ومتفق ہیں۔ وہ چار یار یہ ہیں سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار یاروں کے فضائل سے کتب اسلامیہ بھری پڑی ہیں تبرکاً چند ایک ملاحظہ ہوں

احادیث مبارکہ

مشکوۃ شریف باب المناقب میں ہے کہ چاندنی رات کا دلکش منظر ہے چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا ہے، ستارے جگمگا رہے ہیں جب کہ حبیب خدا، اشرف الانبیاء، شمس الضحیٰ، بدر الدجی، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ اپنا سر اقدس اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں رکھ کر محو استراحت ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب ستاروں کا یہ حسین ودلکش منظر دیکھا تو خیال آیا کیا کوئی ایسا بھی خوش قسمت انسان ہوگا جس کی نیکیاں ان ستاروں کی مانند ہوں۔ خیال آتے ہی موقع کو غنیمت جانتے ہوئے نبی غیب داں ﷺ کی خدمت میں عرض کیا

یارسول اللہ هل تکون لا حد من الحسنات عدد نجوم السماء؟

یارسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی؟

نبی غیب داں نے فرمایا ہاں پیارے عمر کی۔ حضرت ام المومنین کا خیال تھا کہ شاید سرکار ﷺ ان کے ابا جان

حضرت صدیق اکبر کا نام لیں گے جنہوں نے اپنی زندگی سرکار کی ہمراہی میں گزار دی۔ اس الجھن کو دور کرنے کے لئے آپ نے پھر سوال کیا

فاین حسان ابی بکر؟ آقا (آپ کے رفیق خاص) ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں؟

سرکار ﷺ نے فرمایا

انما جمیع حسنات عمر لحسنة واحدة من حسنا ت ابی بکر

بے شک پیارے عمر کی ساری نیکیاں پیارے ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔

دربارِ فاروقی لگا ہوا ہے۔ خدام حاضر خدمت ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ چھڑ گیا تو مرادِ مصطفیٰ (ﷺ) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ فرمانے لگے بھئی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کیا پوچھتے ہو۔ میری تو یہ آرزو رہی ہے کہ صدیق اکبر میری ساری نیکیاں خود لے لیتے اور اپنی دو نیکیاں مجھے دے دیتے (ایک رات اور ایک دن کی) حاضرین متعجب ہوئے کہ وہ کون سی دو نیکیاں ہیں جن کو حاصل کرنے کے لئے امیر المومنین فاروق اعظم (جن کی نیکیاں آسمان کے تاروں کی مانند ہیں) اپنی ساری نیکیاں صدیق اکبر کو پیش کرنے کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ فاروقِ اعظم نے صدیق اکبر کی ان دو نیکیوں سے حاضرین کو مطلع کرتے ہوئے فرمایا آپ کی رات تو وہ رات ہے جب آپ رسول پاک ﷺ کے ساتھ غار کی طرف پہنچے تو آپ نے سرکار سے عرض کی اللہ کی قسم آپ اس میں داخل نہ ہوں حتیٰ کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کوئی (تکلیف دہ) چیز ہو تو وہ مجھے پہنچے نہ کہ آپ کو۔ چنانچہ صدیق اکبر غار میں داخل ہوئے اسے صاف کیا اور اس کے ایک کنارے میں سوراخ پایا تو آپ نے تہبند پھاڑ کر اس سے سوراخ بند کیا ان میں سے دو سوراخ رہ گئے تو ان میں اپنے پاؤں دے دیئے پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آقا تشریف لایئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اپنا سر آپ کی گود میں رکھ کر سو گئے پھر ابوبکر کے پاؤں میں سوراخ سے ڈس لیا گیا مگر آپ نے بالکل جنبش نہ کی کہ کہیں آقا کے آرام میں خلل واقع نہ ہو جائے۔

مگر صدیق نے پاؤں کو جنبش تک نہ ہونے دی — یہی ڈر تھا کہیں آنکھیں کھل نہ جائیں پیغمبر کی

پھر آپ کے آنسو رسول پاک ﷺ کے چہرے پر گرے۔ سرکار ﷺ نے چشمانِ مبارک کھول کر فرمایا

مالک یا ابابکر — اے ابوبکر تجھے کیا ہوا

تو آپ نے عرض کی

لدغت فداک ابی وامی　　　آقا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے تو ڈس لیا گیا

تب رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن لگایا تو وہ تکلیف جاتی رہی جو وہ پاتے تھے پھر وہ زہر لوٹ آیا اور آپ کی وفات کا سبب بنا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۶)

ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

الیواقیت والجواہر میں روایت نقل ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آج آلِ محمد ﷺ نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہ تھا۔ یہ سن کر صدیق اکبر گھر گئے اور اپنا سارا مال سرکار کی خدمت میں پیش کر دیا تو سرکار نے فرمایا

ماترکت لا هلک یا ابابکر　　　اے ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔

تو آپ نے عرض کی "اللّٰہ ورسولہ"

حضرت عمر نے یہ بات سنی تو وہ بھی گھر کا آدھا مال لے کر حاضر ہو گئے۔ سرکار نے حضرت عمر سے بھی پوچھا

ماترکت لا هلک یا عمر　　　اے عمر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔

تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آدھا ان کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ سرکار نے دونوں کے جوابات سن کر فرمایا

بینکما ما بین کلمیتکما

مولانا حسن رضا خان بریلوی نے کیا خوب لکھا

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا　　　ہے یارِ غار محبوب خدا صدیق اکبر کا
لٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت میں　　　کہ لٹ لٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

حل لغات

آگاہ۔۔واقف، جاننے والا۔ خفی، پوشیدہ۔ جلی، ظاہر۔

شرح

اللہ تعالیٰ نے (اے حبیب کبریا ﷺ) آپ کو ہر شے سے آگاہ فرمایا یعنی دونوں عالم کی ہر شے کا خواہ وہ پوشیدہ ہے یا ظاہر ہے۔

غیب الغیب

امام احمد رضا قدس سرہ نے وہی عقیدہ جو مشہور ہے (کہ نبی پاک ﷺ ما کان و ما یکون باذن اللہ جانتے ہیں) کو بیان فرمایا ہے اس کے متعلق لکھنے کی حاجت نہیں اس لئے کہ اس موضوع پر سینکڑوں تصانیف موجود ہیں لیکن یہاں صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان نہایت ہی قابلِ قدر ہے اسی لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

غیب کی دو قسم ہیں

ایک وہ جو تجھ سے غائب ہے وہ عالم ارواح ہے کہ تو اس کے ہاں حاضر تھا جب کہ تو اس عالم میں روح کے ساتھ تھا اور "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" ایک ذرہ کی طرح تیرا وجود تھا اور اس وقت حق کے خطاب سن رہا تھا اور آثارِ ربوبیت کا مطالعہ کر رہا تھا اور فرشتگان کا مشہود بھی ہوتا تھا اور ارواحِ انبیاء و اولیاء وغیرہم سے بھی تعارف ہوتے رہے جب تو عالم انسانیت سے اور جسمانیت سے متعلق ہوا اور جب تو حواسِ خمسہ کے ساتھ یعنی محسوسات جو کہ عالم اجسام سے ہوئے کو دیکھنے لگا تو وہ غیب تجھ سے غائب ہو گیا۔

اور دوسرا غیب کہ جس سے تو غائب ہے وہ غیب الغیب ہے یعنی بارگاہ لم یزل کے حضور کہ تو اپنے وجود کے اعتبار سے اس سے غائب ہے مگر وہ اپنے وجود کے اعتبار سے تجھ سے غائب نہیں وہ تیرے ساتھ ہے جہاں بھی تو ہے تو اس سے بعید ہے مگر وہ تیرے ہر وقت قریب ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِo (پارہ ۲۶، سورۂ قٓ، آیت ۱۶)

اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

دوست نزدیکتر از من بمنست ۔۔۔ ویں عجب ترمن ازوئے مہجورم

اس کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ایک مقام پہ بیان فرمایا کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا ۔۔۔ جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

فائدہ

اللہ تعالیٰ محیط بکل شئی اور خفی سے اخفی ہے اس کے باوجود نبی پاک ﷺ نے اس ذات بے عیب و بے مثال کو اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا۔

عقیدہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

یہی عقیدہ امام احمد رضا قدس سرہ نے بتایا ہے یہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عقیدہ ہے چنانچہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاما فاخبرنا عن بیدا الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظه ونسیه من نسیه(رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۳)

حضور اکرم ﷺ ایک دن خطبہ دیا اور ابتدا آفرینش سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی جنت میں داخل ہو گئے اور دوزخی لوگ دوزخ میں یاد رکھا اُسے جس نے یاد رہا بھلا دیا اُس نے جس نے بھلا دیا۔

مسلم شریف میں بروایت حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح مروی ہے مگر اُس میں یوں ہے

فاخبر نا بما ھو کائن الی یوم القیمة فاعلمنا احفظنه

ہمیں حضور اکرم ﷺ نے قیامت تک تمام ہونے والے واقعات کی خبر دی اب ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو زیادہ ان باتوں کا حافظ ہے۔

بخاری و مسلم میں بروایت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

ماترک شیئا یکون فی مقامه الیٰ یوم القیمة الا حدث به حفظه من حفظ نسیه من نسیه

حضور اکرم ﷺ نے اسی جگہ پر قیامت تک ہونے والی کسی شے کو بھی نہ چھوڑا سب کچھ ہمیں بتا دیا جس نے یاد رکھا اُس نے یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

فائدہ

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے روزِ اول سے لے کر قیامت کے ذرہ ذرہ کی خبر دی۔

کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر
کہ تجھ پر مری حالت دل کھلی ہے

حل لغات

عالم السر، پوشیدہ امور جاننے والا۔ کھلی ہے، ماضی از کھلنا(بضم الکاف العجمی) ظاہر ہونا۔

شرح

اے حبیب کریم، رؤف رحیم ﷺ میں اب کیا عرض کروں آپ تو پوشیدہ امور کو جانتے ہیں میرے دل کی حالت تو آپ پر روشن اور ظاہر ہے۔

تمنا ہے فرمایئے روزِ محشر
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

حل لغات

رہائی، خلاصہ، آزادی، چھٹکارا۔ چٹھی، خط، رقعہ۔

شرح

میری آرزو یہ ہے کہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں حبیب کریم ﷺ فرمائیں کہ لو یہ تیری نجات کی چٹھی اللہ تعالیٰ سے عطا ہوئی ہے۔

چٹھی کی احادیث مبارکہ

قیامت میں بعض وہ خوش قسمت ہوں گے جنہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے یا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخشش کے پروانے عطا ہوں گے ان میں سے ایک نمونہ ملاحظہ ہو

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ یستخلص رجلا من امتی علی رووس الخلائق یوم القیامة فینشر علیه تسعة و تسعین سجلا کل سجل مثل ثم یقول اتنکر من ھذا شیئا اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول (افلک عذر) لا یارب فیقول بلی ان لک عندنا حسنة و انه لا ظلم علیک الیوم فیخرج بطاقة فیھا اشھد ان لا اله الا اللہ و اشھد ان محمدا عبده و رسوله فیقول یا رب احضر وزنک فیقول یارب ماھذه البطاقة مع ھذ

السجلات فيقول انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفة و البطاقة فی کفة فطاشت السجلات و ثقلت البطاقة و لا یثقل مع اسم اللہ شئی

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان والحاکم وصححہ والبیہقی وغیرہ "نور الصفا" امام احمد رضا)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے ایک امتی کو تمام مخلوق کے سامنے نجات کی نوید سناتے ہوئے اس کے سامنے ننانوے اعمال نامے دفتر بکھیر دے گا ہر دفتر تاحد نگاہ نظر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے کردار کا انکار ہے عرض کریگا نہیں پھر فرمائے گا کوئی عذر ہو تو بتاؤ عرض کرے گا نہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے ہاں تیری ایک نیکی ہے اور آج کسی پر ظلم بھی نہ ہوگا۔ اس کے بعد ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا "اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ وان محمداً عبدہ رسولہ" فرمائے گا تیرے اعمال تولے جائیں گے تو یہاں کھڑا ہوگا عرض کرے گا یا اللہ یہ ان دفتروں کے مقابلہ یہ پرچہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس پرچہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں دوسرے تمام دفاتر دوسرے پلڑے میں پھر یوں ہوگا کہ دفاتر کم ہوں گے اور وہ پرچہ سب پر بھاری ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کون سی شے سے بوجھل ہوسکتا ہے (اس پر اس کی بخشش ہوگی)

مقصد زیارت کا برآئے پھر تو
نہ کچھ قصد کیجئے یہ قصد دلی ہے

شرح

مقصد زیارت پورا ہو جائے تو پھر اور کوئی قصد نہ ہوگا میرا دلی مقصد یہی ہے۔

عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ زندگی بھر اسی آرزو میں رہتے ہیں کہ کاش کسی وقت چہرۂ مصطفیٰ ﷺ سامنے آجائے اور جی بھر کر زیارت کریں چنانچہ بہت سے خوش قسمت اس آرزو کو حاصل کر بھی لیتے ہیں۔

ترے در کا درباں ہے جبرئیل اعظم
ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ آپ کے دربارِ اقدس کا دربان حضرت جبرئیل اعظم علیہ السلام ہے آپ کے مدح خوان جملہ اولیاء ہیں (ﷺ)

جبریل امین خادم

یہ مضمون متعدد مقامات پر آیا ہے یہاں بھی چند روایات حاضر ہیں۔

جبریل علیہ السلام خادمِ دربار

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو کندھے پر بٹھا کر ایک چٹان پر لے گیا اس سے مشرکین سے آڑ ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے پس پشت دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا

هذا جبريل يخبرني انه لا يراك يوم القيمة لفي صدل الا انفتناك منه (ابن عساکر)

یہ جبرئیل علیہ السلام مجھے بتا رہے ہیں کہ اے طلحہ قیامت میں تمہیں وہ جس وحشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا لیں گے۔

اختیارِ رسول ﷺ

ایک شب حضور اکرم ﷺ کا کجاوہ مرکب کی پشت سے گر گیا آپ نے فرمایا کون ہے جو میرا کجاوہ ٹھیک کر دے اور جنت لے یہ سنتے ہی حضرت طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دوڑے اور کجاوہ درست کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ سوار ہو گئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

ياطلحة هذا جبريل يقرئك السلام ويقول انا معك في اهوال القيمة حتى انجينك منها

(طبرانی فی الاوسط)

اے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جبریل علیہ السلام ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں قیامت کے دن قیامت کی ہولناکیوں میں ساتھ ہوں گا یہاں تک میں تمہیں ان سے نجات دوں گا۔

ہر نبی مدح خواں

روح البیان پارہ ۲۸ سورۃ الصف کے دوسرے رکوع میں ہے کہ ہر نبی ﷺ نے اپنی امت کو حضور ﷺ کی خوشخبری سنائی یہاں تک کہ آخر میں عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ا (پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ٦)

اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

شرح

رضا (احمد رضا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی حشر میں شفاعت کرے آپ کے سوا یہ قدرت اور کسے عطا ہوئی ہے

فلہٰذا غلام پر نظر کرم فرمانا۔

احادیث شفاعت

بکثرت مقامات پہ احادیث شفاعت مذکور ہوئیں ایک تبرکاً یہاں عرض کی جاتی ہے۔

امام احمد بسند صحیح انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذ جاء نی عیسی علیہ الصلاۃ والسلام فقال ھذہ الأنبیاء قد جاء تک یا محمد یسألون ویدعون اللہ ان یفرق بین جمیع الأمم الی حیث یشاء لعظم ما ھم فیہ فالخلق یلجمون فی العرق فاما المؤمن فھو علیہ کالزکمۃ وأما الکافر فتغشاہ الموت قال یاعیسیٰ انتظر حتی ارجع الیک فذھب نبی اللہ ﷺ فقام تحت العرش فلقی مالم یلق ملک مصطفی مرسل ﷺ (الحدیث)

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے۔ ''مفصل ترجمہ احادیث شفاعت میں گزرا'' (از تجلی الیقین)

☆☆☆☆☆☆